

رسالہ

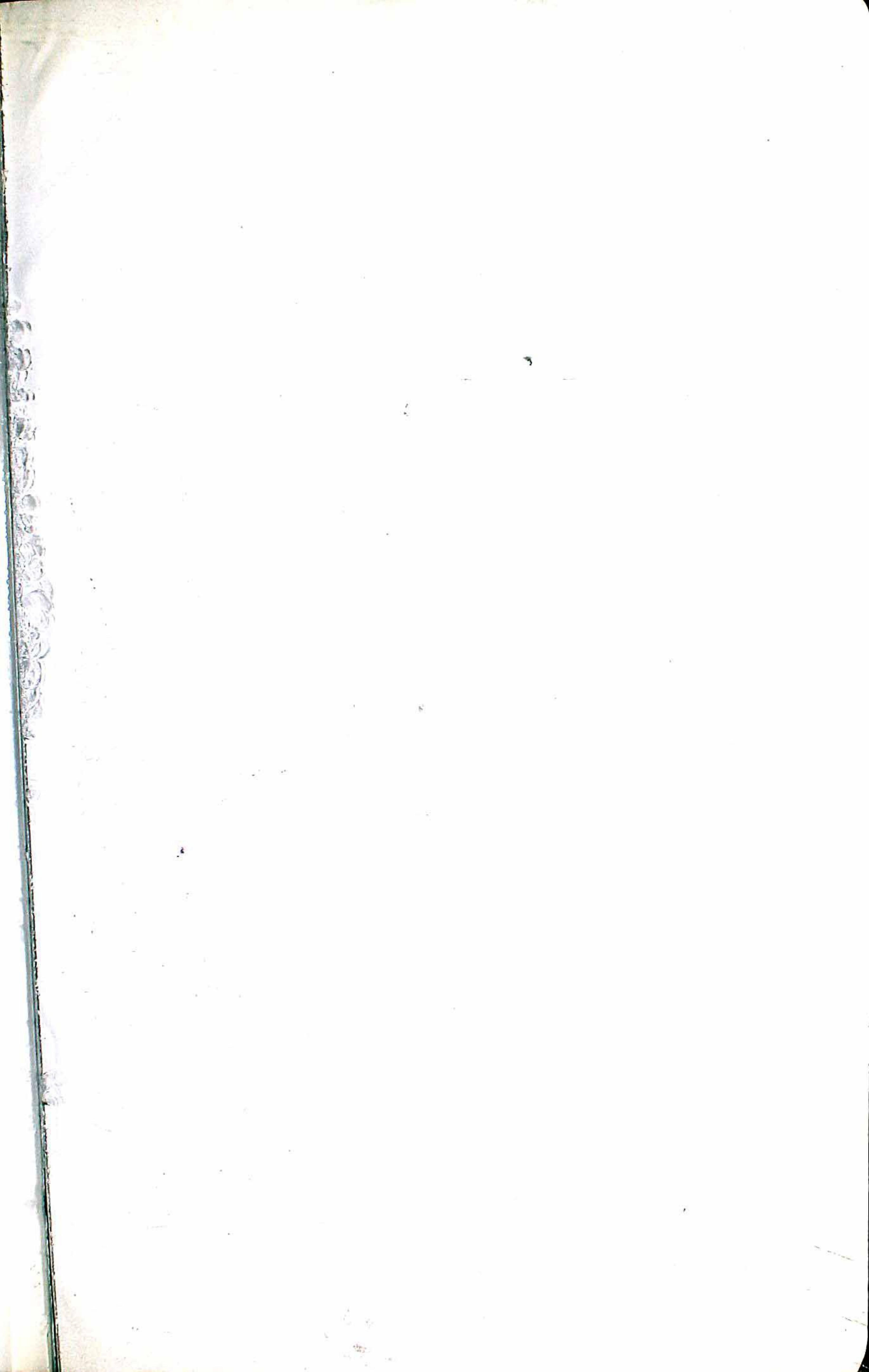
اکبریم السلام

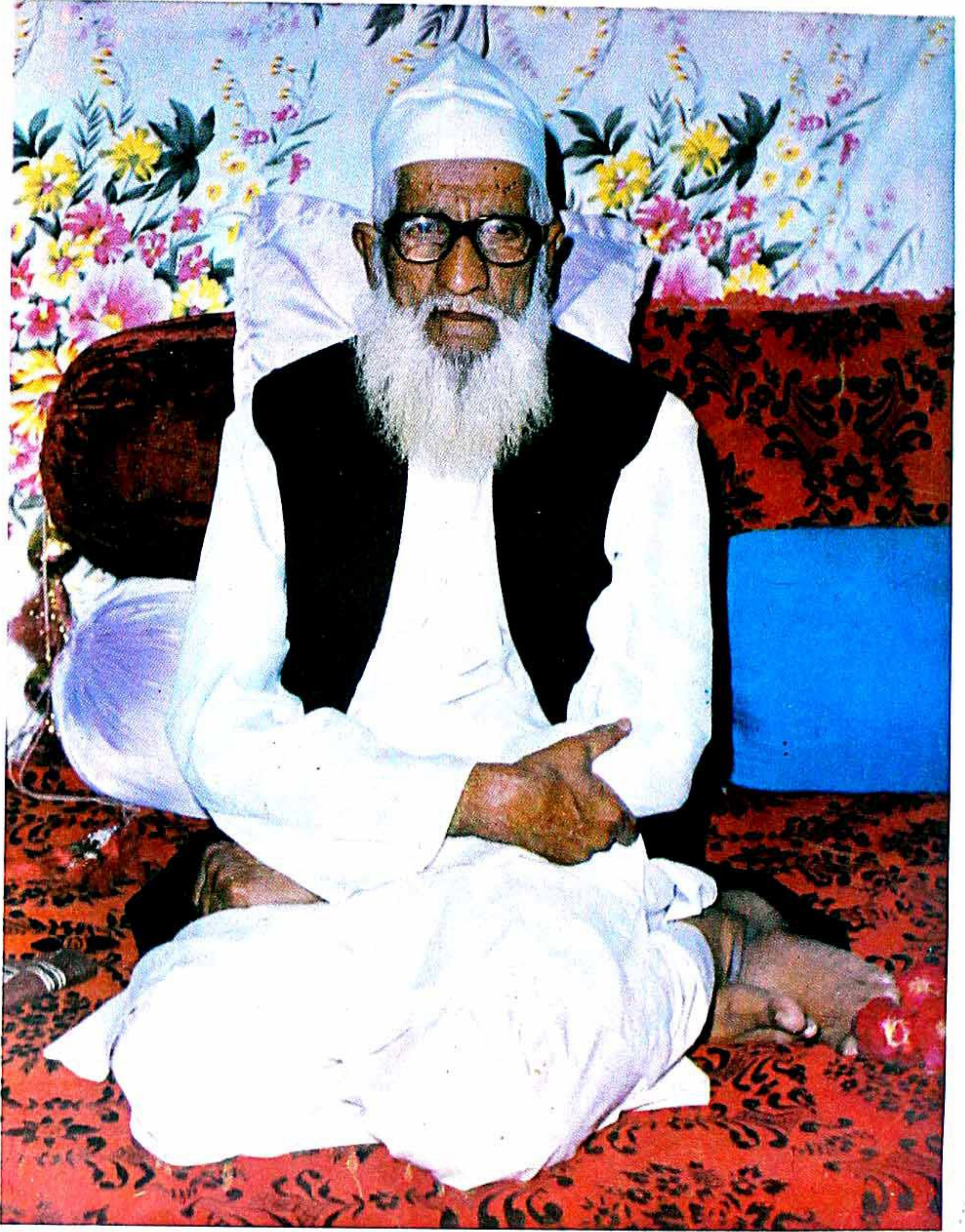
مرتبہ

مولانا عبد الممالک چشتی

مسئول بک ڈپوٹر ڈاٹو محمد پناہ
تحصیل ایف اے پورہ ضلع جہلم خان

ناشر





حضرت الحاج سید اکرام حسین چشتی سیکری مدظلہ العالی

هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ
اللَّهُ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اکرام السید اکرام

جو

شیخ الرقیقت حضرت خواجہ سید اکرام حسین شاہ صاحبِ حشمتی سیکرہ (5) مدظلہ العالی کا سلوک، تصنیف اور خصوصی ہدایات و ارشادات کا مجموعہ ہے جو ذکر و تکرار مراقبہ جات، درود و وظائف اور اہم ہدایات پر مشتمل ہے۔ نیز اولیائے کرام کی مختلف کتابوں سے انتخاب کیا گیا ہے۔ جس کا مطالعہ باطنی دیدار معرفت اور قرب حضور ﷺ سے مشرف ہونے کا وسیلہ بنے گا۔

مرتبہ

مولانا عبدالمالک حشمتی خلیفہ مجاز

حضرت خواجہ سید اکرام حسین شاہ صاحبِ حشمتی سیکرہ (5) مدظلہ العالی

۲۹۷۶۴۲

۱۶۲۶۹

۵۵۶۳۲



ضابطہ

مجلد حقوق محفوظ ہمیں۔

اکرام السلوک

نام کتاب :-

مولانا عبدالملک چشتی خلیفہ مجاز حضرت خواجہ سید اکرام حسین خلیفہ

مرتبہ :-

قریشی انٹرنیٹرز پریس مارکیٹ بہاولپور

مقام اشاعت :-

مدد انتخار حسین انظر چشتی۔ محمد بلاال سومرو چشتی

معاونین :-

محمد جیل الرحمان

شعبہ نشر اشاعت خانقاہ عالیہ چشتیہ موضع خنیسے کچیوار خیل بہاولپور ضلع

رشتہ کا پتہ :-

ریاض شاہد الداب پریس امد پور شرقیہ فون ۱۵۹۷

کتابت :-

قیمت :- ۱۰ روپے



پرنٹر مرسن بک ڈپو اینڈ نوٹس بیٹ سرگس نزد یونان کونسل تونڈا محمد پناہ

تحویل لیاقت پور ضلع رحیم یار خان

خانقاہ عالیہ چشتیہ ڈیرہ نواب صاحب ضلع بہاولپور

فہرست مضامین

صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	
۳۳	صفائی باطن کے تین طریقے	۲۰	۵	سُخن ہائے گفتی	۱
۳۴	تصور شیخ یا شغل بزرگ کبیر	۲۱	۶	تعارف	۲
۳۷	پیر و مرشد کے آداب و نسبت	۲۲	۷	تہیہ	۳
۴۰	اقوال زریں حضرت خواجہ سید اکرام حسین شاہ	۲۳	۸	تصوف	۴
۴۳	سبک میلے نوردی ہدایات	۲۴	۹	حقیقت قلب	۵
۵۱	مجاہدہ نفس	۲۵	۱۰	تذکرہ نفس و مقام قلب و روح	۶
۵۵	ادب کی اہمیت	۲۶	۱۱	سلسلہ چشتیہ میں مرید ہونے کیلئے شرائط	۷
۵۶	توبہ و توکل - تقویٰ	۲۷	۱۲	عین ذکر	۸
۵۸	بلاء و مصیبت پر صبر کرنا	۲۸	۱۳	اقسام ذکر و پاس القواس	۹
۵۹	اوشاہوں، امیروں اور ظالموں کا چہرہ دیکھنا	۲۹	۱۴	دل کے گوشے	۱۰
۶۰	شریعت و طریقت میں کفر اسلام	۳۰	۱۵	دل کے دو باب	۱۱
۶۱	ذانی اللہ، انا الحق - ہمہ ادست	۳۱	۱۶	جہاد اکبر و جس دم	۱۲
۶۲	وحدۃ الوجود - وحدۃ الشہود	۳۲	۱۷	ذکر کے گوہر	۱۳
۶۴	سکایت، عشق و توحید	۳۳	۱۸	مومن کا دل بیت اللہ و عرش الہی ہے	۱۴
۶۵	ذکر جہاد، تسبیح و لطائف خمسہ	۳۴	۱۹	نور ہدایت حضرت خواجہ باقی باللہ	۱۵
۶۶	طریقہ ذکر، یکسوئی حاصل کرنا - مراقبہ	۳۵	۲۰	دل کے دروازے کھلانا و مومن	۱۶
۶۸	مراقبہ، لٹان الاذکار، شغل سورت، سرمدی	۳۶	۲۱	خود زحباب ہے	۱۷
۶۹	نفی اثبات، شغل جس نفس	۳۷	۲۲	نفس کا بیان	۱۸
۷۰	کلاہ - سماع	۳۸	۲۳	ذکر کا بیان مقام نعت و سلوک	۱۹

صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر
۱۳۵	یکفینی شریف	۶۲	۴۳	وجہ
۱۳۷	دُعائے مغفرت. دعا دعا تہم بالخیر ہو	۶۳	۴۴	توسید - توسید معرفت
۱۳۸	مختلف وظائف و نقش	۶۴	۴۹	دھرت الوجود - دھرت الشہود
۱۴۱	عید کا تحفہ - قبر میں بقدر ایک نماز ٹھہرے	۶۵	۸۲	واجب الوجود
۱۴۱	دُعائے حضرت خواجہ معروف کرنی	۶۶	۸۷	بیس حکایات ایمان الشہود
۱۴۳	اشعار نقیون	۶۷	۱۰۱	اصطلاحات غوث - قطب اولیاء کی اسام
۱۴۷	شان حبیب کبریاء	۶۸	۱۰۹	اصطلاحات مقامات
۱۴۷	نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم	۶۹	۱۱۳	دیوان صالحین
۱۴۹	کنزاً مخفیاً	۷۰	۱۱۴	سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے تجلیات
۱۵۱	بشر	۷۱	۱۱۵	اسم اعظم - حقیقتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم
۱۵۲	فتویٰ - خلافت	۷۲	۱۱۷	مؤمنین کا ایمان نورِ محمدی کا پر تو ہے
۱۵۵	مسجد ملائکہ	۷۳	۱۱۷	فضائل و برکات درود شریف
۱۵۶	دیدارِ خداوندی	۷۴	۱۱۸	درود حضورِ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم
۱۵۸	عرفانِ ربی کی ناطق دلیل	۷۵	۱۱۷	فضائل و برکات درود شریف، طریقہ تصور
۱۵۹	عشق و محبت	۷۶	۱۱۸	مجموعہ حصہ اول الحاس درود شریف
۱۶۲	تصور اسم اللہ با حضور	۷۷	۱۲۸	دُعائے قطب حضرت غوث الاعظم رضی
۱۶۲	دعوت	۷۸	۱۲۹	ختم خواجگانِ پست
۱۶۶	فقر - خرقہ	۷۹	۱۳۰	دیوان کا وقت، اجابت، دعا کا وقت
۱۶۷	ارکانِ طریقت، واجبات، طریقت	۸۰	۱۳۱	بیداری کیلئے چہار تسبیحِ چشتیہ
۱۶۷	درویش کیلئے چار مقام، چار کلمہ	۸۱	۱۳۱	تسبیح ملائکہ - تسبیح فارغ البالی
۱۶۸	تیرے وجود میں فرشتے	۸۲	۱۳۲	صلوٰۃ الاسرار
۱۶۸	انسان کے جسم میں تین بادشاہ	۸۳	۱۳۳	ذندائے حاجات، عمل مشکلات کی نمازیں
۱۷۰	شجرہ شریف	۸۴	۱۳۴	سبعات عشر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 حَمْدُهُ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

سُخْنِ لائے گفتنی

شیخ طریقت فیاض زمان قبلہ مہربان حضرت خواجہ سید اکرام حسین چشتی سیکری ^{نظر العالی}
 کا سلوک و تصوف کے متعلق ایک اہم ہدایات کا مجموعہ اور آپ کا فیضانِ کرم ہے۔ نیز
 ادیائے کرام کی تصوف و سلوک کی کتابوں کا انتخاب ہے۔ اس میں وہ نکات اور جواہر
 تحریر کئے گئے ہیں جن پر عمل کر کے معاشرے اور سالکوں میں ایک صالح انقلاب برپا
 کر سکتے ہیں۔ اس کتاب میں معاشرتی برائیوں کے زہر کا بہترین تریاق موجود ہے۔ اس
 میں تطہیرِ فکر، تعمیرِ عمل، پختگیِ سیرت، عفتِ قلب و نگاہ اور استقامت کا ایک جامع لائحہ عمل
 موجود ہے۔ یہ رسالہ خاص صرف سالکانِ طریقت کیلئے ہے۔

یکے از غلامانِ پشت

عبدالمالک چشتی

تعارف

حضرت مولانا عبدالملک صاحب چشتی کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں۔ آپ قریش ہاشمی کی ایک شاخ قوم مہسن سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کے والد ماجد حاجی غوث بخش صاحب ایک متقی اور پرہیزگار بزرگ تھے۔ آپ کے جدِ اعلیٰ الحاج محمد رمضان بن الحاج پیر بخش عاقلہ دنیا پور (ملتان) میں قیام پذیر تھے۔ اس دوران انہوں نے متعدد حج پیدل کرنے کی سعادت حاصل کی۔ انہی دنوں وہ موضع مہند تحصیل احمد پور شرقیہ میں تشریف لائے۔ تو مہند کے لوگوں نے آپ کی علمی و روحانی بصیرت سے متاثر ہو کر آپ کو ایک قطعہ اراضی بھی دیا اور وہیں رہائش پر مجبور کر دیا۔ آپ نے اس علاقے میں دین کی شمع روشن کی۔ ان لوگوں میں اس خاندان کی کرامات مشہور ہیں۔

حضرت مولانا عبدالملک چشتی جنوری ۱۹۳۹ء میں موضع مہند ضلع بہاول پور میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم مولوی محمد اسماعیل صاحب خطیب جامع مسجد ڈیرہ نواب صاحب سے حاصل کی۔ میٹرک تک گورنمنٹ ہائی سکول ادچشریف میں زیر تعلیم رہے۔ آپ نہایت متقی پرہیزگار اور متوکل انسان ہیں اور متبع شریعت و طریقت ہیں۔ آپ حضرت خواجہ مخدوم شاہ اکرام حسین چشتی سیکری علیہ السلام کے خلیفہ ہیں۔ حضرت قبلہ پیر و مرشد نے آپ کی دینی خدمات کے پیش نظر آپ کو ۲۵ دسمبر ۱۹۴۸ء کو خلافت کی سعادت سے نوازا۔ آپ نے موضع خمیہ پکھیوار تحصیل احمد پور شرقیہ میں حضرت قبلہ پیر و مرشد کے حسب الارشاد خانقاہ عالیہ چشتیہ قائم کی ہے اس خانقاہ میں بچوں کو دینی تعلیم دی جاتی ہے اور غریب مستحق مریضوں کا علاج بھی کیا جاتا ہے۔

آپ کو اپنے شیخ سے بیحد محبت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے اپنے مرشد گرامی کے ارشادات و تعلیمات کو اکٹھا کر کے ”اکرام السلوک“ کے نام سے ایک خوبصورت مرتبہ پیش کیا ہے۔ جو پیش قارئین ہے۔

خادم الفقراء
حکیم محمد افتخار حسین اظہر چشتی
سجادہ نشین خانقاہ عالیہ چشتیہ ڈیرہ نواب صاحب

۵ نومبر ۱۹۹۷ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تہذیب

قرب الہی کیلئے ضرورت شیخ

هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۝

وہی اول و آخر و ظاہر و باطن ہے۔

خدا ایسی ذات کو شایاں ہے جو موجود مطلق ہے اور نعمت حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر جو مظہر کل اور خلیفہ حق ہیں۔ موجودات کو اللہ جل شانہ نے انسان کی خاطر تخلیق فرمایا اور انسان کو صرف اپنے ہی لئے۔ پس طالب حق کو چاہیے کہ اسی کو تلاش کرے اور تلاش کرنے والا آخر پابھی لیتا ہے اپنے آپ کو کسی اسات کے پاس لے جائے تاکہ نقصان و زحمت و جدائی کے رنج سے نجات حاصل کرے۔ کیونکہ فقر ہی سے خدا ملتا ہے۔ جس نے فقر نہ پایا اس نے خدا کو بھی نہ پایا۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ اپنے فضل و کرم سے کسی کا بل بزرگ سے ملا دے وہ ایک ہی توجہ اور نظر سے اس کا کام مکمل کر دے۔ اس کی نظروں سے حجابات اٹھا دے، خواب و غفلت سے بیدار کر دے شدت مجاہدہ کے بغیر محبوب حقیقی کا جمال دکھا دے۔ اپنی خودی سے نکال کر بیخود کر دے۔

بِنِیْ یَسْمَعُ وَبِنِیْ یُبْصِرُ کے درجے تک پہنچا دے۔ یہ اللہ کے فضل و کرم ہیں۔

○ دوسرا طریقہ مجاہدہ دریاضت کہ ہے جس پر اس قوم کے داصلان چلتے ہیں۔ کثرت حجابات و ریاضت اور بزرگوں کے طریقے کی برکت سے منزل مقصود تک پہنچتے ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بعض ایسے علوم تعلیم فرمائے کہ اگر میں ان کا اظہار نہ کرنا کہ

اسرار کا اظہار

پر کردوں تو سیری گردن اڑادیں۔

۵ ایہ پڑھنا عِلم ضرور ہو یا۔ پر دُسنانہ منظور ہو یا
جس دسیا سو منظور ہو یا۔ اُس سُول پکر چڑھایا ہے۔ (بابا بلے شاہؒ)
۵ خاصاں دی گل عامان اگے نہیں مناسب کرنی
میٹھی کھر پکا جیویں کتیاں اگے دھرنی۔ (میاں محمد بخشؒ)

تصوف

- تصوف ہی دین کا سلسلہ، اسلام کا روح اور مذہب کی حقیقت ہے۔
معرفت الہی اس راستہ سے ممکن ہے اور حیات و کائنات کے اسرار و رموز اسی سے ہی
کھلتے ہیں۔ نیز حجابات عالم کے ماوراء جو کچھ ہے اس کا مشاہدہ بھی اس کے ذریعے ہو سکتا ہے۔
- اسلام کے ظاہر کا نام شریعت اور باطن کا نام تصوف ہے۔ دین میں روح کی تصوف
عشق الہی ہے۔
- حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جو شخص محض صوفی بن گیا اور فقیر نہ بنا، وہ دین
حق سے پھر گیا۔ اور جو شخص صوفی نہ ہوا اور صرف فقیر ہوا وہ فاسق رہا۔ اور جس نے ان دونوں
کو (فقد تصون) قبول کر لیا وہ اصل میں محقق ہوا۔ (مرج البحرین)
- حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا تصوف آٹھ خصلتوں پر مبنی ہے۔ ۱۔ سخاوت
ابراہیم علیہ السلام ۲۔ رضائے اسحاق علیہ السلام ۳۔ صبر الیوب علیہ السلام
۴۔ مناجات زکریا علیہ السلام ۵۔ غربت یحییٰ علیہ السلام ۶۔ خرقہ پوشی موسیٰ علیہ السلام
۷۔ تجر عیسیٰ علیہ السلام ۸۔ فقر محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
پر مبنی ہے۔

● - تصوف کے چار حروف ہیں

(۱) ت سے مراد تجرید ہے یعنی ماسوی اللہ سے انقطاع ترکِ شہوات و ترکِ لذات ہے۔

(۲) ص سے صدق و صفا کی طرف اشارہ ہے۔ سالک کے باطن میں نورِ خدا اور حقیقتِ محمدی کی جلوہ گری ہونی چاہیے۔

(۳) و سے وفائے عہد۔

(۴) ف سے مراد فنا فی اللہ ہے۔ یہی تصوف و سلوک کی معراج ہے۔

● دین میں رُوح کی تصوف عشقِ الہی ہے۔ جس طرح جسم بغیر رُوح کے مُردہ ہے اسی طرح دین بغیر تصوف یعنی عشقِ الہی کے مُردہ ہے اور ظاہر ہے کہ مُردہ سے کیا حاصل ہوگا۔

حقیقتِ قلب

پیرانِ کامگار اور مُرشدانِ نامدار نے اذکار کو اس لئے مقدم رکھا ہے کہ انسان کا دل چونکہ آئینۂ اسرارِ الہی اور خزینۂ انوارِ غیر متناہی ہے۔ پردہ ہائے ظاہری و باطنی میں مستور و محجوب ہے۔ دل دونوں چھاتیوں کے درمیان بائیں جانب کو جھکا ہوا ہے اور چربی کے پردے اس پر پڑے ہوئے ہیں۔ اُن پردوں کے علاوہ تین اور پردے اس پر عائل ہیں کہ اس کو اپنی جگہ سے ہلنے نہیں دیتے۔ بعض اہل طریقت نے تحقیق و تجربہ کیا ہے کہ اگر کوئی شخص اسرارِ الہی و انوار و تجلیات لامتناہی کا معائنہ اور مشاہدہ کرنا چاہے تو چاہیے کہ صبح شام بلکہ ہمیشہ اس قدر ذکر کرے کہ ذکر کی کثرت سے آگ پیدا ہو جائے اور اس کی حرارت سے تمام پردے جل جائیں اور کھل جائیں، تاریکی دور ہو کر روشنی ہو جائے اور دل اپنی جگہ پر آجائے اور دلِ مدور (ام الدماغ) دلِ عبرت۔ دلِ صنوبری۔ اور دلِ نیلوفری، چاروں دل برابر ہوں۔ اور اسرارِ علوی یک رنگ ظاہر ہوں مشاہدہ و مکاشفہ تلویں و تکلیف حاصل ہوں۔ جب تک دل اپنی جگہ پر نہ آئے ذکر برابر کئے جائیں اور جب رفق اور حرکت بائیں طرف سے غائب ہو اور

سینہ کے نیچے ناف کے اوپر ظاہر ہو تو سمجھ کہ دل اپنی جگہ پر پہنچ گیا ہے۔ اس حال میں ذاکر کا دل ہر حال میں ذاکر ہوگا۔ ذکر جہر کی انتہا یہیں تک ہے۔ جب عنایت الہی اور ہدایت مرشد سے اس مقام پر پہنچے اپنا کام معائنہ کرے۔

وَالْمُعَايِنَةُ رُؤْيَا اللَّهِ تَعَالَى بِلَا حِجَابٍ ۝

اگر آئینہ کو آسمان کے بالمقابل رکھو تو آسمان اور آفتاب کا عکس اگرچہ وہ چوتھے آسمان پر ہے۔ اسی صفائی میں نمودار ہو جائے گا۔ اور اگر آسمان عاقل نہ ہو تو تمام علویات اور سفلیات اس کی صفائی میں ظاہر ہو جائیں گے۔ اسی طرح تیرے دل کا آئینہ اگر معقل اور مصفا ہو جائے تو عالم بالا و عالم پست کی اس میں جلوہ نمائی ہو اور باہر باہر طوراً تو ہر مکان میں موجود و حاضر رہے۔

تزکیۂ نفس و مقام قلب و روح کا بیان

تصور اسم اللہ سے نفس کا تزکیہ ہوتا ہے اور نفس کے تزکیہ سے تصفیۂ قلب حاصل ہوتا ہے۔ اور تصفیۂ قلب سے تجلیہ روح۔ اور تجلیہ روح سے تجلیہ سر حاصل ہوتا ہے۔ جب یہ چار درجے متفق ہو جائے ہیں اس وقت صاحب نفس، نفس پرف اور ہو جاتا ہے اور نفس اسکا ابدال بن جاتا ہے۔ مگر مخلوق نفس بجز توجہ مرشد کاہلی کے ممکن نہیں ہے۔ نفس پر قابو پانا اور اسے قید کرنا نہایت دشوار امر ہے کیونکہ نفس بمنزلہ بادشاہ کے ہے اور شیطان گویا اس کا وزیر اعظم ہے۔ جب وجود میں نفس بادشاہ ہو جاتا ہے تو پھر وہ صاحب نفس کا معبود بن جاتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا۔

أَنْتَ رَأَيْتَ مَنْ اتَّخَذَ الرَّسَدَ هَوَا ۝ اے پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

تم نے اس شخص کو دیکھا جس نے اپنی خواہش کو معبود بنا رکھا ہے۔ مرشد کامل ان دونوں دلوں کو پہچانتا ہے اور طالب کے وجود سے جدا کرتا ہے۔ بلکہ ان دونوں کا فرد کو مار ڈالنا بدون توفیق الہی کے ممکن نہیں۔ جس وقت طالب ظاہری و باطنی طاعت و عبادت بجالانے لگے

اس وقت جہاننا چاہئے کہ نفس و شیطان اس کے وجود سے جدا ہو گئے ہیں۔

سلسلہ چشتیہ میں مُرید ہونے کے شرائط

(گنج الاسرار) حضرت بابا نصرید الدین گنج شکر

پہلے دو رکعت نفل ادا کرے پھر ان شرائط پر پابند رہے۔

۱۔ جو کچھ کھائے اللہ کا نام لیکر کھائے یعنی بِسْمِ اللّٰهِ پڑھ کر کھائے۔ ۲۔ یاد الہی میں

عمر گزار دے ۳۔ سونے تو خیال کرے کہ یہ موت کا نیند ہے اور اُسے اللہ کے پاس جانا ہے۔

۴۔ جاگتے ہی کلمہ پڑھے۔ پھر اُسے تلقین کرے کہ اے مُرید تو فقیر بن گیا ہے۔ سُن لفظ فقیر

چار حروف سے مرکب ہے۔ ف، ق، ی، ا، ر۔ فقیر (فاقہ - قناعت - یاد الہی - ریاضت)

ف - سے مُراد فاقہ ہے۔ یعنی روزے رکھنا اور کم کھانا۔

ق - سے مُراد قناعت ہے ہر حال میں قانع رہنا۔

ی - سے مُراد یاد الہی ہے یعنی اللہ کی یاد میں محو رہنا۔

ر - سے مُراد ریاضت ہے۔

جب مریدان چار صفات سے کابل ہو جاتا ہے تو اُسے تصورِ مرشد کی شوق کرائی جاتی ہے۔

پھر اُسے کوئی اسم مبارک بتایا جاتا ہے اور خانقاہ پر چلے کاٹنے کی ہدایت کی جاتی ہے پھر اُسے

شجرہ پڑھایا جاتا ہے۔ ان باتوں پر عمل ہو کر اس کی روحانی ترقی بڑھتی ہے۔ اور اس پر

چودہ طبقہ تاعش روشن ہو جاتے ہیں۔ پھر اُسے صحو (روحانی بیداری) حاصل ہوتی ہے اور لوح

مخفیہ تک اس کی نظر پہنچتی ہے۔ اور اُسے ماضی حال مستقبل کا علم ہو جاتا ہے اور درجہ

تعلیم پہنچتا ہے اور روحوں اور رازہ دنیا کے اسرار سے واقف ہو جاتا ہے۔ اور اسم ذات

اس پر خود بخود منکشف ہو جاتا ہے۔

۱۲ عین ذکر

دل میں بجائے ذکر لفظی کے حقیقی ذکر والی ہستی ہمہ تن اتر آئے۔ اس وقت وہ عین ذکر ہو جائے گا۔ یہ محبت کا انتہائی درجہ ہے جو عشق کہلاتا ہے۔ عاشق ہمیشہ معشوق کی ذات کو یاد کرتا رہتا ہے۔ اس کے بعد معشوق کے تصورات اور کمال محبت میں اس کے نام کو بھول کر اس کی اصل میں سمو جاتا ہے۔ یہ درجہ استغراق ہے۔ اسی طرح عاشق حقیقی دنیا و مافیہا کو فراموش کر کے خداوند عالم ہی کو ہر چیز اور ہر جگہ میں دیکھنے لگتا ہے اور ہمہ اوست کہنے پر مجبور ہو جاتا ہے یہ تصوف کی ابتداء ہے۔ اس کی آخری منزل فنا ہے اس کے سوا جو کچھ ہے فنا ہے اور وہ اپنے کو بھی فنا کر دیتا ہے۔ یہ معرفت حق تعالیٰ کی انتہائی منزل ہے کہ آدمی اس محبت میں اپنے کو بھی فراموش کر دیتا ہے۔

مراتب وحدانیت | اس مقام اعلیٰ پر پہنچنے کے بعد خدا اور اس کے درمیان حجابا اٹھ جاتے ہیں۔ اور دوئی ختم ہو جاتی ہے۔ جُدائی تو وہ ہے

جو اپنے کو اور خدا کو دو چیزیں سمجھتا ہو۔ وہ عارف حقیقی اپنے حال سے بھی بے خبر ہوتا ہے۔ اس کو سوائے ذات باری تعالیٰ کے کچھ نظر نہیں آتا۔ اس کے بعد اس کو جُدائی کی تیز ہی نہیں رہتی۔ یہ وحدانیت کی ابتداء ہے اور اس کی آخری منزل پر پہنچ کر فرشتگان و مقربین اور انبیاء و رسل نظر آنے لگتے ہیں اور مارگاہ ایزدی کی مخصوص چیزوں کے پردے اس کی آنکھوں سے ہٹ جاتے ہیں۔ اور بڑی بڑی عظیم ترین اشیاء کو دیکھنے لگتا ہے۔

ذکر جلی یا ذکر قلبی | ذکر جلی ذکر خفی کی مواظبت یا سانس کرنے اور جس دم کرنے سے یہ فائدہ ہوتا ہے کہ دل کا سوراخ زیریں جو دل کے بالائی سوراخ سے زیادہ سخت ہوتا ہے۔ حرارت نفس سے گھل جاتا ہے۔ اور دونوں سوراخ

کھل جاتے ہیں۔ بشریت محو ہو جاتی ہے۔ اور دل آئینہ کی طرح مصفیٰ ہو جاتا ہے۔ اس وقت نور حق کی تجلی عمودی شکل میں نمودار ہوتی ہے اور نفس بصفۃ دل اور دل بصفۃ روح اور روح بصفۃ سر اور سر بصفۃ اخفا موصوف ہوتا ہے اور ذاکر ذکر ہذا کوہ طور کی طرح مورد تجلی ہو جاتا ہے اور آئینہ جہاں ہو کر عکس پذیر ہوتا ہے۔ دل اسکا بیت اللہ ہو جاتا ہے اور رُخ اس کے چارہ ہو جاتے ہیں۔ ایک دنیا کی طرف ایک آخرت کی طرف ایک خالق کی طرف ایک مخلوق کی طرف اور زمین میں خلیفہ کا خطاب پاتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً ۝

اقسام ذکر

چار قسم ہے۔ ۱۔ ذکر لسانی ۲۔ ذکر قلبی ۳۔ ذکر روحی ۴۔ ذکر سری۔

ذکر لسانی | زبانی ذاکر سیفِ زبان ہو جاتا ہے۔

ذکر قلبی | میں محبت الہی کا ایسا داغ ہو جاتا ہے اور زندگی و موت میں دل ہرگز نہیں مٹتا۔

ذکر روحی | روحی ذاکر ہمیشہ ارواحِ انبیاء و اولیاء کا ہم مجلس رہتا ہے۔

ذکر سری | سری ذاکر پر ظاہری و باطنی تجلیات کے مشاہدے اس طرح برستے ہیں جس

طرح بارانِ رحمت کے قطرات برستے ہیں۔ بس یہ چہاروں ذکر یکبارگی ہوتے ہیں تو عارف باللہ ہو جاتا ہے

اور مٹی بن جاتا ہے

سالک کو آگاہ ہونا چاہیے اور یقین رکھنا چاہیے کہ کلمہ طیب کے چوبیس حروف ہیں

رات دن میں چوبیس ساعت (گننے) اور ہر ساعت میں ہزار انفاس (سانس)

دائمی ذکر

ہیں۔ انسان رات دن میں چوبیس ہزار مرتبہ سانس لیتا ہے۔ ان سب کو عبادت میں بسر کرے تو راہِ خدا کا

سالک ہو سکتا ہے۔ کوئی سانس بغیر ذکر الہی کے نہ گزرے۔ جو سانس بغیر ذکر خدا گزرا وہ مردہ ہے۔

حدیث میں ہے تَفْکَرُ وُ سَاعَةٍ خَيْرٌ مِّنْ عِبَادَةِ سِتِّیْنَ سَنَةٍ یعنی ایک گھڑی

ذکر الہی میں جو رہنا ساٹھ برس کی عبادت سے بہتر ہے۔

فرمان باری تعالیٰ ہے **ادْعُوں بِکُمْ لَتَضُرَّ عَادَ وَخُفِيَةً ۗ** اپنے رب
کو بلند آواز اور دھیمی آواز سے پکارو۔ تفسیر غنی سے ذکر جہری مراد ہے جو

ذکر جہری

شدت سے ہو کیونکہ اس میں سارے بدن کے اعضاء و قویٰ شریک ہوتے ہیں ایک حدیث میں ہے کہ
اللہ کا ذکر بہت کیا کرو اس حد تک کہ تجھے مجنون کہا جائے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ اللہ کا ذکر اتنا
بلند کیا جائے کہ لوگ تجھے ریاکار کہیں حدیث میں ہے جو شخص **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ** مدورانہ سے پڑھتا ہے
وہ بلا حساب جنت میں جائے گا۔

پاس انفاس ذکر جلی و ذکر خفی کی مواظبت (پے درپے کرنا)

ضروری ہے۔ تاکہ حضور دل ہو جائے۔ حضور دل سے مراد

پاس انفاس

یہ ہے کہ نفس کا زمان اور مکان معلوم ہو جائے۔ زمان سے مراد سالس کا باہر سے لانا ہے۔ اور
مکان اندر لے جانا ہے۔ پس سالس لے تو اللہ کہے اور نکالے تو ہو کہے۔ اسی طرح کوئی سالس بغیر
ذکر کے خالی نہ جائے۔ اگر رات کو گنتہ نصف گنتہ شدت سالس سے مندرجہ بالا طریقے پر ذکر کرے گا تو
جلدی فائدہ حاصل ہوگا۔

دل کے گوشے

(کنج الاسرار)

دل کے سات گوشوں میں جو گوھر ہیں وہ ساہا سال ہوائے نفس کی وجہ سے مکروہ غذائیں
کھانے کی شامت سے سیاہ اور مکدر اور اپنا وصف کھو بیٹھے ہیں۔ وہ اپنی اصلی حالت پر جھی آسکتے
ہیں جبکہ سالک مذکورہ ساعتوں کی ساعت میں ذکر خفی میں مشغول ہو جائے اور حبس دم کرے۔ پھر تنگی نفس
کی حرارت سے دل اور اس کے پہلو میں جو کدورتیں ہیں مصفیٰ ہو جائیں گی۔ اور ساتوں گوہر اپنی اصل
صفت پر لوٹ آئیں گے۔ دل کا اندرونی حصہ کھل جائے گا۔ اور اس میں سوئی جتنا سوراخ ہو جائے گا۔
تاکہ سالس اس سوراخ سے نکل سکے جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے **حَقَّتْ يَلِجُ الْجَمَلُ فِي سَمِّ الْخِيَاطِ**۔ یہاں

تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں گھس جائے۔ جب تک کہ سالہا سال سے بند شدہ پردے نہ کھیس
دل کا تزکیہ اور تصفیہ اور تجلیہ نہیں ہو سکتا۔

دل کے دو باب

جب ساک تنگی نفس کی سرحد تک پہنچ جاتا ہے، تو وہ نفس کا زمان و مکان پالتا ہے
زمان اول یہ ہے کہ ذاکر ہر سانس میں ذکر جلی کرتا ہے تاکہ دل کا کواٹر کھل جائے۔ دل کے دو دروازے
ہیں ایک اوپر کا ایک نیچے کا سانس لینے سے بالائی دروازہ کھل جاتا ہے اور یہ کام ذکر جلی کی کثرت سے
صورت پذیر ہوتا ہے۔ دل کی شکل گل نیلوفر کی سی ہے۔ خناس نے اسے دو طرف سے پکڑا ہوا اور
مکڑی کی طرح جلاتا ہوا ہے۔ اور نچلے جو پردے ہیں وہی اس کی جلنے پیدا لشی ہے۔ دل کے نیچے بھی نیلوفر
کے پھول جیسے پردے ہیں۔

دل کی صفائی حلال غذا اور کم کھانے میں ہے۔ اور غذا بھی خشک ہو۔ تاکہ خناس کا وجود کمزور ہو جائے
اور غلیظ پردے کھل جائیں اور نچلے پردے سوکھ جائیں۔ اور مرید ذکر خفی میں مشغول ہو جائے پھر بالائی دروازہ
کھل جائے گا۔

خناس سے محفوظ رہنے کا دوسرا طریق یہ ہے کہ پاس انفاس ذکر خفی اختیار کیا جائے۔
اور ذکر خفی ہی ہے جس سے نفس مقید ہو جاتا ہے۔ پھر ہر حالت میں ذکر الہی میں مصروف رہنا چاہیے۔
یہاں تک کہ تنگی نفس حد تک پہنچ جائے اور دل کے اندر نی پردے کشادہ ہو جائیں اور دل کے اندر جو غلیظ
خون ہے وہ صاف ہو جائے۔

دفع خناس کا نسخہ یہ ہے کہ خناسی توڑوں کو دفع کرنے کیلئے ہر گھڑی ذکر خفی میں
مشغول رہنا چاہئے اسی کے ذریعے تم خناس سے اس کے شکروں سے اس کی خواہشوں سے جنگ کر سکتے
ہو۔ یہی جہاد اکبر ہے۔

جہادِ اکبر

حدیث میں وارد ہے **بَبَعْنَا مِنْ جِهَادِ الْأَصْغَرِ إِلَى جِهَادِ الْأَكْبَرِ**

یعنی ————— ہم جہادِ اصغر (یعنی) سے جہادِ اکبر (مجاہدہ) کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ مراد اس سے یہ ہے کہ بیان کردہ ساعتوں میں سے ایک ساعت پاس انفاس سے نفس کو تنگی و نفس کی حد تک بند کرتے ہوئے ہر سال میں ذکر الہی کیا جائے۔

جس دم جس دم اس حد تک کرنا کہ سانس میں تنگی واقع ہو جائے دوزخ کی آگ سے بھی زیادہ سخت ہے۔ آتشِ نفس سے دل کے ارد گرد کے پردے پگھل جاتے ہیں اور نچلے پردے زائل ہو جاتے ہیں۔ اور خناس گھاس کی طرح خشک ہو جاتا ہے۔ پردوں کے اوپر خناس کی نشست گاہ ہے وہ برسرِ دل بیٹھا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے **فَنَاسِ الذِّمِّيِّ يُوسُوسُ فِي صُدُورِ النَّاسِ مِنَ الْإِحْسَاتِ وَالنَّاسِ ه** خناس وہ ہے جو جنوں اور انسانوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتا ہے۔

روح کا خزانہ اور اس کے گوہر (گنجِ الاسرار)

اے عزیز جب تنگیِ نفس سے کام گذر جائے اور طاقتِ بشریت محو ہو جائے تو حق تعالیٰ کے نور تجلیات سے ایک عمود (ستون) انسان کے باطن میں اترتا ہے اور اس جگہ ذاتِ الہی کا جذبہ حاصل ہو جاتا ہے۔ نفسِ دل کی صفت اور دل روح کی صفت ہو جاتا ہے۔ اور یہ روح دل کا خزانہ ہے اور اس خزانے میں سات اور خزانے ہیں اور ہر خزانے میں تجلی الہی کے نور کا ایک گوہر ہے۔ ان گوہروں کے حصول سے خناس اور تمام خطرات اور برے اوصاف زائل ہو جاتے ہیں۔

ذکر کے گوہروں کا بیان

دل کے سات گوشے ہیں ہر گوشے میں ایک گوہر ہے۔

اول گوہر ذکر ظاہر ہوتا ہے اس گوہر کا وصف یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ پر یقین کامل میں منقاد ہو جاتا ہے۔ دوم گوہر عشق کا وصف ظاہر ہوتا ہے اس کا وصف یہ ہے کہ عاشق پر ہر وقت اشتیاق، غم اور حیرانی لاحق رہتی ہے۔ اور وہ عاشق بظاہر بے خود نظر آتا ہے مگر حقیقت میں باخود ہوتا ہے اور دیکھنے میں دیوانہ دکھائی دیتا ہے۔ سوم پھر گوہر محبت کا وصف پیدا ہوتا ہے اس کا وصف یہ ہے کہ محب راضی بقضار ہوتا ہے اور اسے ہر وقت اللہ کی رضا کی طلب رہتی ہے اور اس بندے سے اللہ بھی راضی ہوتا ہے۔ چہارم پھر گوہر ستر کا وصف ظاہر ہوتا ہے اور وصف گوہر سر یہ ہے کہ بندہ اپنی ارادت کے مطابق انعامات الہی سے آگاہی رکھتا ہے۔ پنجم پھر وصف گوہر زور آشکارا ہوتا ہے کہ بندہ بیان کردہ ساعتوں میں کسی ساعت بھی حق تعالیٰ کی عبادت سے خالی نہیں ہوتا۔ ششم پھر وصف گوہر معرفت پیدا ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ بندہ جو کچھ دیکھتا ہے، حق دیکھتا ہے، جو کچھ سنتا ہے، حق سنتا ہے اور جو کچھ کہتا ہے، حق کہتا ہے اور جو کچھ اس سے سرزد ہوتا ہے، حق سرزد ہوتا ہے۔ ہفتم پھر وصف گوہر فقر یہ ہے کہ وہ ہر شے سے مستغنی ہو جاتا ہے۔ کیونکہ الْفَقْرُ لَا يَحْتَاجُ إِلَّا إِلَى اللَّهِ (فقر کو اللہ کے سوا اور کسی کی احتیاج نہیں ہوتی) اور دل کو خزانہ خدا کہتے ہیں اور اس جگہ اس کا مقام ہے اور اب تحقیق ہو گیا کہ دل خاص حرم الہی ہے۔

عاشقوں کا کعبہ رب کعبہ ہے مجنوں کی نظر ہمیشہ لیلیٰ کے چہرے پر رہتی ہے۔
انسانی وجود میں چار اشیا اور ان کا تعلق نفس، قلب، روح اور سر الہی۔
نفس کا تعلق ریاضت سے ہے۔ قلب کا تعلق تصدیق سے ہے۔ روح کا تعلق پاکیزگی سے ہے۔ سر کا تعلق ذات باری تعالیٰ سے ہے۔

مؤمن کا دل

قَلْبُ الْمُؤْمِنِ عَرْشُ اللَّهِ تَعَالَى ۝

مؤمن کا دل اللہ تعالیٰ کا عرش ہے

أَنَا عِنْدَ الْمُكْسَرَةِ قَلْوٌ بِهِمْ ۝

میں انکسار دلوں میں ہوتا ہوں

● - حدیث میں ہے میری گنجائش نہ زمین میں ہے نہ آسمان میں ہے۔ مگر مؤمن کے دل میں ہے

حدیث قدسی ہے لَا يَسْعَىٰ فِي أَرْضِي وَلَا سَمَائِي وَلَا كُنْ يَسْعَىٰ فِي قَلْبِ عَبْدٍ مُّؤْمِنٍ

(ترجمہ) زمین آسمان میرے متحمل نہیں لیکن قلب مؤمن میرا متحمل ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے قَلْبُ الْمُؤْمِنِ أَكْبَرُ مِنَ الْعَرْشِ وَادَّسَعُ مِنَ الْكُورِ سِي ۝

(ترجمہ) مؤمن کا دل عرش سے بڑا ہے اور کرسی سے زیادہ وسیع ہے۔

اس سے مؤمن کے دل کی عظمت اور بزرگی کا اظہار مقصود ہے۔ کیوں کہ یہ (قلب مؤمن)

اللہ تعالیٰ کے عشق۔ اسرار۔ نہایت معرفت اور ذکر کا گنجینہ ہے۔

● - دل میں قلب اور قلب میں ستر ہے اور سر میں مشاہدہ نور حضور معرفت ہے۔ وہاں پر

دیدار الہی ہوتا ہے۔

● - ایک حدیث میں ہے کہ آدمی کے جسم میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے اور اس میں قلب ہے اور

قلب میں فواد اور فواد میں ستر اور ستر میں میں ہوں۔

● - دل ایک آئینہ ہے اور لوح محفوظ بھی ایک آئینے کی طرح ہے جس میں تمام عالم موجود

کی اشیاء کا عکس موجود ہے۔ اسی طرح دل بھی ایک آئینہ ہے۔ اب اگر عکس والے آئینے

صاف آئینے کے سامنے رکھ دیا جائے تو وہ تمام تصاویر اس میں خود بخود نظر آنے لگیں گی۔ یہ

جب دل کا آئینہ کثافت دینا اور آلائش عالم سے پاک صاف ہو تو وہ لوح محفوظ سے متعلق ہوگا اور عالم ملکوت کی تمام اشیاء اس میں نظر آنے لگیں گی۔ دل جب تک عالم جسمانی (محسوسات) کی طرف متوجہ رہتا ہے عالم ملکوت اس کے سامنے سے پوشیدہ رہتا ہے اور اس کو وہاں کی چیزیں نظر نہیں آتیں۔ جب خواہشات نفسانی اور دنیا کی ہر چیز سے بے نیاز ہوگا معرفت الہی کی طرف رجوع کرے گا۔ دل اللہ کا نام چننا ہے اور اسی محویت کے عالم میں اپنے کو کھودے تو دل کا دروازہ بیداری کے عالم میں کھل جاتا ہے۔ فرشتوں کے ارواح نظر آنے لگتے ہیں۔ وہ انبیاء کرام کو بھی دیکھتا ہے۔ ان سے فیوض حاصل کرتا ہے۔ ملائکہ زمین و آسمان نظر آنے لگتے ہیں۔

اے تن رب سچے داعیہ اندر پانچرا جھاتی ہو
نہ کر منت خواجہ خضر دی تیرے اندر آب جاتی ہو

عشق دا دیوا بال اندھیرے مت لہجے مت کھراتی ہو

مرن تھیں مر رہے اگے باہو جنہاں مرز فقیری پہچاتی ہو

قَلْبُ الْمُؤْمِنِ مِرَاةُ الرَّبِّ ۝

مؤمن کا دل رب تعالیٰ کا آئینہ ہے

یہ دل ہے جو خلیفہ رحمان ہے اور بندہ جمال سبحان ہے

محراب جہاں جمال رخسارہ ماست

سلطان جہاں در دل بیچارہ ماست

خلقت کی سجدہ گاہ ہمارے چہرے کا جمال ہے

کیونکہ دنیا کا بادشاہ ہمارے منگین دل کے اندر ہے

بس ہر وقت سوز و ساز میں رہو۔ جان کی بازی لگا دو کیونکہ حق تعالیٰ تیرے ساتھ ہے۔

اور تیرا ہے۔ حق تعالیٰ کے ساتھ بنائے رکھو اور ہزاروں راز پاتے رہو۔

قَلْبُ الْمُؤْمِنِ عَرْشُ اللَّهِ تَعَالَى - مومن کا دل اللہ تعالیٰ کا عرش ہے۔
 الرَّحْمَنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَى - اللہ تعالیٰ اپنے اسمِ رحمن سے عرش پر متمکن ہے۔
 یہ ہے عرشِ رحمن اور یہ ہے دلِ انسان۔ اور انسان کیا ہے۔ سرِ شہمان ہے۔ یعنی حق تعالیٰ کا راز ہے۔

دلِ کعبہ اعظم است بکنِ خالی از بُتوں
 بیت المقدس است بکنِ جائے بتگراں
 (مطلب) دلِ کعبہ سے بڑا ہے اس کو بتوں سے قالی کر لے
 یہ پاکیزہ گھر ہے اس کو بت بنانے کا مکان نہ بنا

● - قلب کے تین حروف ہیں۔

ق سے مراد قرب الہی ہے۔

ل سے مراد لقاء الہی ہے۔

ب سے مراد بقا بالہ ہے۔

جو شخص ان صفات سے متصف ہے وہ صاحبِ قلب ہے۔ (سُلطانِ باہو)

● - انسان اور حیوان کے درمیان دل ہے اگر یہ اللہ کے نور سے منور ہے تو انسان ہے ورنہ حیوان۔ (سُلطانِ باہو)

چار چیزیں روحانی اور حقیقی ولایت کیلئے اہم ہیں۔
 جنہوں نے ان چار حقائق سے آگاہی حاصل کر لی وہ آسمانوں

رُوحانی مقامات

کے عالمِ ملکوت میں داخل ہو سکتا ہے۔ اُسے قفار و قدر اور اس کی نشانیوں کا کشف ہو سکتا ہے۔
 وہی خدا کے الہامی کلمات کا ذوق و فہم حاصل کر کے تمام روحانی احوال و مقامات سے بہرہ ور ہو سکتا ہے
 ۱۔ ایمان ۲۔ سچی مخلصانہ توبہ ۳۔ نہ ہر ۴۔ مقامِ بندگی۔ مندرجہ بالا چار اصولوں کی تکمیل
 کیلئے چار مددگار ہیں۔ ۱۔ کم بولنا ۲۔ کم کھانا ۳۔ کم سونا ۴۔ تنہائی اختیار کرنا۔ (عوارف المعارف)

مومن کا دل بیت اللہ اور عرش الہی ہے

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہے ۔
 قَلْبُ الْإِنْسَانِ بَيْتُ الرَّحْمَنِ ط انسان کا دل دراصل خانہ کعبہ ہے ۔
 دوسری جگہ فرمان ہے ۔

قَلْبُ الْمُؤْمِنِ عَرْشُ اللَّهِ تَعَالَى ط یعنی مومن کا دل عرش الہی ہے ۔

پس کعبہ دل کا حج کرنا چاہیے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کعبہ دل کا حج کس طرح کرنا چاہئے۔ ارشاد فرمایا کہ انسان کا وجود بمنزلہ ایک چار دیواری کے ہے۔ اگر اس چار دیواری میں سے شک و وہم غیر اللہ کا پردہ دور کر دیا جائے تو دل کے صحن میں خدا کی ذات کا جلوہ نظر آئے گا۔ حج کعبہ کا یہی مقصد ہے۔

دل کعبہ اعظم است بکن خالی از بتاں

بیت المقدس است مکن جائے بتگراں

(مطلب) دل کعبہ سے بڑا ہے اس کو بتوں سے خالی کر لے

یہ پاکیزہ گھر ہے اس کو بت بنانے کا مکان نہ بنا

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم دل کو خانہ خدا اور عرش الہی کیوں قرار دیا ہے؟ ارشاد فرمایا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَفِي أَنْفُسِكُمْ أَفَلَا تُبْصِرُونَ ط میں تمہارے اندر ہوں پھر تم مجھے کیوں نہیں دیکھتے۔

اے عمر! رہنے کی جگہ کو گھر کہتے ہیں۔ چونکہ خدا تعالیٰ دل میں رہتا ہے۔ لہذا دل خانہ خدا

اور عرش الہی قرار دیا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اس خاک کے پتلے میں بولنے والا، سننے والا، جاننے والا اور دیکھنے والا کون ہے اور کیسا ہے؟

پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہی (خدا) بولنے والا - وہی
 سننے والا - وہی دیکھنے والا ہے۔ عمر فرماتا ہے: یَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ذَاتِ خَاصِ
 فَضْرَتٍ جَبَّ بَأْسُهَا؛ پیغمبر خدا فرمود۔ اَنَا أَحْمَدُ بِلَا صِيْمٍ ط
 حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کہ حضرت کعبہؑ کے حج کون ادا کرتا ہے؟
 آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ خود ذات خداوندی۔ یعنی جب بندگی نفس کا
 پردہ دور کر دیتا ہے اور عبد و معبود کے درمیان کوئی پردہ باقی نہیں رہتا وہ صفات الہی سے متصف ہو جاتا
 ہے اور اس کے دل میں ذات الہی کی سمائی ہو جاتی ہے۔ خدا تعالیٰ کا بندے کے دل میں سما نا ہی کعبہؑ کے
 حج (حقیقی حج) ہے

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا۔ ذاتِ رحمن کیا ہے اور دیگر اشیا کیا؟
 ارشاد فرمایا تمام اشیا منظر الہی ہیں۔ درحقیقت سب ایک ہی ہیں۔ ظہور کی صفات مختلف ہیں۔
 بیجا کہ مطلب ایک ہوتا ہے اور اس کو مختلف عبارتوں سے ادا کیا جاتا ہے۔ اسی طرح ذات صرف ایک ہی
 ہے۔ لیکن اس کے مظاہر مختلف ہیں۔ ارشاد خداوندی ہے۔
 اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ مَّحِيْطٌ ط اللہ تعالیٰ کا ہر چیز پر احاطہ ہے۔ لیکن انسان کو دیگر تمام
 مخلوقات پر شرف و بزرگی حاصل ہے۔ فرمایا۔

اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِهِ ط یعنی خدا تعالیٰ نے آدمؑ کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔

(از اسرار حقیقی حضرت خواجہ غریب نوازؒ)

اقتباس از رسالہ نور و حد حضرت خواجہ باقی باللہؒ

جو آپ نے ایک سید صاحب کی طرف رقم فرمایا تھا۔ اس کے اہم اقتباس تحریر کئے جاتے ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

اے سید صاحب! جب تو سونے لگے تو اس طرح نیت کر کہ عالم بطون میں جاتا ہوں اور اپنی حقیقت

کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ جب جاگے تو جان لے کہ عالم ظہور میں آیا ہوں اور بطون سے ظہور میں ظاہر ہوا ہوں۔ اور چاہئے کہ سحر کے وقت اٹھے۔ استغفار کرے اور روئے کہ اے میری حقیقت مجھ کو مجھ سے مار ڈال اور مجھ کو مجھ سے نہ چھپا اور دوئی سے باہر لا۔ اور تہجد کی نماز گزار اور سورۃ یٰسین پڑھ اس کے بعد وحدت کے فکر میں مشغول ہو۔ تا آنکہ صبح کی نماز کا وقت ہو۔ جب نماز سے فارغ ہو سو سورج کے نکلنے تک مراقبہ وحدت میں مشغول ہونا چاہئے۔ جب سورج نکل آئے چار رکعت دو سلام سے گزار سورۃ یٰسین پڑھ بہت سے فوائد رکھتی ہے۔ لیکن نماز اور قرآن پڑھتے وقت فکر وحدت ہاتھ سے نہ دے۔ اور جانے کہ اپنی عبادت آپ کرتا ہے۔ اور اپنے کلام آپ پڑھتا اور کہہ کہ اے میری حقیقت مجھ کو مجھ سے مار ڈال اور مجھ کو مجھ سے نہ چھپا اور دوئی سے باہر لا۔ اے سید! جان کہ غفلت کی موت سے کئی بدتر موت نہیں ہے۔ اس موت اور سخت عذاب سے خائف ہو کر وحدت کی طرف متوجہ ہونا چاہئے۔ اور یقین کے ساتھ جاننا چاہئے کہ سب جا ایک ہے۔ اور ایک کے سوا موجود نہیں جس قدر یہ خیال غالب ہے سعادت اس میں ہے اور جب وہم دوئی۔ دوئی سے باہر آیا اس وقت قیامت واقع ہوئی۔ اور شہود کی جنت میں ہمیشہ کیلئے اسودہ ہوا۔

اے سید! مقصود یہی ہے کہ دوئی کا وہم اٹھ جائے اور تو نہ رہے اور وہ نہ رہے۔

اے سید صاحب! اللہ مطلق اور محمد صلی اللہ علیہ والہٖ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

دل کے دروازے کھلنا حضرت ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ تین حجابوں کے اٹھ جانے سے سالک کے دل کے دروازے

کھل جاتے ہیں اول دو عالم کی سلطنت لیکر بھی اظہارِ مسرت نہ کرے۔ دوسرا اگر اس سے سب کچھ چھین لیا جائے تو غمگین نہ ہو۔ تیسرے کسی قسم کی عطا و تعریف پر فریفتہ نہ ہو۔ کیونکہ مسرور ہونے سے اس کا نفس حریص ہوتا ہے۔ اور تعریف پر فریفتگی سے پس ہمتی ثابت ہوتی ہے۔ فرمایا اگر جماعت اولیاء اللہ میں شمولیت کی آرزو ہے تو دنیا و آخرت کی بال برابر بھی پرواہ نہ کرے۔

اور خدا کے سوا کسی کا خیال دل میں نہ لاوے اور عبارت میں معروف رہے اور حلال روزی کھا

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب میں نے یہ آیت

پڑھی . اَلَّذِي يَتَّقِيَ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا . تو

مؤمن کا دل

اُس کا تلاش میں عرش پر پہنچ گیا۔ عرش پر مجھے کچھ نظر نہ آیا۔ میں نے عرش سے پوچھا کہ خدا

کہاں ہے؟ اُس نے جواب دیا کہ میں نے یہ سن رکھا ہے کہ وہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے دل

میں رہتا ہے۔ آپ نے فرمایا یہ حقیقت ہے کہ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ عَرْشُ اللَّهِ تَعَالَى . مؤمن کا دل اللہ تعالیٰ کا عرش

اَنَا عِنْدَ الْمُنْكَرَةِ قُلُوبِهِمْ . میں انکسار دلوں میں رہتا ہوں۔

ایک مرتبہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

مؤمن

نے اپنے اصحاب سے دریافت فرمایا کہ تم کن لوگوں سے ہو؟ جواب دیا ہم مؤمن

ہیں۔ دریافت فرمایا علامت کیا ہے؟ عرض کی ہم بلاؤں پر صبر کرتے ہیں نعمتوں پر شکر بجالاتے ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ کے فیصلوں پر راضی رہتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے فیصلوں پر راضی رہتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے فیصلوں پر راضی رہتے ہیں۔

لوگ مؤمن ہو۔

۱۔ قلب مؤمن بیت اللہ ہے۔ اور بیت اللہ میں شرک کی گنجائش نہیں

دل ایک مجازی دوسرا حقیقی ہوتا ہے۔ حقیقی دل ان مقربان الہی کا حصہ ہے۔ جو

حضور الہی میں ہمیشہ مستغرق رہتے ہیں۔

۲۔ عاشقوں کا کعبہ رب کعبہ ہے۔ مجنوں کی نظر ہمیشہ لیلیٰ کے چہرے پر رہتی ہے

حضور پر نور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ارشاد پاک ہے کہ مؤمن کے دل میں ذکرِ خفی ہر وقت موجود

رہتا ہے۔ لہذا اُسے حیاتِ جاودانی حاصل ہوتی ہے۔ اور مسلم کا دل خفی ذکر سے چونکہ غافل

ہوتا ہے۔ اس لئے وہ درحقیقت مردہ شمار ہوتا ہے۔

خودی حجاب سے

راہِ حق میں حجاب اسی خودی کی وجہ سے ہوتا ہے ورنہ خدا دُور نہیں ہے لیکن بندہ خودی کی وجہ سے خدا سے دُور اور غائب ہے۔ جب خودی اٹھ جاتی ہے تو خدا ظاہر ہو جاتا ہے کیونکہ وہ تو خود۔ خود ظاہر ہے۔ اور خدا کے سوا ہر چیز ناپید ہے۔ جب تک بندہ اپنی صحبت یعنی اپنے نفس کی صحبت میں رہتا ہے اپنے آپ کو دیکھتا ہے اور خدا کو نہیں دیکھتا۔ جب قلندر صفت ہو جاتا ہے پردہ اٹھ جاتا ہے اور محبوبی ختم ہو جاتی ہے۔

سے محبوب شدی نہ صحبت خود تو اپنی خودی کی وجہ سے حجاب میں ہے
از دوست بر و قلندر شوی اپنے نفس کی دوستی چھوڑے قلندر بن جائیگا
مولا اور بندے کے درمیان غیر کے تعلق کی کثافت اور بنیاد خودی کا پردہ ہے۔
جب بندہ مجاہدہ کے یہ پردہ اٹھ جاتا ہے تو مشاہدہ ہوتا ہے۔ جس طرح آئینہ جب
زنگ آلودہ ہو جاتا ہے تو اس میں کوئی چیز دیکھائی نہیں دیتی۔ جب زنگار دُور ہو جاتی
ہے تو اس میں خود بخود اشکال منکشف ہو جاتے ہیں۔

سے بدہ آئینہ دلِ راسخانی
اگر دیدارِ آن محبوب خواہی
(ترجمہ) اگر تجھے دیدارِ محبوب کا اشتیاق ہے!
تو شیشہ دل کو صیقل مجاہدہ سے صاف کر

صَنَاتُ الْأَبْرَارِ سَيِّئَاتُ الْمُقْرَبِينَ۔ کو مد نظر رکھتے ہوئے مقربین میں سے ہو جا۔
دونوں جہانوں کو جو کے عرض بیچکر خوشی خوشی معرفتِ الہی کا پیالہ پی۔ تاکہ تیرے
کانوں میں موسیٰ علیہ السلام کی طرح ندا آئے اِنِّیْ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ۔ اور تجھے ایسا

بے ہوش کرے کہ غیر حق تیرے دل سے فراموش ہو جائے۔

بندے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان اگر کوئی پردہ ہے تو یہی صرف
ایک نفس کا جب یہ درمیان سے اٹھ جائے تو معاملہ صاف ہے۔

پہلے

ہر طرف بینم بجلوہ ذات نور

از لتسور اسم اللہ یا حضور!

(ترجمہ) باحضور اسم اللہ کے تسور سے ذات نور جلوہ ہر طرف دیکھتا ہوں

خدا کی معرفت نفس کی معرفت پر موقوف ہے۔ اور
نفس کی معرفت خدا کی معرفت کی گنجی ہے۔ رسول خدا صلی اللہ

نفس کی معرفت

تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ارشاد ہے۔

مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ۔ جس نے اپنے آپ کو پہچانا اس نے خدا کو پہچانا۔

عارفوں کے نزدیک انسان کی سعادت خدا کی معرفت میں ہے۔ اور بیعت ہونے کا مقصد

بھی یہی ہے کہ خدا کی معرفت حاصل ہو۔

مَنْ عَرَفَ اللَّهَ لَا يَخْفَىٰ عَلَيْهِ مِنْ شَيْءٍ۔ جس نے خدا کو پہچانا اس سے کوئی چیز مخفی نہیں (قول عارف)

اپنے نفس اور اپنی ذات کا مکمل شعور۔ یعنی اپنے نفس کی پہچان۔ اپنی ذات

کی پہچان۔ عرفان ذات ہے۔ اور عرفان ذات، عرفان خداوندی کا وسیلہ

تودی

ہے۔ عرفان خدا عرفان کائنات ہے۔ عرفان خدا صاحب ^{حال} اور صاحب مشاہدہ ہوتا ہے

۔ کہاں سے پردہ کدھر ہے مخفی کب اس کا مکھڑا نقاب میں ہے

تسور اپنی نگاہ کلہنے وگرنہ کب وہ حجاب میں ہے۔

نفس کا بیان

نفس کہاں سے پیدا ہوا | نفس کیا چیز ہے اور وہ کس مقام سے پیدا ہوتا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے علم کی تلقین کی اور کل چیزوں کے نام سکھائے۔ **وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ**۔ پہلے پہل اُن کی نظر عرش پر پڑی دیکھا کہ عرش پر کلمہ طیبہ لکھا ہوا ہے، دیکھ کر اللہ تعالیٰ کے ساتھ خید رسول اللہ کس کا نام ہے؟ اللہ نے فرمایا اے آدم علیہ السلام تمہارے سرزندوں میں ایک رسول آخر زمان ہوگا۔ جس پر نبوت ختم ہو جائے گی محمد رسول اللہ اس کا نام ہے۔ قیامت کے دن وہ تمہاری شفاعت کرے گا۔ حضرت آدم علیہ السلام کے دل میں غیرت پیدا ہوئی کہ بیٹا باپ کا شفیع کس طرح بنے گا۔ اس غیرت سے حضرت آدم علیہ السلام کے وجود میں نفس پیدا ہوا۔ جس سے انہوں نے گندم دانہ کھالیا اور بہشت سے نکلے گئے اور حد سے حرص پیدا ہوئی کہ ابابیل نے قابیل کو مار ڈالا اور کافر ہو گیا اور حد سے کبر و انا۔ غرور پیدا ہوا۔ جو شیطان علیہ اللعنة کا لباس ہے اور کبر و انا۔ سے۔ اور اب منی سے دنیا سے راہزن پیدا ہوئی۔ اور دنیا سے راہزن سے چار پسر۔ **ع** خناس **ع** خرطوم **ع** وسوسہ۔ یہ خطرات پیدا ہوئے۔ جو شخص قبائل (مندرجہ بالا) شیطانی کو منقطع کرے گا۔ وہ معرفت مولا کو نہیں پہنچ سکتا۔ اور ہوا دہوس اور نفسانیت سے بھی نکل نہیں سکتا۔ جیسا کہ حضرت جنید بغدادی رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ شخص اپنے دعوائے میں صادق نہیں ہے جو اپنے مولا کی تکلیف پر صبر نہ کر سکے۔ حضرت بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ شخص اپنے دعوائے میں صادق نہیں ہے جو تکلیف مولا میں لذت نہیں پاتا۔ حضرت شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا وہ شخص اپنے دعوائے

میں صادق نہیں ہے جو اپنے مالک کی تکلیف پر شکر گزار ہی نہ کرے۔ حضرت ابو بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا وہ شخص اپنے دعوے میں صادق نہیں ہے جو اپنے مولا کے مشاہدے میں اس کی تکلیف کو نہ بوجا جائے۔ جو شخص اس مقام پر پہنچتا ہے روشن ضمیر موحیاتا ہے۔ مشاہدہ الہی اور مقام حقیقت میں پہنچ کر صاحب وصال ہوتا ہے۔ (مجالس النبیؐ ۲: ۲۶)

فقر کا بیان

حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ارشاد پاک ہے۔

الْفَقْرُ فُخْرِيٌّ وَالْفَقْرُ هِنِيٌّ۔ فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے (میرا اصل ورثہ وتر کہ ہے دوسری جگہ ارشاد فرمایا۔

الْفَقْرُ فُخْرِيٌّ كَمَا وَبِهِ أُفْتَخِرُ عَلَى سَائِرِ الْأَنْبِيَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ط

فقر کے کمال پر مجھے فخر حاصل ہے اور اس کے باعث قیامت کے روز تمام انبیاء اور مرسلین کے درمیان میں سر بلند ہوں گا۔

فقر آیا کون باطنی فن و کمال ہے جس پر فخر الانبیاء کی ذات با برکات فخر فرما رہے

ہیں۔ لغت عربی میں فقر۔ افلاس اور تنگدستی دنیاوی تنگی و ناداری کو کہتے ہیں لیکن باطنی

دنیا میں فقر دونوں جہان کی بادشاہی کا نام ہے۔ چنانچہ سیدنا حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فقر کی تعریف کے متعلق ارشاد فرمایا۔

لَيْسَ الْفَقِيرُ مَنْ لَيْسَ لَهُ دِرْهَمٌ وَلَا دِينَارٌ بَلِ الْفَقِيرُ مَنْ قَالَ لَيْسَ لِي كُنْ فَيَكُونُ ط

دنیاے باطن میں فقیر وہ نہیں ہے جس کے پاس روپے پیسے نہ ہوں بلکہ فقیر وہ ہے جو کسی شے کیلئے کہہ دے کہ جو باوجود ہو جائے۔

یعنی فقیر وہ ممتاز اور محبوب ہستی ہے جو مالک الملک ہو اور جس کی زبان سیف الرحمن ہو کہ جس کام کے لئے امر کرنے کہ ہو جا پس وہ ہو جائے۔

اور فقر کی تعریف یہ بھی آتی ہے۔

أَلْفَقْرُ إِذَا اتَّهَمَ فَهُوَ اللَّهُ . یعنی جب فقر کا مرتبہ تمام ہو جاتا ہے تو بس اللہ ہی اللہ رہ جاتا ہے۔
یعنی فقیر اللہ تعالیٰ کے نور میں فنا حاصل کر کے اس کے نور سے باقی باللہ ہو جاتا ہے۔ سو
باطن میں فقر سب سے اعلیٰ، افضل اور بلند ترین مرتبہ اور ارفع ترین درجے کا نام ہے۔ وہ فقر
اختیاری ہے نہ کہ فقر اور افلاس اضطراری جو کہ محض دنیوی مفلسی اور ناداری اور موجب سوائی
و خواری ہے۔ (مخزن الاسرار)

حضرت شیخ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ لوگ فقر کے اس وقت تک مستحق نہیں
ہوتے جب تک کہ بائیس ہاتھ والا فرشتہ بیس سال تک کچھ نہ دیکھے۔

راہ فقر میں سو چیزیں اصل اصول ہیں ایک خدا تعالیٰ کے سوا دل کو ہر چیز کی محبت
سے دور رکھنا اور سب سے غیر متعلق رہنا۔ دوسرا اپنے تمام حرکات و سکنات اور کردار و گفتار
کو منجانب اللہ سمجھنا اور یقین رکھنا کہ میری حیثیت اس درمیان میں ایک ہدف اور منظر سے زیادہ
نہیں ہے۔ ہاں الفاظ کا زبان سے ادا کرنا نزدیک کی نشانی ہے۔ جبکہ صدیق وہ ہے جو اس معنی
پر یقین رکھے۔ شریعت مطہرہ کے راستے پر چلے اور اپنی زندگی حق کی بندگی میں گزار دے۔ (سبع سنابل)

فقر

بیابان ہفت وادی فقر یہ ہیں۔ ۱۔ طلب۔
۲۔ عشق۔ ۳۔ عرفان۔ ۴۔ توحید۔ ۵۔ استغناء۔
۶۔ فنا۔ ۷۔ بقا۔ (تذکرہ غوثیہ)

مردانِ خدا کا طریقہ اختیار کرے۔ تمام مقاصد دین و دنیا۔ اور مراتب
و مدارج اور کشف و کرامات کو ترک کر دے اور نامرادی و ناکامی کے میدان

میں قدم نہ رکھے۔ ورنہ اس کو فقر کی ہوا بھی نہ لگے گی۔

فقرا جب آدم علیہ السلام کی جان فقر کے راز سے جلنے لگی تو انہوں نے آنکھوں
بہشت ایک گندم کے دانہ کے عوض دے دی۔ جب تک آدمی جان پر نہیں کھیلتا
اُسے اپنے خالق کی طرف راہستہ نہیں ملتا۔

فقرا ہمہ عالم چو منظر عشق اند
ہمہ را بر کمال می بینم
(مطلب) جب تمام عالم عشق کا منظر ہے
تو ہم ہر چیز میں کمال دیکھتے ہیں

حضرت قاضی عین القضاة قدس سرہ فرماتے ہیں کہ ارادت کی ابتداء یہ ہے کہ تو ایمان
اور کفر سے نہ لڑے۔ اور ہر ایک مذہب کو دوسرے پر ترجیح نہ دے۔ اور بہتر حلقوں (فرتوں)
میں کچھ فسق نہ کرے۔ کہ اگر تو نہ عالم ہے نہ ارادتمند۔ تو تو نہ فرق کر سکے گا نہ راہ طلب میں ٹھسکے گا
اور یہ فسق نہ کرنا نور کے احاطہ میں ہے۔ نہ کہ حدِ ظہور میں (کہ تجھ پر عیاں ہو جائے)
شیخ حسن معزز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ۔

وَمَنْ يَقْتَرِفْ عَسَنَةً نَّوْذَلَهُ فِيهَا سَنَاطٌ - جب تجھے زیادتی حسن کا کشف ہو جائے گا۔

تو تو مسلمان اور کافر میں جمال محبوب کا مطالعہ کر سکے گا۔ اور آتش پرست کا زنا خود اپنی گردن
میں پڑا پائے گا۔ جب عشاق کا رنگ صِبْغَةُ اللّٰهِ کا رنگ ہو جاتا ہے تو وہ جس رنگ میں ہو۔
وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً ط کا جلوہ دیکھتا ہے۔

شرف در عشق او گشت آں قلندر
کہ ہفتادو دو ملت یار دارد
(مطلب) وہ قلندر عشق حق میں شرافت پا گیا
جو بہتر حلقوں کو دوست رکھتا ہے

یاد رکھو کہ ہر کفر میں ایک ایمان ہے اور ہر ایمان میں ایک کفر ہے ہر بت میں ایک جان پوشیدہ ہے کفر کے پردہ سے ایمان ہو یا ہے وہ ایمان جو کفر میں پنہاں ہے ان میں ایک یہ ہے کہ وہ اللہ کی تسبیح کرتا ہے

فقیر اذَلَّمُ الْفَقْرُ هُوَ اللَّهُ - جب فقر پائے تکمیل کو پہنچتا ہے تو اللہ ہی اللہ رہ جاتا ہے اس سے یہی مراد ہے کہ کمال کے بعد فقر فقر نہیں رہتا۔ بلکہ بادشاہی ہی ہے۔

سچوں فقر نہ تو شد تمام

خواجہ خدائی بکن

(مطلب) جب تیرا فقر مکمل ہو گیا

تو اے خواجہ خدائی کر

● پس لازماً اس راز کے انشاء کرنے سے عاقلوں کے سر کاٹے جاتے ہیں۔ اور دیوانے اور بیدل تھپڑ کھاتے ہیں۔ اور رسولؐ جہاں بن جاتے ہیں۔

● لیکن جب اس راز کو چھپاتے ہیں تو جسم کو آگ لگ جاتی ہے اور جہل کر خاک ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ فقر وہ آتشِ ربانی ہے کہ جس دل میں داخل ہوتی ہے اُسے جلا دیتی ہے۔ اور فقر وہ نورِ سبحانی ہے کہ جہاں چمکتا ہے انا الحق اور سبحانی ما اعظم شانی کے نعرے لگواتا ہے اور نااہلوں کی طرف سے پتھروں کی بارش کر کر بدنام اور سوائے عالم کرتا ہے بیچارہ درویش بے خویش اگر دم مارے تو پتھر کھائے اگر دم نہ مارے تو بے بس اور بے دم ہو کر ہلاک ہو جائے اس کیلئے ہر وقت حیرت اور حیرت ہے۔ کہاں ہے پردہ کہ ہرنے محفئی کب اسکا مکھڑا نقاب میں ہے قصور اپنی نگاہ کا ہے وگرنہ وہ کب حجاب میں ہے۔

فرمایا فقیر کا کام ہر کسی کو نیک بات کہنا اور دعا دینا ہے۔ اگے

فقیر کا کام کسی کے ساتھ جو ہونا ہے ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کے کام میں کسی نبی یا

ولی کو دخل نہیں ہے۔ وہ خداوند اور کروگار ہے۔ اپنا کام جمال سے بھی کرتا ہے اور

جبریل سے بھی۔ (حضرت ہاروی رحمۃ اللہ علیہ)

خبردار! اگر تو عاشق صادق ہے تو مجمع کے سامنے اسرارِ الہی کبھی بیان نہ کر۔ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ عشق کی مستی کے عالم میں منصور صلاح رحمۃ اللہ علیہ نے ایک راز بیان کر دیا۔ تو دار پر چڑھا دئے گئے۔

راز کی بات | عشق و مستی میں اگر راز کی باتیں نکل جائیں تو طریقت میں اُس کی سزا پھانسی کا تختہ ہے۔

مقامِ راہِ فقر و سلوک

تمام محققین سلوک کی کتابوں میں یہ بات مذکور ہے کہ سالک کیلئے راہِ سلوک میں ایک ایسا مقام بھی آتا ہے کہ اس کی دنیا آخرت اور آخرت دنیا ہو جاتی ہے۔ اول آخر سے انجام پذیر ہوتا ہے اور آخر اول سے پیوستہ ہو جاتا ہے۔ اور جب عالم یہ ہے تو کونیا محقق دنیا میں دیدارِ الہی کے انکار کا مرتکب ہو سکتا ہے۔ جب ازل ابد تک رسیدہ۔ اور ابد ازل سے پیوستہ ہے تو (ان محققین کیلئے) سب ایک کلمہ بلکہ ایک حرف بلکہ ایک نقطہ بن جاتا ہے۔ نیز ارشاد فرمایا کہ محققین (دنیا میں) دُویتِ باری تعالیٰ کو کثرین حالات میں جانتے ہیں اور (اس حالت کے) اظہار کو شرک جلی گردانتے ہیں پھر فرمایا لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم میں کن باتوں میں الجھ گیا۔ عاشق کی سیر ہر ساعت عرشِ الہی تک رہتی ہے۔ (شیخ سعید یحییٰ - سبع سنابل)

نظرِ بصیرت | نظرِ بصیرت کے تین لاکھ چھیاسٹھ ہزار اجزاء ہیں۔ ان میں سے ایک جزُ اہنکھ کی نگاہ میں آیا ہے۔ باقی تمام اجزاء وارثِ کامل عارف کی ذات میں ہیں۔ اسی طرح دیکھتا ہے جس طرح ہم آنکھ سے دیکھتے ہیں۔ یہ مرتبہ غوثِ کو حاصل ہے۔ عارف تحت الشریٰ سے عرشِ کرسی سے اوپر ستر ہزار ججبات اپنی ذات میں دیکھتا ہے۔ ہر حجاب میں ستر ہزار عالم ہے۔ حجابوں کا درمیانی فاصلہ ساٹھ ہزار سال کی مسافت ہے۔ (ابریز)

فقیر

- ۱۔ ظاہر میں محتاج اور باطن میں لایحتاج۔ ۲۔ ظاہر میں عاجز گدا باطن میں غنی۔
 ۳۔ ظاہر میں اہل ریخ باطن میں صاحب تصرف گنج ۴۔ ظاہر میں اہل سوال باطن میں عارف باللہ۔
 ولی اللہ۔ صاحب وصال۔ ۵۔ ظاہر میں دنیاوی علم سے جاہل باطن میں عالم فاضل عارف۔
 ۶۔ ظاہر میں گنہگار اور باطن میں اٹھارہ ہزار عالم میں مشہور و معروف ۷۔ ظاہر میں اہل تقلید
 باطن میں اہل توحید۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ علماء میرے سینے سے پیدا کئے گئے ہیں۔
 سادات میری پیٹھ سے۔ اور فقیر الہی نور سے پیدا کئے گئے ہیں

حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ کسی تاریک رات میں سخت پریشان
 کوئی سیاہ چیونٹی رینگے اور میں اس سے واقف یا باخبر نہ ہوں تو یہ
 کہوں گا کہ میرے ساتھ دھوکہ کیا گیا ہے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے رازدوں میں سے ایک راز ہے جیسے وہ
 اپنے اجزاء کے دلوں میں ڈالتا ہے۔ اور اس پر کسی فرشتہ اور انسان کو مطلع نہیں کرتا۔

صفائی باطن کے تین طریقے

- مشائخ عظام نے صفائی باطن کے تین طریقے مقرر کئے ہیں
- (۱) پہلا طریقہ ذکر ہے۔ خواہ اسم ذات ہو یا نفی اثبات کا ہو۔ (تزکیہ۔ پاکیزگی)
- (۲) دوسرا طریقہ مراقبہ ہے۔ (تصفیہ۔ صفا)
- (۳) تیسرا طریقہ رابطہ شیخ ہے۔ (تجلیہ۔ جلا روشنی)

سالک کھیلے ضروری ہے کہ جب تک تزکیہ - تصفیہ - تجلیہ نہیں کریگا کسی مقام پر نہ پہنچے گا۔
درویشی کے جوہر اس میں ظاہر نہیں ہونگے۔ اس واسطے کہ تزکیہ - تصفیہ اور تجلیہ - شریعت
طریقت اور حقیقت کھیلے ہوتا ہے۔

● - تزکیہ نفس سے شریعت حاصل ہوتی ہے جو نماز ادا کرنے کے روزہ رکھنے اور دمبدم ذکرِ حلی میں مشغول ہوتے پر منحصر ہے۔

تصفیہ دل سے طریقت حاصل ہوتی ہے جو نماز ادا کرنے کے روزہ رکھنے اور دمبدم ذکرِ خفی کرنے پر منحصر ہے۔

● - جب تجلیہ روح حاصل ہوتی ہے تو سات گویا جو دلی خزانے میں ہیں روشن ہوتے ہیں

پہلے گوہر ذکر روشن ہوتا ہے۔ جس کی علامت یہ ہے کہ موجودات کے کل وجود سے متنفر

ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد گوہر عشق ظاہر ہوتا ہے جس کی علامت شوق اشتیاق - درد -

اندوہ - حیرانی اور بے خودی ہے۔ جس سے انسان اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتا ہے۔ پھر گوہر

محبت ظاہر ہوتا ہے جس کی علامت دل کو محبت غیر سے خالی کرنا ہے۔

● - ہر حالت میں رضائے حق پر راضی رہنا ہے۔ پھر گوہر ستر ظاہر ہوتا ہے جس کی علامت

مواہب الہی سے واردات کی آگاہی ہے۔ پھر گوہر روح ظاہر ہوتا ہے جس کی علامت یہ

ہے کہ تمام چیزوں سے بے پرواہ ہو جاتا ہے۔ جب انسان اس مرتبے پر پہنچ جاتا ہے۔

تو حقیقت کے انجام پر پہنچ جاتا ہے۔ اور انوار تجلی سے متصف ہو جاتا ہے۔ اور اٹھارہ

ہزار عالم کو اپنی دو انگلیوں کے درمیان دیکھتا ہے۔ اور جس قدر اس کے نصیب ہوتا ہے اس

دریا میں غواصی کرتا ہے۔ (جو اہر خمہ)

تصویرِ شیخ یا شغفل بزرگ کبیر

● - شیخ جو انوار لائوتی کا منظر ہے۔ اس کا تصور کرے ذکر و فکر میں بھی اور مراقبہ میں

بھی اور اسے حاضر و ناظر جانے۔ یہ اس کی پرستش نہیں ہے بلکہ حق کی پرستش ہے۔

اپنے آپ کو شیخ کی مجلس میں تصور کرے۔ شیخ کو اپنے پاس دائیں یا بائیں یا سامنے تصور کرے۔ یا اپنے آپ کو ہمد تن شیخ سمجھے۔ یا تصور شیخ یوں کرے کہ اپنا ظاہر و باطن و لباس و جسم۔ شیخ کا ظاہر و باطن و لباس و جسم تصور کرے۔ انشاء اللہ فنا فی الشیخ ہو کر شیخ کے سر پر اپنے میں نمایاں دیکھے گا۔ مرید ہر وقت اپنے شیخ کو غیب کے مشاہدے میں سمجھے۔ جس طرف دیکھے شیخ ہی دکھائی دے۔ اور اپنے اوپر پیر کی تجلی کا تصور کرے۔ پیر کے دل پر جو حق تعالیٰ کی تجلی ہو رہی ہوگی اس کا عکس مرید کے دل پر ہلوہ گر ہوگا۔

● فصل الہی کے فیوض ہر دم شیخ کے دل میں پہنچتے رہتے ہیں۔ اور شیخ کے دل سے مرید کے دل تک پہنچتے ہیں۔ اسی طرح رفتہ رفتہ مرید قبول فیضان کیلئے استعداد پیدا کرتے ہیں۔ اور عالم غیب سے اُسے واقفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ شیخ کی توجہ کو ہمیشہ اس راہ کی دلیل اور رہبر مانے۔ اگر مرید کو کوئی آفت یا خوف پہنچے تو فوراً ولایت شیخ کی جانب رجوع کرے۔ اور شیخ کے اندرون دل سے مدد چاہے۔ تاکہ وہ آفت اور خوف شیطانی ہو یا نفسانی دور ہو جائے۔

● باطن کے دروازوں کو کھولنے اور تمام مشکلوں کے حل کرنے کی کنجی پیروں اور مرشدوں کی جانب سچی توجہ کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔

● جب مرید کی حالت میں ترقی ہوتی ہے تو یہ سب شیخ کی بدولت ہوتی ہے۔ لہذا پیر و مرید کے درمیان تعارف ازلی کی وجہ سے محبت میں اضافہ ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ شیخ کا جمال مرید کیلئے حق تعالیٰ کے جمال کا آئینہ بن جاتا ہے۔ اس وقت مرید شیخ پرست ہو جاتا ہے۔ اس لئے کہا گیا ہے۔

پیر پرست بہ از خدا پرست

● کیونکہ پیر پرست کو حق تعالیٰ کا مشاہدہ حاصل ہوتا ہے۔ لیکن ظاہری خدا پرست مشاہدہ خود میں ہوتا ہے۔ اس لئے خود پرست ہوتا ہے۔ نہ کہ خدا پرست۔ پس شیخ سے جس قدر

محبت زیادہ ہوگی، کمال و جمال بھی زیادہ ہوگا۔

● - اپنے آپ کو شیخ کی صورت میں دیکھنے سے تجلیات حق تعالیٰ کا دروازہ کھلتا ہے۔

فَانِ الشَّيْخَ مِنْ قَوْمِهِ كَالنَّبِيِّ فِيْ اُمَّتِهِ ط

(ترجمہ) شیخ اپنی قوم یا جماعت میں اپنی امت کے نبی کی طرح ہے۔ (المحدیث)

● - طالب کو چاہئے کہ شیخ کے حضور میں چپ ہو کر بیٹھے اور فضول بات نہ کرے۔ (مکتوبات قدوسیہ)

کیونکہ جتنی مشکلات صحت شیخ میں حمل ہوتی ہیں، اتنی مچاپدوں اور ریاضتوں میں حل نہیں ہوتیں۔

۷ پیر رہ کبیریتِ احمر آمد است

سینہ آو بحرِ احمر آمد است

(مطلب) پیر طریقت کی مائے دل ہے اور اس کا سینہ بھرے پایاں ہے۔

یہ شہِ رغیب ہے جو شیخ کی دلالت کے پستان سے نکل کر سعادت مند بچکان یعنی مریدان

صادق و عاشق کے منہ میں پہنچایا جاتا ہے۔ جس سے اُن کی رشتہ رفتہ پر درخش ہوتی ہے

اگر یہ چیز یک بارگی دی جائے تو پہاڑ بھی ریزہ ریزہ ہو جائے۔

۷ مہلت کے ساتھ رابطہ استوار نہ رکھ

پیوستہ رہ شجر سے امید بہار نہ رکھ

حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے۔

۷ اگر ہو عشق، تو ہے کفر بھی مسلمان

نہ ہو، تو مردِ مسلمان بھی کانٹا و زندیق

۷ بلا دیا میرے ساتی نے عالم من و تو

پلا کے مجھ کو مئے لا الہ الا ہُو

۷ گر تو ذاتِ شیخ را کردی قبول ہم خدا اور ذاتش آید ہم رسول

(ترجمہ) اگر تو نے شیخ کا دل کو تہہ دل سے قبول کر لیا ہے تو خدا اور رسول اسی کے پاس میں تجھے اپنا دیدار بخشیں گے۔ (اور وہی کچھ فیضان الہی ہوگا)

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

۷ ایہہ تن میرا چشماں ہووے تے میں مرشد دیکھو نہ جانا ہو
 نوں نوں دیوچ لکھ لکھ چشماں اک کھولاں اک کجاں ہو
 جے فیروی مینوں جبر نہ آدے تے ہر کسے ول بھجاں ہو
 مرشد دا دیدار باہو مینوں لکھ کر وٹاں ججاں ہو
 حضرت بابا بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

۷ کھلے لوگ جہان دے بھٹے پھر دے سب
 سامنے بیٹھ کے پیر دے فیروی بچھدے رب

پیر و مرشد کے آداب و نسبت

- جو بزرگ یا شیخ تعلیم و تلقین اور ہدایت و ارشاد کرتا ہے۔ طالب کے لئے وہی رسول ہے اور رسالت الہی کا کام انجام دیتا ہے۔ یعنی مرید کو اپنے شیخ کا اس طرح ادب کرنا چاہئے جیسے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا کرنا چاہئے تھا۔ (تذکرہ غوثیہ)
- مرید کو پیر پرست ہونا چاہئے تاکہ خدا پرست بن سکے۔ اس کے یہی معنی ہیں۔
 مَنْ يَطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ اطَاعَ اللَّهَ - جو نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔
 اور اصْحَابِي كَالنَّجْمِ بِنَايِهِمْ اِقْتَدَيْتُمْ اِهْتَدَيْتُمْ۔
 (ترجمہ) میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں جس کی پیروی کر دگے راہ پاؤ گے۔

تین بھی اسی طرف اشارہ ہے۔ پیر پرستی کا نشانی یہ ہے کہ مرید اپنے دین کو ہار دے۔
 دین کا ماننا کیا چیز ہے؟ وہ یہ ہے کہ اگر پیر دین کے خلاف کسی کام کا حکم دے تو یہ نہ
 کہے کہ یہ تو دین کے خلاف ہے۔ میں کس طرح انجام دوں۔ بلکہ اس حال میں بھی اس کا اعتقاد

اس طرح محکم ہو جیسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اترتی ہوئی وحی پڑے۔ ورنہ وہ مرید اپنی مراد کا مرید ہوگا۔ نہ کہ پیر کا۔

- - شیخ کو وہ آدمی پسند آتا ہے جو لوگوں کی نظروں کی پرواہ نہ کرے۔
- - اگر مرید کو شیخ کے ساتھ محض نور ایمانی کی وجہ سے محبت ہو تو شیخ اس کو ہر حالت میں مدد پہنچاتا ہے۔ شیخ موجود ہو یا نہ ہو۔ مرید ہر قسم کے منافع سے قطع نظر کرتے ہوئے اپنی پوری کوشش شیخ کی محبت میں صرف کرے۔ شیخ جو کچھ کر رہا ہے، ٹھیک کر رہا ہے۔ اگرچہ اس کو راز سمجھ نہ آوے، تب بھی بد اعتقادی سے بچے۔ (خواجہ نور محمد ہمارویؒ)
- - ولی کی صحبت کا اصل مقصد معرفت الہی ہے۔ عاشقوں کا کعبہ آستانہ یار ہے۔
- - اگر سالک ہمیشہ اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں اپنے آپ کو نو وارد خیال کرے اور ہر دن کو پہلا دن خیال کرے تو وہ اپنے مقدر کو جلد پہنچ جائے۔ اور اگر اس نے دوسرے دن کو دوسرا دن سمجھا تو تب اسی میں پڑ جائے گا۔ (خواجہ نور محمد ہمارویؒ)
- - اگر مرید یہ سمجھ لے کہ شیخ غلطی پر ہے، تو وہ مرید سر کے بل گرا۔ اس کا شمار کاذبین سے ہوگا۔ یہ عقیدہ رکھے کہ شیخ کامل اور موافق من اللہ ہے۔ اسے معرفت بصیرت اور اللہ کا قرب حاصل ہے۔ شیخ اللہ والوسؤل کی یاد دلانے والا ہوتا ہے۔ شیخ کے ساتھ جن امور کا خیال رکھنا چاہئے بعینہ وہی امور ہیں کہ اگر وہ آنحضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں آپ کے ساتھ ہوتا تو اسے ان کا خیال رکھنا پڑتا۔
- - جب لوگوں نے ادب کا حق ادا کر دیا تو اللہ نے بھی ان کے حال کی خبر کر دی۔
- - اُولَئِكَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ قُلُوبُهُمْ لِلتَّقْوَىٰ مَا لَمْ يَلْعَنُوا لِقَوْلِ اللَّهِ قَوْلًا بَاطِلًا۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے تقویٰ کھیلنے والی کر دیا۔
- - جب تک مرید کی سچی عقیدت اپنے مرشد کے تصرف میں اس حد تک نہ پہنچ جائے کہ وہ اپنی ہر مراد کو فنا کر دے، اس کو سچا مرید نہیں کہا جاسکتا۔ جب مرید اپنے اختیار سے خالی رہ جاتا ہے، تو معرفت اور سعادت کے کمال کے آخری درجہ تک پہنچ جاتا ہے۔

تا ترک مراد خود نہ گہری صد بار

یکبار مراد درکنارت نیاید

جب تک تم اپنی سینکڑوں مرادیں ترک نہ کرو گے

اپنا مقصود ایک مرتبہ بھی نہ پاسکو گے

● - مرید کو اپنے پیغمبر کا اتنا ادب کرنا چاہئے کہ بقنا صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ گزرتے تھے۔ قرآن کریم نے صحابہ کرام کو آداب رسالت سکھائے تھا۔ ہادی برحق کے لئے انہی آداب کی رعایت کرنی چاہئے۔ (ملفوظات سیدہ)

● - پیرو مرشد کے فرمودہ اذکار و وظائف کا پابندی سالک کھیلنے ضروری ہے۔ کیونکہ اذکار و وظائف دونوں جہان میں کام آنے والی چیزیں ہیں۔ اور یہ تزکیہ باطن، تصفیہ قلب اور روحانی اوج و ارتقاء میں ممد و معاون ثابت ہوتے ہیں۔

● - بے ادب کو معرفت الہی حاصل نہیں ہو سکتی اور ادب ہمیشہ عشق سے حاصل ہوتا ہے انسان کی زندگی روح سے اور روح کی زندگی اللہ رسول اور بزرگان امت کے عشق سے وابستہ ہے۔ عشق الہی کے بغیر روح مردہ ہے۔ جیسے روح کے بغیر جانانی عشق کے بغیر پارسائی بھی فضول اور بے معنی ہے۔

● - جو بزرگ و شیخ تسلیم و تلقین اور ہدایت و ارشاد کرتا ہے۔ طالب کھیلے وہی رسول ہے اور رسالت الہی کا کام انجام دیتا ہے یعنی مرید کو اپنے شیخ کا اس طرح ادب کرنا چاہئے۔ جیسے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کرنا چاہئے تھا۔ (تذکرہ غوثیہ ص ۲۶۸)

● - جو شخص اپنے مرشد کریم سے فیض حاصل کرنا چاہے ہر نماز کے بعد دس مرتبہ اپنے شیخ کا نام لے یا ایک تسبیح ہر نماز کے بعد پڑھے۔ نیز ذکر و شکر و مراقبہ اور ہر وقت اپنے شیخ کا تصور کرے اور اسے حاضر و ناظر جانے۔

اقوال زریں

حضرت خواجہ سید اکرام حسین شاہ چشتی رحمۃ اللہ علیہ

بدنام لوگوں کے ساتھ تعلقات قائم رکھنا اپنی نیک نامی کو تباہ کرنے کے برابر ہے۔

جن کاموں کی بنیاد کمزور ارادوں پر ہو وہ کبھی پروان نہیں چڑھتے۔

بزرگانِ دین سے گنہگاروں کی سچی عقیدت بھی اُن کی نجات کا باعث ہوگی۔

بد تہذیب اور بے ادب لوگ مہذب معاشرہ کے جسم پر ناسور ہیں۔

بد اعمال یقیناً بد حال بھی ہیں۔

لوگوں کی بُرائیاں کر کے خود بُرے نہ بنیں۔

مقدس کتاب کا مطالعہ بھی مقدس ہوتا ہے۔

فرمایا: موجودہ نظامِ تعلیم ایسا ہے کہ یہ طبقہ نہ جاہل ہے، نہ تعلیم یافتہ اس کے نتائج چالیس

سال بعد ظاہر ہونگے۔ جو صوفی نہ بنا وہ مؤمن بھی نہ ہوا۔ قرآن مجید کو ذریعہ معاش نہ بنایا جائے۔

حضرت خواجہ سید اکرام حسین شاہ چشتی صاحب نے فرمایا کہ حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الہی رحمۃ اللہ علیہ

کا فرمان ہے۔ کہ کسی کو نہ تو تلوار کے زور سے مسلمان بنایا جاسکتا ہے اور نہ نہ بانی تلقین سے

اچھا کردار۔ زبان اور تلوار سے زیادہ مؤثر ہوتا ہے۔ اس کی مقناطیسی قوت، اعتقاد اور

عمل میں انقلاب برپا کر سکتی ہے۔ دوسروں کو مسلمان بنانے سے پہلے خود مسلمان بننا ضروری

ہے۔ پھر تمہاری صحبت میں جو آئے گا مسلمان ہو جائے گا۔

فرمایا: حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی تبلیغ نے برصغیر میں مذہبی انقلاب برپا کر کے

اسلام کی خدمت کا حق ادا کیا۔ آپ کے حسنِ عمل اور حسنِ کردار نے ۹۹ لاکھ نفوس کو آخرتِ اسلام

میں داخل کیا۔ اور انہیں آخرت کے عذاب سے بچایا۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت خواجہ غریب نوازؒ نے فرمایا کہ خود پرستی و نفس پرستی ہی دراصل بت پرستی ہے اس کو ترک کرنے کے بعد خدا پرستی کی منزل شروع ہوتی ہے۔

• ایک بار حضرت خواجہ صاحب نے ڈاکٹر غلام مصطفیٰ کو ارشاد فرمایا کہ معاشرے کو یہ ساری سزا، اسلام سے بغاوت، اہل اللہ اور اہل دل کو حقیر سمجھنا اور ان کو بے عزت کرنے کی بل رہی ہے۔ اہل اللہ کو مسترد کرنے کے بعد ذلت و رسوائی سے بچنا مشکل ہے۔ اولیائے کرام کی مخالفت اکابرین اسلام کی مخالفت کے مترادف ہے۔

• حضرت صاحب سے ایک شخص نے دریافت کیا کہ آپ کا تعلق دیوبندی مکتبہ فکر سے ہے یا بریلوی سے؟ آپ نے ارشاد فرمایا اللہ کے راستے کا صحیح مسافر نہ تو بریلوی ہوتا ہے نہ دیوبندی۔ یہ تفرقہ دنیا دار مولویوں کے پیدا کردہ ہیں۔ کھانے پینے کے ضروریات اور بڑے پن کے جذبات نے انہیں مجبور کیا ہے کہ لوگوں کو خاص ملک اور خاص مکتبہ فکر کے دائروں میں بند رکھا جائے، اور دوسروں پر فتوے جاری کئے جائیں۔

الحمد للہ میدان خاندان بات سوسالوں سے تصوف اور طب پر کام کر رہا ہے۔ پراس سارے عرصے میں تصوف اور طب کو ذریعہ روزگار نہیں بنایا۔ ان دونوں شعبوں میں خدمت خلق کے جذبے کے تحت کام ہو رہا ہے۔

حضرت بابا نسرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد گرامی ہے کہ اس مُرید کی سعادت کا کیا کہنا جو اپنے شیخ کے فرمودہ کو

ملفوظات

قلم بند کرے اور اپنے گوش دہوش اس طرف لگائے۔ بزرگان دین کے ملفوظات کو اہل تصوف نے صحبتِ شیخ کا قائم مقام قرار دیا ہے۔ شیخ کی عدم موجودگی یا بعد وصال ارادت مند ان سے ہی فوائد اور روحانی فیض حاصل کر سکتے ہیں جو صحبتِ شیخ میں حاصل کرنے تھے۔

• - مُرید کو چاہئے کہ جو نکتہ بھی اپنے مرشدِ کریم کی زبان گوہر نشاں سے سُننے اُسے وحی

طرح جان کر تحریر کرے۔ امید ہے کہ ان بابرکت الفاظ کے طفیل وہ مرید بے بہا نعمت اور اعلیٰ درجہ پر پہنچ جائے گا۔ (سید محمد ارشد دہنی) (از رسالہ اکرام المشائخ)

- حضرت خواجہ فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فخر الحسن رسالہ میں فرمایا کہ قلیل تقویٰ بھی ایک ہزار سال کے صوم و صلوات سے افضل ہے۔ کیوں کہ بہترین عمل نیکو اور تقویٰ میں۔
- فرمایا شیخ و مرشد طالب کو ذکر و فکر، اشغال و اُوراد تلقین کرتا ہے۔ جب اسے قضا کرتا ہے یا نہیں پڑھتا تو شیخ بھی اس کو نہیں پہچانتا۔ چاہے وہ مدت تک اُن کے پاس بیٹھا ہو۔

- تصوف میں دوسری اہم بات مرشد کی صحبت ہے۔ ظاہر ہے کہ اگر تزکیہ نفس کے لئے صرف کتابیں کافی ہوتیں تو انبیاء علیہم السلام کا سلسلہ جاری نہ کیا جاتا۔ جس طرح آج بعض علوم صرف پڑھنے سے نہیں آتے بلکہ لازماً اُن کا پرکھنا کرنا پڑتا ہے۔ اسی طرح تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب ایسا آسان کھیل نہیں کہ آپ جب چاہیں اور جس وقت چاہیں کسی کو محض کتابوں سے متقی، خداترس، دیانت دار، اور خدمت گزار بنا دیں۔ اس کیلئے ضروری ہے۔ کہ ہر دور میں ایسے خاصانِ خدا رہیں۔ جو فکر و عمل کی پاکیزگی سے لوگوں کی تقدیریں بدلتے رہیں۔

- تصوف کا ایک بنیادی تسلیم محبت خداوندی ہے۔ اس کو چہرہ میں قدم رکھنے والے ہر راہی کی منزل اور مقصود وصالِ خداوندی ہے۔ وہ اسی دُھن اور تڑپ میں ہر تکلیف کو راحت، ہر خار کو پھول اور ہر مصیبت کو رحمت سمجھ کر آگے بڑھتا رہتا ہے۔ اس کے تمام مجاہدات، ریاضتیں، عبادات راستے کی وہ ضروری منزلیں ہیں جنہیں دیدارِ یار کی خاطر ہنس ہنس کر طے کرنا پڑتا ہے۔
- وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ ط وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں وہ اللہ کی محبت میں حد سے بڑھے ہوئے ہیں۔
- وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ط اور جنہوں نے محنت (مجاہدہ) کا ہمارے واسطے ہم مجاہدین کے ان کو اپنی راہیں۔
- شیطان جیب دیکھتا ہے کہ سالک عنقریب مقامِ طریقت کو طے کر کے مقامِ حقیقت و معرفت میں پہنچ جائے گا۔ تو وہ دونوں مقامات کے درمیان اپنی کل ذریت جمع کر کے عرش و کرسی

روح و سلم زمین و آسمان بہشت و دوزخ جوہر و قصوز کی صورت دکھاتا ہے اور خود زمین
 تخت پر بیٹھ کر فرعونی دعویٰ کرتا ہے۔ اور خدا بن کر طالب سے کہتا ہے۔ کہ تو نے جو کچھ عبادت
 کی وہ ہماری درگاہ میں مقبول ہے۔ پیشاب کا پیالہ بھر کر دیتا ہے کہ پنی لو یہ شراب ٹھہور ہے۔
 اگر اُس نے پی لیا تو وہ پیشاب مقامِ ناری میں آتا ہے شیطان کہتا ہے کہ تو نے جو کچھ میری عبادت کی
 وہ سب عبادت میں نے تجھے بخش دی۔ تجھے میرا دیدار بس کافی ہے۔ کیونکہ تو میرے نور سے ہے
 اور میں تیرے نور سے ہوں۔ جو کچھ تیری زبان پر آئے کہہ ڈال۔ جو کچھ تیرے سامنے آئے کھالے۔
 قلندراہل بدعت ہو جا۔ یہ راز شر سے ہے۔ جو شخص کہ خواب سے بیدار ہوتا ہے وہ اسدراج
 ابلیس کو معلوم نہیں کر سکتا۔ نہ راہ علم سے نہ راہ جہل سے اسی لئے ناقص اور بے باطن لوگ
 طالبوں کو گمراہ کرتے ہیں اور خود بھی گمراہ ہوتے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔
 يَا نَبِيَّ اَدْمَ الْاَلْبَدُ وَالسَّيْطٰنُ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ حَسِيْبٌ ۝ لَنْ نَّبِيَّ اَدْمَ الْاَلْبَدُ وَالسَّيْطٰنُ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ حَسِيْبٌ
 (مجالس النبیؐ) ص ۲۴

ساکت کھیلنے سے شرائط و ضروری ہدایات

ساکت کھیلنے سے شرائط و ضروری ہدایات اگر ان میں سے ایک کی کمی ہو گئی تو منزل مقصود

تک نہ پہنچے گا۔

۱۔ ترک و تجرید۔ ۲۔ تقویٰ۔ ۳۔ بھوک۔ ۴۔ تنہائی۔

۵۔ خاموشی۔ ۶۔ شب بیداری۔ ۷۔ ذکر۔

ہر مقام کے ساتھ ایک شاخ بھی ہے چنانچہ:

سات مقامات کی شاخ | اول۔ طلب کی شاخ ذکر ہے کہ بغیر ذکر کے

کچھ ثمرہ نہیں ملتا۔

- دوم۔ مقام عشق ہے۔ اس کی شاخ تفکر ہے۔ کہ اس کے بغیر اس کے کچھ کیفیت نہیں آتی۔
- سوم۔ مقام عرفان ہے اس کی شاخ استغراق و سُکریہ ہے۔ کہ بغیر اس کے معرفت کی حقیقت نہیں کھلتی۔
- چہارم۔ توحید ہے۔ اس کی شاخ بیداری ہے۔
- پنجم۔ استغنا ہے۔ اس کی شاخ خوشی ہے۔
- ششم۔ اس کی شاخ محویت ہے۔
- ہفتم۔ اس کی شاخ صحو ہے۔

چار چیزیں روحانی اور حقیقی ولایت کے بنیادی اصول ہیں |

۱۔ ایمان ۲۔ سچی توبہ
۳۔ زہد ۴۔ مقام بندگی

ان چاروں کی تکمیل کیلئے مندرجہ ذیل چار مددگار ہیں۔

۱۔ کم کھانا ۲۔ کم بولنا ۳۔ کم سونا ۴۔ لوگوں سے کم میل جو رکھنا۔

۵۔ خنجر۔ خاموشی شمشیر جو ع

نیزہ تنہا یو ترک جموع!

۶۔ پھڑ مرشد عبد خدائی ہو وِج مستی بے پردائی ہو

بے خواہش بے نوائی ہو وِج دل دے خوب صڈائی ہو

بلہا بات سچی کدوں رکدی اے

اک نقطے وِج گل مکدی اے

۷۔ جب عشق سکاٹا ہے آداب خود آگاہی

کھلتے ہیں غلاموں پر اسرارِ شہنشاہی

عطار ہو روی ہو رازی ہو غزالی ہو

کچھ ہاتھ نہیں آتا بے آہ سحر گاہی (اقبال)

یایا بلے شاہ فرماتے ہیں۔

سرتے ٹوپی تیری نیت کھوٹی، کی لیا ٹوپی سردھر کے
چلے کیتے پر رب نہیں ملیا، کی لیا چلیاں دہج وڈے کے
بلے شاہ بن جاگ دے وودھ نہیں جمدا، بھاویں نعل ہوئے کڑھ کڑھ کے

پ پ پڑھ پڑھ علم ہزار کتابیں عالم ہوئے سارے ہو
پر اک حرف عشق دا نہ جانن بھلے پھرن دپارے ہو

اٹھے بہر نمازاں پڑھیاں تینوں لوکی آکھن نمازی
جنگ جیت کے توں گھرنوں ولیوں لوکی آکھن نمازی
لا عدالت شہر بیٹھوں تینوں لوکی آکھن فاضی
بلے شاہ تیں کچھ نہ کھٹیا جے یار نہ کیتا راضی

پڑھ پڑھ علم کتاباں تھکیوں کدی اپنے آپ نوں پڑھیا نیں
بھج بھج وڈے دا مندر میتاں کدی اپنے اندر وڈیا نیں
بت نال شیطان دے لڑ دا اے کدی اپنے نفس نال لڑیا نیں
بلے شاہ آسمانوں اڑ دے پھڑ دا اے جہڑا گھر بیٹھے اونوں پھڑ دانیں!

أَلَا حَسَانَ أَنْ تَعْبُدَ اللَّهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ ط

حدیث احسان (ترجمہ) احسان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ایسی عبادت کر کہ تو اس کو دیکھ رہا ہے

فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ ط

(ترجمہ) اگر ایسا نہ کر سکے کہ تو اس کو دیکھ رہا ہے تو یوں خیال کر کہ وہ تجھ کو دیکھ رہا ہے۔

فضائل با وضو ہونے کے اور تحیۃ الوضو پڑھنے کے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ رب العزت فرماتا ہے کہ جسے حدیث ہو، اور اس نے وضو نہ کیا، اس نے مجھ پر جفا کی۔ (میرا حق ادا نہ کیا) اور جسے حدیث ہو اور اس نے وضو کر لیا۔ مگر دو رکعت نماز نہ پڑھی۔ اس نے مجھ پر جفا کی۔ اور جسے حدیث ہو، اس نے وضو کیا۔ دو گناہ ادا کیا، اور پھر اپنے دین اور نماز کیلئے جو چاہا طلب کیا۔ (اس پر بھی) میں نے اُسے نہ چاہا تو میں نے اُس پر نہ زیادتی کی۔ مگر میں جفا کار پر درگاہ نہیں ہوں۔

حضرت خواجہ سید اکبر علی شاہ صاحب کا فرمان ہے کہ جو وقت مقررہ پڑھنا چاہے وہ یوں کہے۔

بیدار ہونے کا عمل

” اے فلاں مجھے فلاں وقت پڑھا دینا “

فلاں کی جگہ اپنا نام لے۔ تین مرتبہ یہ کہہ کر اپنے سینے پر دم کرنے سے جگائے۔ بٹھیک اس وقت پر بیدار ہو جائے گا۔

اگر تو رات کو تہجد کی نماز پڑھنے کی اور دن کو روزہ رکھنے کی قوت

تہجد

ہیں رکھتے تو سمجھ لے کہ تو منحوس ہو چکا ہے۔ اور معاصی کی نحوست تجھ پر مسلط ہو چکی ہے۔

● سالک ہمیشہ با وضو رہے۔ تہجد، شراق۔ اور چاشت کی نماز قضا نہ کرے۔

ایامِ ایض ۱۳-۱۴-۱۵ کے روزے رکھے۔ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کبھی ترک نہ فرماتے۔ اور یہ فرماتے کہ یہ میرے روزے ہیں۔ جو شخص یہ روزے رکھے گا دس ہزار سال کی عبادت اور بندگی کا ثواب پائے گا۔ یہ روزے دنوں کو منور اور چہروں کو نورانی کرتے

ہیں۔ دل کی کھوٹ اور وساوس دور ہوتے ہیں۔ بروز محشر اس کا چہرہ چودھویں کے چاند سے زیادہ تابدار ہوگا۔

سوالک کو غصہ نہ کرنا چاہئے۔ غصہ باطن میں ایک جوہر ہے۔ اور اس کے اظہار سے نور معرفت نکل جاتا ہے۔ ۱۔ اگر کسی کی شکایت سُننے تو اس کی خیر کے ساتھ تاویل کرنی چاہئے۔ ۲۔ باطنی امور میں محاسبہ نہیں کرنا چاہئے۔

کھانا کھانے کے دوران ہر لقمہ پر بِسْمِ اللہ پڑھ لینے سے باطن میں نورانیت پیدا ہوگی۔ اکل حلال اور صدق مقال کو اپنا شعار بنائے۔ (خواجہ نور محمد مہاروی)

رات کو سبک باد وضو سوئے۔ تمام رات عبادت میں شمار ہوگی۔

آنکھ جو شخص اپنی آنکھ کی حفاظت نہیں کرتا، اس کا دل بے قیمت ہے۔

یعنی اس میں کوئی کمال یا نور نہیں آسکتا۔ (فرمان حضرت علی رضی اللہ عنہ)

کھانا جب تک گدھے کی طرح تیرا پیٹ روٹی سے اور تیری پیٹھ پانی سے بھری ہو تو بام فلک پر کس طرح قدم رکھ سکے گا۔ اور فرشتوں کے جام سے کس طرح شراب پی سکے گا۔

اَلْمُؤْمِنُ لَا يَأْكُلُ اِلَّا عَزًّا فَاقْتَبِهْ۔ مؤمن نہیں کھاتا مگر ناقہ کے وقت۔

مخلص حضرت ذنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ۱۔ مخلص کھلے لوگوں کی تعریف و بُرائی یکساں ہو۔ ۲۔ عمل کر کے اس کو بھول جائے۔ ۳۔ آخرت میں عمل کے ثواب کی خواہش نہ رکھی جائے۔

●۔ انبیاء و اولیاء کے کسی قول و فعل پر اعتراض نہیں کرنا چاہئے۔

راز و نیاز کا دروازہ کن پر بند ہے حضرت سلطان ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کا مقولہ ہے کہ جس شخص کا دل تین جگہ

حاضر نہ ہو، اُس پر نعمت راز و نیاز، اور رحمت کا دروازہ بند کر دیا جاتا ہے۔

۱۔ بوقت تلاوت قرآن مجید ۲۔ بوقت ذکر ۳۔ نماز کے اوقات میں۔

● ذبوس میں ہے کہ وہ شخص جھوٹا ہے جو میری محبت کا دعویٰ کرے۔ اور جب اس پر رات چھا جائے تو وہ سو جائے ہمیں بھول کر۔ اور جو ہمیں بھول کر سویا وہ ہمارے وصال سے محروم رہا۔

● جب تک صفحہ دل ان شہوانی نقوشوں سے پاک نہیں ہوتا۔ وہ مشاہدہ غیبی کے نقوش اور علم لدنی کے قابل نہیں ہوتا۔ اور مکاشفات روحانیہ کے انوار اور تجلیات ربانیہ کو قبول نہیں کرتا۔

● علوم اور معارف اور مقامات قرب الہی کی راہیں سب لوگوں پر بند ہیں۔ وہ راہیں صرف ان لوگوں کیلئے کھلی ہوئی ہیں جو نہ بد تقویٰ اختیار کرتے ہیں۔ دل کا آئینہ اس قدر مصفیٰ ہو جاتا ہے کہ وہ ایک حد تک لوح محفوظ سے سامنے پہنچ جاتا ہے۔ اپنی باطنی صفائی کی وجہ سے وہ تمام بنیادی علوم اور ان کے اصول سے واقف ہو جاتا ہے۔

● حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ عالم ملکوت کے دروازے سے چھپے رہو۔ یہاں تک کہ وہ کھل جائے۔ عرض کیا گیا کہ وہ کس طرح؟ فرمایا! ہمیشہ بھوکے رہنے اور پیاسے رہنے کو لازم کر لو۔ یہاں تک کہ تم پر اس عالم ملکوت کا دروازہ کھلے۔ اور تم عالم ملکوت میں داخل ہو جاؤ۔ مجمع السلوک میں یہ حدیث ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ لا الہ الا اللہ کا ورد دل میں ایمان اس طرح آگاتا ہے جس طرح پانی سبزی کو۔

حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک

پر توبہ کا گھر آگئے۔ پہلے دن دنیا ترک کر دی۔ دوسرے دن عقبیٰ کو چھوڑ دیا۔

قرب الہی

تیسرے دن خدا تک پہنچ گئے۔ کسی نے دریافت کیا کہ آپ کتنے دنوں میں خدا تک پہنچے؟ تو فرمایا! کل تین دن میں۔ اس طرح کہ جب میں نے توبہ کا دنیا کا خیال دل سے نکال دیا۔

دوسرے دن شریعت کے خیال سے گزرا۔ ایک بعد میرے دل میں کوئی حجاب باقی نہ رہا۔
تیسرے دن خلائک رسائی ہو گئی۔

● فقر و محتاجی کے ذریعے فخر و بندگی حاصل ہوتی ہے۔

سائلک تمام محفوظ نفسانی سے مبرا ہو کر یہ اعتراف کرے کہ میں
توجہ دل پیرا اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا حق ادا کرنے سے عاجز و قاصر ہوں۔ اور
یہ کیفیت ہر وقت دل پر طاری رہے۔

حضرت سہیل بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ صوفی وہ ہے جو کدورت
صوفی سے صاف اور نکر و شوق و مستی سے معمور ہو۔ انسانوں سے الگ ہو کر صرف
خدا سے لو لگائے بیٹھا ہو۔ اس کی نظر میں سونا مٹی برابر ہو۔ بشری صفات فنا کر دئے جائیں۔
نفسانی خواہشوں کو چھوڑ کر روحانی صفات پیدا کی جائیں۔ حقیقی علوم سے تعلق پیدا کر کے شریعت کے
مسائل میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کی جائے۔

عشق حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

عشق برہان است و سلطان مبین
ہر دو عالم عشق را زیر نگین

عشق سلطان جمال و بلال ہے۔ جہاں بادشاہ آجائے وہاں اور کسی کی ضرورت نہیں
رہتی۔ عشق محبوب انہی کے جمال جہاں آراء کی ایک تجلی ہے۔ نور علی نور ہے۔ جہاں نور آجائے وہاں
ظلمت نہیں رہتی۔

جس شخص کا مذہب عشق و محبت ہو اسے کوئی بھی کافر نظر نہیں آتا۔ اس کی نظروں میں
سب اس کے دوست کے جاننے والے اور سب اس سے بہتر ہوتے ہیں۔ وہ کسی پر کفر کے فتوے نہیں
لگاتا۔ بلکہ ہر ایک کو سینے سے لگا لینے کیلئے بے تاب ہوتا ہے۔

چنے کی بسم اللہ

حاندانِ چشت کا معمول ہے کہ بچے کی بسم اللہ اس دن کی جاتی ہے۔ جب بچہ چار سال چار ماہ اور چار دن کا ہو جائے۔ حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الہی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ ایسے بچے کا علم نافع ہوگا۔

حجاب اکبر نہیں بنے گا۔ وہ کامیاب و کامران زندگی گزارنے کا۔ (ملفوظات سندید یہ)

نہ پلہا خاص یہ ہے کہ ہر اس چیز کو ترک کر دے جو یادِ الہی کی راہ میں رکاوٹ بن رہی ہو۔

نہ سے ترکِ زینت۔ نہ سے ترکِ ہوس۔ نہ سے ترکِ دنیا۔ نہ باخرا دیوانہ باش۔ نہ بامحمد ہوشیار باش۔

لباس سیاہ اور سبز رنگ کی جوئی یا تہہ بند کا استعمال سلسلہ عالیہ چشتیہ میں سخت

نا پسند ہے۔ (ملفوظات سندید یہ)

تہجد حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت ہے، نصف شب کے بعد اٹھے جب بیدار ہو تو دعا الحمد لله الذی احبانا بعد ما اماننا واللہ الشور پڑھتا ہوا دونوں

ہاتھ منہ پر پھیرے۔ کلمہ شریف پڑھے۔ وضو کرے پھر آسمان کی طرف نظر کر کے ۳ بار سورۃ قدر پڑھے۔ دو

رکعت تحتہ الوضو پڑھ کر ۶ رکعت تہجد تین سلام سے پڑھے۔ پہلے دو گانہ میں آیتہ الکرسی وامن الرسول پڑھے۔

باقی سورۃ اخلاص تین تین بار پڑھے۔ ہر دو رکعت کے بعد یا تہجد پڑھ کر یہ درود ختم پڑھے۔

اللہم صل علی محمد بعدد من صل علیہ۔ وصل علی محمد بعدد من لم یصل علیہ۔ وصل علی

محمد کما تحب وترضی ان تصلی علیہ۔ وصل علی محمد کما امرت با الصلوٰۃ علیہ۔ وصل علی

محمد کما ینبغی الصلوٰۃ علیہ من لازل الی الابد۔ پھر آمنہ الرسول پڑھ کر دعا مانگے۔ پھر سورۃ یس پڑھے

عجیب فوائد رکھتی ہے۔ عارفوں کا قول ہے جب تین دن جمع ہوں تو آدمی کی مراد پوری ہوتی ہے۔ سو یہاں تین

دن جمع ہوتے ہیں۔ اول رات کا دل یعنی آدمی رات۔ دوم قرآن شریف کا دل یعنی سورۃ یس۔ سوم بند کا دل۔ (فیوض نقویہ)

مجاہدہ نفس

جو شخص اپنے محاسن و عیوب کو صدق و اخلاص کے ترازو میں نہ تولے وہ کامل مردوں کے درجے تک نہیں پہنچ سکتا۔ لہذا اعمال کی خامیوں کو ملاحظہ کرنا صحیح توبہ کھیلے ضروری ہے۔ اور توبہ اس وقت تک درست نہیں ہو سکتی جب تک سچے دل سے مجاہدہ نہ کیا جائے اور سچے دل سے مجاہدہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب کہ اس میں صبر پایا جائے۔ چنانچہ فضالہ بن عبید کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔

” مجاہدہ وہ ہے جو اپنے نفس سے جہاد کرے۔“ یہ مجاہدہ نفس اسی وقت مکمل ہو سکتا ہے جب کہ صبر کیا جائے۔ بہترین صبر وہ ہے جو خدا کی راہ میں اختیار کیا جائے۔ یعنی اسے ہمہ تن اسی کی لگن ہو۔ اور وہ سچے دل سے مراقبہ کرے برے تصورات کو دل سے نکال دے۔

اہل تصوف نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے واقعہ فخذوا من الطیر سے یہ نکتہ معلوم کیا ہے کہ انسان بھی جب ان صفتوں کو جو انسان میں ان پرندوں کے مشابہ ہیں پائمال کر دیتا ہے۔ تو اسے حیات ابدی حاصل ہو جاتی ہے۔

مجاہدہ

(۱) الفت مخلوق - گویا کبوتر والی صفت ہے۔

(۲) شہوت - مرغ والی صفت ہے۔

(۳) حرص - کوسے والی صفت ہے۔

(۴) زیب و زینت کا شوق - مور والی صفت ہے۔

● - یا اس طرح چار صفتیں شمار کرو:-

۱۔ آتش سے شہوت ۲۔ ہوا سے تکبر ۳۔ آب سے حرص ۴۔ خاک سے کثافت۔
ان کو سالک مذبح کرے۔ جسم کی چار طبیعتیں یہی چار مرغ ہیں ان کو ذبح کرنا

کہ اطمینان حاصل کرے۔

● - مشاہدہ کے راستے میں مجاہدہ دریا کی طرح حائل ہے۔ جو مشاہدہ کا طلبگار ہے اس کیلئے مجاہدہ میں قدم رکھنا ضروری ہے۔ یہی مجاہدہ جہادِ اکبر ہے۔ کیونکہ سب سے بڑا دشمن تیرا ہی نفسِ امارہ ہے۔ اور اسی کو صنمِ اکبر یعنی سب سے بڑا بت کہتے ہیں۔ اس کی طرف دیکھنا شرک ہے۔ مگر اس کی نگرانی کرنا عین عبادت ہے۔ نفسِ سب سے بڑا کافر ہے۔ کافر کو دوست رکھنا حرام ہے۔ اے عزیز جب کافر غالب آتا ہے تو مال کو لوٹتا ہے اور جان کو ہلاک کر دیتا ہے۔ لیکن جب نفسِ غالب آتا ہے تو ایمان کو غارت کرتا ہے۔ کافروں سے جہاد کرنا مومنوں اور اجر کے طالبوں کا کام ہے۔ اور نفس سے جہاد کرنا عاشقوں اور عارفوں کا کام ہے۔ (از سر الجیب)

تین قسم کی ہے۔ دنیا۔ خلق۔ نفس۔

باطن کی گندگی

دنیا مثل نجاست عین ہے۔ خلق مثل حدث کے ہے اور

نفس مثل جنابت کے۔ مرید جب تک دنیا، خلق اور نفس سے پوری طرح نہ بچے گا باطنی طہارت ہرگز اس کے ہاتھ نہیں لگ سکتی۔

● حضرت ذنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ معرفت کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ آدمی دنیا اور اسکی شہوات چھوڑ دے اور اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ خدا کے غیر سے دل ہٹا کر خدا سے لگاؤ۔ (تلقین مرشد کامل)

۱۔ نفسِ شہوت کے وقت حیوان کی طرح بے عقل ہو جاتا ہے۔

نفس کے کوشمے عجوبے

۲۔ نفسِ غصے کے وقت مخفی شیطانی بن جاتا ہے۔

۳۔ نفسِ بھوک کے وقت بے اختیار اور حیران درندہ بن جاتا ہے۔

۴۔ نفسِ سیری کے وقت فرعون بے سامان بن جاتا ہے۔

۵۔ نفس سخاوت کے وقت قارون کی مانند بخیل اور نافرمان بن جاتا ہے۔

● جب دل زندہ اور نفس مُردہ ہو جائے اسی کو خضرِ قلب کہتے ہیں۔

اے عزیز تجھے واضح رہے کہ جہان میں چار لذتیں ایسی ہیں جس سے
حفظ نفس نفس کو حفظ حاصل ہوتا ہے۔ لیکن وہ معرفت اور وصال کیلئے بمنزلہ حجاب
 کے ہیں۔

۱۔ نفس کا بڑے ذوق اور شوق سے انواع و اقسام کے طعام کھانا۔

۲۔ عورت کی مجامعت سے حظ اٹھانا۔ کیونکہ شہوتِ نفس پر سوار ہوتی ہے۔

۳۔ حکومت کی لذت جو خلقت کیلئے زوال کا باعث ہے۔

۴۔ علم کی دائمی مطالعہ سے لذت کا حاصل کرنا جو لذت کمال ہے۔

یہ چاروں لذتیں نفس کو جان کے برابر عزیز ہیں۔ لیکن جب پانچویں لذت

معرفتِ الہی بقائے نور ذات۔ اسم اللہ ذات کے تصور کی لذت آتی ہے تو پہلی چاروں نسیاں قنسیاں

ہو جاتی ہیں۔ نفس ایسا متنفر ہو جاتا ہے جیسے بیمار کھانے سے۔ (قرب دیدار سلطان باہر ص ۲۲)

● اہل نفس کو مُردار میں لذت حاصل ہوتی ہے۔ اہل روح کو رویتِ الہی میں مستغرق ہونے

اور مشرفِ بدیدار پروردگار ہونے سے حاصل ہوتی ہے۔ یہ مراتب اس شخص کے ہیں۔ جسے

اسم اللہ ذات کا تصور حاصل ہے۔ جسے قربِ الہی حاصل ہے۔ (انوار برزخ ص ۹۹۵)

ولی اور شیخ کی صحبت کا اصل مقصد معرفتِ الہی ہے۔ ولی اسے تمام امور سے

بچائے جو اللہ سے قطع تعلق کر دیتے ہیں۔ جب تک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

کی معرفت حاصل نہ ہو تو اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل نہیں ہو سکتی اور جب تک شیخ کی معرفت

حاصل نہ ہو۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معرفت حاصل نہیں ہوتی اور شیخ

کی معرفت اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتی جب تک تمام مخلوقات مُرید کی نگاہ میں فنا نہ ہو جائے۔

ذکری پر نظر جمائے گا نہ خیال۔ سب کی طرف سے تمام توقعات کو منقطع کرے۔

حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق روایت ہے کہ وہ نیند کو دور کرنے کیلئے اپنی

مجاہدہ

آنکھوں میں نمک ڈالا کرتے تھے۔ حضرت ابوطالب مکی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بزرگ

کے متعلق لکھا ہے کہ وہ تیس برس تک منہ میں کنکریاں بھرے رہے تاکہ چپ رہنے کی عادت پڑ جائے۔

حضرت علی باجویری رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ انہوں نے ایک بزرگ کو دیکھا جو مستقل کھڑے ہوئے تھے۔

صرف نماز میں تشہد کھیلے بیٹھتے تھے۔ ابو محمّد جریری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ایک بزرگ مکہ میں سال بھر

رہے نہ کبھی سوئے نہ کسی سے بات کی نہ کسی چیز کا سہارا لگایا۔ ابو بکر بن غواش کے متعلق کہا جاتا ہے۔

کہ چالیس برس تک انہوں نے فرش سے پہلو نہیں لگایا۔ حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ

انہوں نے حضرت سری سقطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے زیادہ عبادت کرتے کسی کو نہیں دیکھا۔ اٹھانوے برس تک

زندہ رہے سولہ مرض الموت کے کبھی لیٹے نہیں دیکھے گئے۔ حضرت ابو محمّد مجاہد رحمۃ اللہ علیہ ایک گہرے

کنویں میں لٹے لٹک کر عبادت میں مصروف رہتے تھے۔ حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے

بارے میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ اوتح کی ایک مسجد کے کنویں میں ایک چلہ معکوس

کھینچا تھا۔

(مخدّم جہانیاں کی مزار کے نزدیک اوچتریف میں)

حضرت خواجہ حسن بھری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مشہور قول ہے کہ انسان کا سب

مشہور قول

سے بڑا دشمن اُس کا نفس ہے جو کبھی اسے مقبولیت۔ کبھی شہرت۔ کبھی ریاء

اور کبھی عجب و غرور میں مبتلا کر کے برباد کر دیتا ہے۔ لہذا اٹھتے بیٹھتے آپ یہ دُعا کیا کرتے تھے۔

خدا یا شرک غرور نفاق ریاء فریب۔ شہرت طلبی اور دین میں شک و شبہ

سے ہمارے قلوب کو بچا۔ اے مقلب القلوب ہمارے دلوں کو اپنے دین

پر قائم اور استوار رکھ اور اسلام قیم کو ہمارا دین بنا۔

ادب کی اہمیت

شیخ جلال الدین بصری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ توحید ایمان کے لئے ضروری ہے جس میں ایمان نہیں اس میں توحید نہیں۔ ایمان شریعت کھلنے ضروری ہے۔ لہذا جہاں شریعت نہیں ہوتی، وہاں نہ ایمان ہے اور نہ توحید ہے۔ شریعت کھلنے ادب ضروری ہے۔ اس لئے جہاں ادب نہیں وہاں نہ شریعت ہے نہ ایمان ہے اور نہ توحید ہے۔

کہتے ہیں کہ ظاہر اور باطن دونوں حالتوں میں ادب اختیار کرو۔ اگر کسی نے ظاہری طور پر بے ادبی کی تو اسے ظاہری طریقے سے سزا مل جائے گی۔ اگر کسی نے باطنی طور پر بے ادبی کی تو اسے باطنی سزا دی جائے گی۔ شیخ سمری سقطی فرماتے ہیں کہ میں ایک رات اوراد پڑھ رہا تھا اور اپنے پاؤں محراب کی طرف دراز کئے ہوئے تھے۔ غیب سے آواز آئی اے سمری کیا تم بادشاہوں کے سامنے اس طرح بیٹھے ہو۔ یہ سن کر میں نے پاؤں کھینچ لئے۔ اور کہا اے خدا تیری عزت کی قسم میں اب کبھی پاؤں دراز نہیں کروں گا۔

حضرت جنیدؒ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد حضرت سمری سقطی ساٹھ سال تک یہ حالت رہی کہ انہوں نے دن رات کبھی اپنے پاؤں دراز نہیں کئے۔

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں کہ جب ادب میں سستی کرتا ہے، اسے یہ سزا ملتی ہے کہ وہ سنتوں سے محروم ہو جاتا ہے۔ اور جو سنتوں میں غفلت کرتا ہے، وہ خدا کی معرفت سے محرومی کی سزا پاتا ہے۔

حضرت شیخ جریریؒ فرماتے ہیں کہ میں نے بیس سال سے پاؤں دراز نہیں کئے۔ کیونکہ اللہ کے ساتھ ادب اختیار کرنا افضل ہے۔

حاجی امداد اللہ جہا جہا فرماتے ہیں کہ میں نے بھی اللہ تعالیٰ سے ادب و جہا کی بنا پر اپنے

پاؤں دراز نہیں کئے۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب کا ایک نمونہ یہ ہے کہ آپ نے ایک حدیث میں فرمایا ہے کہ مجھے زمین کے مشرق و مغرب کے حصے دکھائے گئے۔ مگر آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ میں نے دیکھا۔

حضرت انس بن مالک ^{رض} کا قول ہے کہ کسی عمل میں ادب کو اختیار کرنا، اس کے قبول ہونے کی نشانی ہے۔

حضرت شیخ ابو علی ^{رحمہ} کا قول ہے کہ بے ادبی نکالے جانے کا باعث بنتی ہے۔ جو شخص محفل کے فخرش پر بے ادبی کرتا ہے۔ اُسے دروازے کی طرف واپس کیا جاتا ہے جو دروازے پر بے ادبی کرتا ہے اُسے جب انوروں کی طرح سزا ملتی ہے۔

آپ نے فرمایا اے ابوبکر تین چیزیں برحق ہیں۔ ۱۔ اگر کسی بندے پر ظلم کیا جائے اور وہ اُسے معاف کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی مدد فرماتا ہے۔ ۲۔ اگر کوئی مال کی کثرت حاصل کرنے کے لئے دستِ سوال دراز کرے تو خدا تعالیٰ اس کی قلت میں اضافہ کرتا ہے۔ ۳۔ اگر کوئی خدا تعالیٰ کی خوشنودی کیلئے بخشش و انعام کا دروازہ کھولتا ہے تو خدا اس میں اور اضافہ کرتا ہے۔

توبہ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تَوْبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَّصُوحًا

اے ایمان والو اللہ کی طرف توبہ خالص کرو۔

توبہ کی تین اقسام ہیں۔

۱۔ توبہ۔ مبتدئہ کے رجوع کو توبہ کہتے ہیں۔

۲۔ انابت۔ متوسط کے رجوع کو انابت کہتے ہیں۔

۳۔ اَوْبِيْتٌ۔ منہتی کے رجوع کو اوبیت کہتے ہیں۔

- ۱۔ جو عذاب الہی کے خوف سے توبہ کرے وہ تائب ہے۔
 - ۲۔ جو امید و ثواب کیلئے توبہ کرے وہ منیب ہے۔
 - ۳۔ اوّاب۔ جو مہجرات امر کی وجہ سے توبہ کرے وہ اوّاب ہے۔
- ۔ مُقرب وہ ہے جو ماسوی اللہ سے توبہ کرے۔

تَوَكَّلْ

وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ ۝ جو اللہ پر بھروسہ کرے تو اللہ کافی ہے ^(سیدنا بنی)
 توکل اس کا نام ہے کہ بندہ اپنے تمام کاموں کو حق سبحانہ و تعالیٰ کو اس طرح سنبھال دے کہ پھر اس میں ذرہ برابر تصرف نہ کرے۔ جب توکل چیزیں ترک نہ کرے گا تو تیرا توکل پورا نہ ہوگا۔ خاص کا توکل یہ ہے کہ محبت ماسوی اللہ سے دل کو خالی کرنا ہے۔

اپنی تمام آرزوئیں ختم کرنے کے بعد اپنے آپ کو حکم باری تعالیٰ اور رضائے الہی کے سپرد کر دو۔
تقویٰ حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا قلیل تقویٰ بھی ایک ہزار سال کے صوم و صلوات سے افضل ہے۔ کیونکہ بہترین عمل نیک اور تقویٰ ہے۔ فرمایا خدا شناس دنیا کو اپنا دشمن سمجھتا ہے۔ جب کہ دنیا کا لالچی خداوند رحیم و کریم کو اپنا غنیم جانتا ہے۔ فرمایا میں نے ایسے شخص کو نہیں دیکھا جس نے دنیا چاہی ہو اور اسے آخرت ملی ہو۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت کہا کہ لوگوں کی تباہی کس چیز میں پوشیدہ ہے۔
 حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ”دل کے مرنے میں“ پوچھا دل کا مرنا کیا ہے؟
 فرمایا دنیا کی محبت، فرمایا ذکر کی مجلسوں میں شریک ہوا کرو۔

دنیا کی محبت ہلاکت میں ڈال دیتی ہے۔ جو دنیا کو محبوب نہیں رکھتے وہ نجات پا جاتے ہیں۔
 فرمایا ہر شخص دنیا سے متن حسرتیں لیکر جاتا ہے۔ ۱۔ جمع کرنے کی حرص۔ ۲۔ جو کچھ حاصل کرنا چاہا حاصل نہ ہوا۔ ۳۔ توشہ آخرت جمع نہ کر سکا۔

بلاء و مصیبت پر صبر کرنا

بلاء اور مصیبت بازارِ محبت کی دلالہ ہے۔ اور جو محبت نہ رکھتا ہو اس کو دلالہ سے کیا کام اس کے نزدیک اس کی کیا قدر و قیمت ہو سکتی ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ سچے محب اور جھوٹے مدعی کے درمیان تمیز ہو جائے۔ کیونکہ اگر وہ سچا ہے تو مصیبت کے وارد ہونے سے اس کو لذت اور خوشی حاصل ہوگی۔ اور اگر جھوٹا مدعی ہے تو اس بلاء سے اس کا حصہ سوائے ناپسندگی اور دردِ عالم کے اور کچھ نہیں ہے۔

فرض اور فضیلت ہیں۔
صبر کی دو قسمیں
 ۱۔ فرض صبر یہ ہے کہ فرائض کی تکمیل اور بڑی چیزوں سے بچنے کے لئے صبر کیا جائے۔

۲۔ فضیلت صبر میں یہ چیزیں داخل ہیں۔ (۱) مفلسی پر صبر کرنا (۲) صدمہ پر صبر کرنا (۳) تکالیف و مصائب کو چھپا کر ان کا شکوہ نہ کرنا (۴) فقر و درویشی کے چھپانے پر صبر کرنا (۵) فیوض و کرامات و آیات کو پوشیدہ رکھ کر صبر کرنا۔

ایک درویش نے کہا دعویٰ محبت میں وہ شخص سچا نہیں ہے جو محبوب کی مار پر صبر نہ کرے۔ ایک عارف نے آواز دی اور کہا اے فقیر! تو نے غلط کہا ہے بلکہ وہ شخص اپنی محبت میں سچا نہیں ہے جو محبوب کی مار میں لذت محسوس نہ کرے۔

جس دن حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا پر بلاء نازل نہ ہوتی مناجات میں عرض کرتی۔

الہی تو نے مجھے روٹی تو دی مگر سالن کہاں ہے؟

یعنی اس کے ساتھ کچھ مصیبت بھی ملے۔

جو چیز سب سے پہلے لکھی گئی وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا
لوح محفوظ میں
 بے شک میں ہی اللہ ہوں۔ میرے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں۔ جو

میرے فیصلے پر راضی نہیں۔ میری نعمتوں پر شک کر نہیں۔ میری بلاؤں پر صابر نہیں۔ اُسے چاہیے کہ میرے سوا کوئی دوسرا رب تلاش کرے۔ (مکتوبات دہمدی)

● اللہ تعالیٰ ایمانداروں کو بلا کی کسوٹی پر رکھ کر پرکھتا ہے۔ جیسے سونا آگ پر۔ اس کے نیچے اپنی نوازشات کے پہا خزانے چھپائے رکھے ہیں۔

بادشاہوں امیروں اور ظالموں کا چہرہ دیکھنا

دُویۃ دَجِبِ الظَّالِمِ یَسُوِدُ الْقَلْبَ ط ظالم کے چہرے کو دیکھنا قلب کو سیاہ کرتا ہے۔

● حضرت خواجہ شہزادین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ دنیا والوں سے جان پہچان نہ بڑھائے نیز شہزادوں۔ لاپچی علماء اور حریص نعتراء کی صحبت سے دور بھاگے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ ہر عام کے پاس نہ بیٹھو بلکہ اس کے پاس بیٹھو

جو تمہیں پانچ چیزوں سے پانچ چیزوں کی طرف بلائے۔

۱۔ شک سے یقین کی طرف ۲۔ نمود سے اخلاص کی جانب۔ ۳۔ دنیاوی رغبت سے ترک

دنیا کی طرف ۴۔ خود نمائی سے کسر نفسی کی جانب ۵۔ باہمی دشمنی سے خیر خواہی کی جانب بلائے۔

● سہیل تستریؒ نے فرمایا ہے کہ تین قسم کے لوگوں سے اجتناب کرو۔

۱۔ بادشاہوں۔ امیروں۔ سلطانوں میں سے غافل اور ظالم سے۔

۲۔ دکھادے کی قرابت کرنے والوں اور بددیانتوں سے۔

۳۔ جاہل صوفیوں اور حریص پیروں سے۔ (سبع سنابل)

خواجہ حسن بھریؒ کا فرمان ہے کہ شہریوں کی صحبت نیکو کاروں سے بظن کر دیتی ہے۔ یعنی بروں

کی صحبت انسان کو پاکباز لوگوں سے دور کر دیتی ہے۔

فرمایا اسلام یہ ہے کہ تو اپنے قلب کو اللہ کے سپرد کر دے اور ہر مسلمان تمہارے ہاتھوں سے محفوظ رہے۔

شریعت میں کفر اسلام - طریقت میں کفر اسلام

جس طرح شریعت میں کفر اسلام ہے۔ اسی طرح طریقت میں بھی کفر اسلام ہے۔ جس طرح شریعت میں کفر شرارت اور نقص ہے اور اسلام کمال ہے اسی طرح طریقت میں بھی کفر طریقت نقص ہے۔ اور اسلام طریقت کمال ہے۔

کفر طریقت جمع کے مقام سے عبارت ہے۔ جو کہ پوشیدگی کا محل ہے۔ اور اس مقام میں حق و باطل کی تمیز مفقود ہے۔ کیونکہ سالک کا شہود اس مقام میں اچھے اور برے آئینوں میں وحدت محبوب کا جمال ہے۔ پس خیر و شر اور کمال و نقص کو سوائے اس وحدت کے ظلال و مظاہر کے اور کچھ نہیں پاتا۔ تو لازمی طور پر انکار کی نظر تو تیز سے پیدا ہوتی ہے۔ اس کے حق میں معدوم ہے۔ تو مجبوراً سب سے صلح کرتا ہے۔ اور سب کو صراط مستقیم پر پاتا ہے۔ اور کبھی وہ مظہر کو عین ظاہر سمجھتا ہے۔ مخلوق کو خدا جانتا ہے۔ اور پروردہ کو پالنے والا سمجھتا ہے۔ یہ تمام وہ بھول ہیں جو جمع کے مقام میں کھلتے ہیں یہ طریقت کا کفر شریعت کے کفر سے پوری مناسبت رکھتا ہے۔ اگرچہ شریعت کا کافر مردود ہے۔ اور سزا کا مستحق ہے۔ اور طریقت کا مقبول ہے اور درجات کا مستحق ہے۔ کیونکہ یہ کفر پوشیدگی محبوب حقیقی کی محبت کے غبار کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے۔ اُس نے اور محبوب کے سوا سب کو فدا ہوش کر دیا ہے۔ پس وہ مقبول ہوتا ہے۔ اور شریعت کا کفر جہالت اور سرکشی سے پیدا ہوتا ہے۔ وہ لازماً مردود ہوتا ہے۔ بعض مشائخ عظام نے ظاہر شریعت سے مخالف باتیں کہی ہیں وہ سب کفر طریقت کے مقام میں تھے جو کہ سکر (مستی) اور بے تمیزی کا مقام ہے۔ (مکتوبات مجدد الف ثانی)

● - قول آنا الحق کا معنی یہ ہوگا جب وہ اپنی نظر سے آپ مخفی ہو گیا تو اس نے کہا کہ میں کوئی چیز نہیں ہوں اور موجود صرف حق ہے۔

فَنَانِي اللّٰهَ اَنَا الْحَقُّ هَمْزٌ وَسَمْتٌ

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ روحانی معراج تھی کہ آپ کی زبان سے خدائی کلمہ نکلتا ہے۔
 مُبَيَّحَاتِي مَا اعْظَمُ شَأْنِي یعنی پاک ہے میری ذات اور کتنی عظیم ہے میری شان۔

سالک پر ایک ایسا وقت آتا ہے کہ جب وہ رب العالمین کا منظر کامل بن جاتا ہے۔ اس وقت اس کا اپنا وجود باقی نہیں رہتا۔ بلکہ اس کی بقا بقائے الہی کے بحر ناپید کنار میں فنا ہو جاتی ہے۔ جب قطرہ سمندر میں مل جائے تو وہ موجود ہوتے ہوئے بھی موجود نہیں ہوتا۔ اس وقت اگر وہ "أَنَا الْبَحْرُ" (میں سمندر ہوں) کا نعرہ مسانہ لگائے تو حق بجانب ہے۔ یہی حال منصور صلاح رحمۃ اللہ علیہ کا تھا کہ انہوں نے نعرہ انا الحق لگا کر ساری دنیا کو اپنا دشمن بنا لیا۔ ظاہر بین علماء منصور کی روح کا بھید نہ سمجھ سکے۔ ان کے قتل کا فتویٰ دے دیا۔ مشنوی گلشن راز میں شیخ محمود اس کی توجیہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

رواہست او "انا الحق" از درختی

چرا نہ بود روا از نیک بستختی (ملفوظات سیدیدیر)

یعنی اگر موسیٰ علیہ السلام ایک درخت سے انا الحق کی آواز سن سکتے ہیں، تو ایک اللہ کا کامل بندہ یہ بات کیوں نہیں کہہ سکتا۔

آدمی پانی اور مٹی سے بنا ہوا ایک لطف نہیں ہے۔ بلکہ سرتاپا وہ منظر الہی ہے۔ سینکڑوں عالم کے فرشتے محض ایک لطف کو سجدہ کیے کر سکتے ہیں۔ (تلقین لدنی خواجہ محکم الدین سیرانی ر)

● جب تک سالک کا وجود باقی ہے وہ سحر و سراق میں رہتا ہے۔ جب اپنا وجود گم کر کے فانی فی اللہ ہوتا ہے۔ تو خدائی کرتا ہے۔ خدائی کرنے کا مطلب یہ نہیں کہ بندہ خدا بن جاتا ہے بلکہ بندہ نہیں رہتا، خدا رہ جاتا ہے۔ انا الحق کا مطلب بھی یہی ہے۔ منصور نے یہ نہیں کہا تھا کہ میں حق ہوں۔ بلکہ منصور ذات حق میں فانی اور گم ہو چکا تھا۔ اور حق کہہ رہا

تھا۔ کہ میں حق ہوں۔ یہ اسلامی نظریہ ہمہ اوست ہے۔

یہ ہے کہ ہر چیز میں خدا ہے۔ یہ کفر ہے کیونکہ ہر چیز میں
ہندوانہ ہمہ اوست | استعداد نہیں کہ حق تعالیٰ کے تمام صفات کمال کی متحمل ہو سکے،

ہمہ اوست کا مطلب یہ ہے کہ ہر چیز خدا نہیں لیکن خدا سے جدا سے بھی نہیں ہے۔

جس طرح زید کا ہاتھ زید نہیں ہے۔ لیکن زید سے جدا بھی نہیں۔ اگر کوئی شخص زید

سے رقم طلب کرے۔ اور وہ انکار کرے تو کوئی عقلمند شخص زید کے ہاتھ کو کہہ کر اس کی جیب سے

رقم نکالنے کی فرمائش نہیں کرے گا۔ جس طرح زید کی بجائے زید کے ہاتھ سے رقم طلب کرنا منطوق

خیز ہے۔ اسی طرح بت پرستی بھی منطوق خیز ہے۔ لیکن یہ مثال علماء نے دینا غلط فرمایا ہے۔

مقام توحید

مقام احدیت ذاتیہ میں تجلی نہیں ہے۔

تجلی اول مقام وحدت میں ہے۔ جس کو حقیقت

محمدیہ کہتے ہیں۔ اس مقام میں تجلی بجمل ہے۔

تجلی دوم، تجلی مفصل ہے۔ وہ مقام واحدیت

میں ہے جہاں ایک اسم دوسرے سے مختلف ہے۔

أَحَدٌ
وَحْدٌ
وَاحِدِيَّةٌ

وَمَدَّ الشُّهُدُ هُوَ الْمَادِي

نظریہ — ہمہ از اوست

رجحان تصوف — جوش کی طرف مائل

میں اس کے ساتھ اور وہ میرے ساتھ ہے

عشق

اعتقاد میں کون؟ اَنَا عَبْدُهُ (عاشق)

وَمَدَّ الْوَجُودُ هُوَ الْكُلُّ

نظریہ — ہمہ اوست

رجحان تصوف — سکون کی طرف مائل

میں اور وہ جدا نہیں وہ دیر تو میں قطرہ ہوں

وَصَلُّ

اعتقاد میں کون؟ اَنَا الْحَقُّ

مَا ضَعَّ اللَّهُ فَهُوَ اللَّهُ - کوئی صفت یعنی مخلوق نہیں بلکہ وہ خود ہے۔
 کثرت کہاں ہے۔ اور خیر و شر کیا ہے۔ یہ سب کچھ تجھے اپنے نقطہ نگاہ سے نظر آتا ہے
 ۷ کہ جہاں صورت و معنی دوست
 در معنی نظر کنی ہمہ دوست

(ترجمہ) یہ جہاں ظاہری صورت ہے اور معنی یعنی حقیقت خود دوست اور حقیقت بینی سے کام لے تو ہمہ دوست ہے
 خدا ایک ہے۔ وجود ایک ہے۔ اور وہی وجود حق تعالیٰ کا ہے۔ جس میں کوئی شک
 نہیں پس غیر کہاں؟ چونکہ وجود ایک ہے۔ اس لئے تمام کمالات اسی ایک وجود کے ہیں۔
 لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ایک ہے۔ اور مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ حقیقت ہے۔ پس اپنے صفات کمال کے
 اقتضاء کے مطابق اس نے تجھے اپنا منظر بنا کر میدان ظہور میں ڈال دیا۔

۷ کشتگانِ خنجرِ تسلیم را
 ہر زماں از غیب جانے دیگر است

تسلیم و رضا کی تلوار کے قتل شدگان۔ کو ہر لحظہ غیب سے نئی جان ملتی ہے۔

۷ مَنْ تَوَشَّيْتُ مِنْ شِدِّي
 مَنْ تَنْ شِدْمِ تَوْجَانِ شِدِّي

۷ ناکس نگوید بعد ازیں تو دیگر می من دیگرم
 میں تو ہوا تو میں ہوا۔ میں جسم ہوا۔ تو جان ہوا

اس کے بعد کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ تو اود ہے اور میں اور ہوں۔ منصور کا

نعرہ آنا الحق۔ اور حضرت بایزید بسطامی کا نعرہ سُبْحَانِي مَا اَعْظَمَ شَانِي۔ یہی دم ہے۔ اگر
 دلیل چاہتے ہو تو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث دیکھو۔

فَرَأَى مَنْ رَأَى فَقَدْ رَأَى الْحَقَّ - جس نے مجھے دیکھا اس نے حق دیکھا۔

مقامات عشق و توحید

جب مجنوں عاشق ہوا۔ اور عشق مشتہر ہوا۔ تو امتحان کے لئے لیلیٰ نے ایک آدمی بھیجا کہ مجنوں سے ایک پارہ گوشت مانگ لاؤ۔ اُس نے مجنوں کو یہ پیام دیا۔ پوچھا کہ کہاں کا گوشت طلب کیا ہے۔ اُس نے جب لیلیٰ سے کہا اور پوچھا، لیلیٰ نے کہا ابھی کچا ہے۔ مرتبہ ناسوتی سے آگے نہیں بڑھا۔ کچھ مدت کے بعد پھر ایک آدمی بھیج کر گوشت طلب کیا۔ تو مجنوں نے جواب دیا کہ کاٹ کر لے جاؤ۔ اُس نے یہ جواب بھی لیلیٰ کو جب کر سنایا۔ کہا کہ ہاں اب عشق میں آیا ہے۔ اور یہ مرتبہ ملکوتی ہے۔ کچھ عرصہ بعد مجنوں انا لیلیٰ کہنے لگا۔ جس طرح شاہ منصور نے انا الحق کہا تھا۔ یہ مرتبہ جبروتی اور فنا فی العشق ہے۔ چند روز کے بعد صرف لیلیٰ کہنا شروع کیا۔ یہ مرتبہ لاهوت و توحید ہے۔ بعد اس کے گشتگی پیدا ہوئی۔ نہ لیلیٰ یاد رہی نہ مجنوں۔ یہ مرتبہ ہاھوت ہے۔ نہ

خود نہ خودی نہ خدا۔ کچھ باقی نہ رہا۔ نہ ذکر۔ نہ ذاکر۔ نہ مذکور۔

سربہ ہتہ نیتم دارم کلاہ چہ ترک

ترک دنیا، ترک عقبی، ترک مولیٰ ترک ترک

میں سربہ ہتہ نہیں ہوں۔ میں کلاہ چہ ترک رکھتا ہوں (ترجمہ)

(یہ پارچیز چھوڑ دی ہیں) دنیا ترک کر دی۔ عقبی ترک کر دی۔ ترک مولا کیا اور ترک کو ترک کر دیا۔ (سب بے نیاز ہو گیا)

ایک قول ہے اَلْفُقْرُ اِذَا لَمْ يَفْقُرْ اِلَّا بِاللّٰهِ یعنی جب فقر کا مرتبہ تمام ہو جاتا ہے،

تو بس اللہ ہی اللہ رہ جاتا ہے۔ یعنی فقر اللہ کے نور میں فنا حاصل کر کے اس کے نور سے باقی

باللہ ہو جاتا ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ کمال کے بعد فقر فقر نہیں رہتا۔ بلکہ بادشاہی ہی ہے۔

ہ چوں فقر ز تو شد تمام خواجہ خدائی بکن !!

(ترجمہ) جب تیرا فقر مکمل ہو گیا تو اے خواجہ خدائی کہ

ذکر چہرہ تیسرے چہشتیہ

(۱) لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ - یہ ذکر چہری کے نفی اثبات کا کلمہ ہے۔ بطور نماز رو بقبیلہ بیٹھے۔ اپنی آنکھیں بند کرے۔ ہاتھ کہے گویا اپنی ناف سے نکالتا ہے۔ پھر اس کو کھینچے کہ لطیفہ روحی پر پھر لطیفہ خفی، سری اور اخفی پر گردش دیکر، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کی ضرب قلب پر لگاوے۔ اور نور کا حلقہ تصور کرے کہ میرے شیخ کی طرف سے آرہا ہے۔ تصور شیخ اپنے سامنے یا ہمتن آپ کو شیخ تصور کرے۔ مبتدئ لایلاہ الا اللہ کا ذکر کرتے وقت لَا مَجْبُوبَ إِلَّا اللَّهُ کا۔

متوسط لَا مَقْصُودَ إِلَّا اللَّهُ کا اور منہتی لَا وَجُودَ إِلَّا اللَّهُ کا تصور کرے۔ اپنی توجہ دل کی طرف اور دل کی توجہ باری تعالیٰ کی رکھنا نہایت ضروری ہے۔ یہ عالم ناسوت ہے۔

(۲) لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ - ناف سے کھینچ کر مندرجہ بالا طریقے سے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کی ضرب شدت سے قلب پر لگاوے۔ یہ عالم ملکوت ہے۔

(۳) اللَّهُ هُوَ - اللہ کو ناف سے کھینچ کر لطائف خمسہ کی طرف گردش دیکر، هُوَ کی ضرب دل پر لگاوے یہ عالم جبروت ہے۔

(۴) مندرجہ بالا طریقے کے مطابق هُوَ کی ضرب قلب پر لگاویں یہ عالم لاہوت ہے۔

نوٹ: پہلی تسبیح لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کی زدیں۔ پہلی تسبیح میں لَا کو زیادہ کھینچ کر ذکر کرے۔

لطائف خمسہ چہشتیہ

پہلا لطیفہ قلب ہے۔ جس کا مقام بائیں پستان کے دوائگل نیچے ہے۔

دوسرا لطیفہ روح ہے۔ جس کا مقام دائیں پستان کے دو انگلی نیچے ہے۔

تیسرا لطیفہ فنی ہے۔ جس کا مقام دائیں کنپٹی پر ہے۔

چوتھا لطیفہ سری ہے۔ جس کا مقام دماغ ہے۔

پانچواں لطیفہ افقی ہے۔ جس کا مقام بائیں کنپٹی پر ہے۔

طریقہ ذکر

اور دعاء بعد ذکر

ذکر سے پہلے درود شریف۔ سورۃ اخلاص گیارہ گیارہ مرتبہ پڑھ کر اس کا ثواب ہدیہ و تحفہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے وسیلے سے سینا غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی رضی اللہ عنہ کی روح مبارک کو بخشے۔ اس کے بعد پانچ مرتبہ درود شریف پڑھے۔ اس کے بعد کہے الہی تو ہی مقصود ہے اور تیری رضا ہی مطلوب ہے اپنی محبت اور معرفت نصیب فرما۔ افضل الذکر لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ ۳ بار پڑھ کر تصور شیخ کر کے ذکر شروع کرے۔ بعد ذکر فاتحہ یعنی ختم شریف پڑھے۔ اور اپنے سلسلے کے بزرگان دین کا شجرہ شریف پڑھے۔ اور ان کی روح مبارک کو ایصالِ ثواب کرے اور آخر میں حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ اور حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ کا نام مبارک بھی لے۔ اور یہ دعاء پڑھے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ يَا لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْأَلُكَ أَنْ تُجَيِّبَ قُلُوبَنَا بِنُورِ
مَعْرِفَتِكَ أَبَدًا اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مُجِبُّوسُ مُجْتَبِكَ وَمُسَبِّحُونَ عِشْقِكَ وَمَقْرُونِ قُرْبِكَ
وَمُجْتَنُونَ لِقَائِكَ اللَّهُمَّ أَحْيِي عَائِشَةً وَأَمِتِي عَائِشَةً وَأَحْشُرْنِي مَعَ الْعَائِشِيْنَ
يَا مُطْلُوبَ الْعَائِشِيْنَ ۝ اللَّهُمَّ نَوِّرْ قَلْبِي بِنُورِ مَعْرِفَتِكَ ۝

اللَّهُمَّ ارْزُقْنَا هَلَاةَ الذِّكْرِ وَالْفِكْرِ وَدَوَامَ مُشَاهِدَةِ جَمَالِكَ وَجَلَالِكَ اللَّهُمَّ ارِنِي
وَجْهَهُ بِحَقِّ سَيِّدِ الْاَبْوَادِ مُحَمَّدٍ الْمُصْطَفَى اَمِيْنُ ثَمَّ اَمِيْنُ

بعض ذکر شروع کرنے سے پہلے یہ بہشت بہشت یا ۳ یا ۷ مرتبہ پڑھ کر تصور شیخ کر کے
ذکر شروع کرتے ہیں۔ بہشت بہشت یہ ہے اگے مرشد پیچھے مرشد۔ دائیں مرشد بائیں مرشد
اوپر مرشد نیچے مرشد۔ جن مرشد۔ من مرشد۔

ذکو اسم ذات اللہ ۳۱۲۵ مرتبہ روزانہ کیا جائے۔

عمل کے ذریعے یکسوئی حاصل کرنا

نجر کی اذان سے قبل وضو کر کے خاموش مصلیٰ پر بیٹھ جلیٹے۔ اور زور سے سانس
لیکر روک لیجئے اور دل کی دھڑکن کی طرف دھیان لگائیے کہ وہ اللہ اللہ کہہ رہا ہے۔ جب
سانس ٹوٹے تو تین چار سانس اوپر نیچے اس طرح لیجئے کہ اوپر کو سانس جائے تو اللہ اور نیچے
کو جائے تو اِلا اللہ کی آواز آپ کو صاف سُنائی دے۔ پھر ایک دم سانس روک لیجئے اور یہی عمل
دہرائیے۔ پہلے روز پندرہ منٹ پھر ہر روز پانچ منٹ بڑھاتے جاتیے۔ یہاں تک کہ ایک گھنٹہ تک
یہ عمل جاری رہ سکے۔ تا زندگی ترک نہ کیجئے۔ اس عمل سے نہ صرف یکسوئی حاصل ہوگی بلکہ جب
کوئی ضرورت مند آپ کے سامنے بیٹھے اور آپ اسی طرح سانس روک کر اپنے دل کی طرف غور
کریں اور اپنے قلب کی توجہ دوسرے کے دل پر ڈالیں گے کہ کس مقصد کے لئے آیا ہے۔ تو انشاء اللہ
تعالیٰ آپ کے قلب میں انکشاف ہو جائے گا۔ جو سو فیصد صحیح ہوگا۔

مراقب

بعد نماز عشاء دو رکعت صلوٰۃ التوبہ ادا کرے۔ پہلی رکعت میں فاتحہ سورۃ کافرون

دوسری میں سورۃ اخلاص پڑھے۔ اس کے بعد فاتحہ پڑھ کر اس کا ثواب سرکارِ دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رُوح مبارک کو بخشے۔ اس کے بعد اپنی قوت و ادراک کو پوری طرح اللہ تعالیٰ کی صفات میں لگا دے کہ وہ ذات باری تعالیٰ کی ہمہ گیری کو چشم بصیرت کے سامنے اس طرح متشکل کرے کہ میرا محبوب حقیقی اپنے حسن و جمال کے ساتھ مجھ پر جلوہ گر ہے اور ہر طرف سے اس کا نور جلوہ گر ہے۔ مراقبہ سے پہلے پڑھے۔ لا مقصود الا اللہ لا موجود الا اللہ۔ لا معبود الا اللہ

مراقبہ سلطان الاذکار ذکر الہی یا شغل صوتی

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم قبل بعثت اور بعد غارِ حرا میں تشریف لے جاتے اور اس شغل میں مشغول رہتے تھے۔ اور حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اس غار میں اسی شغل میں مشغول رہتے تھے۔ یہ تمام اشغال کا سردار ہے۔ اس میں اسرار میں کسی صحراء یا حجرہ میں جا کر تنہائی میں تشہد کی حالت میں بیٹھیں۔ اور اپنے دونوں کانوں میں شہادت کی انگلی دبا کر بند کر دیں یا ڈیڑھ عدد کالی مرچ ردئی میں پیسٹ کر کانوں میں دبا دیں۔ کانوں سے جو لطیف آواز سنائی دے، اس کی طرف غور کریں۔ وہ آواز آہستہ آہستہ ایسی غالب ہوگی کہ تمام اطراف سے تجھے گھیرے گی۔ کسی جگہ کسی وقت تجھ سے جداتہ ہوگی۔ یہ آواز تجھے بلند کیا پرنے جائے گی۔ اس شغل شریف سے محبت ہوگی۔ یہ آواز ڈھول، دف اور نثارہ بلکہ ان آوازوں سے بھی سخت آوازوں پر غالب آجائے گی کیوں کہ اصل یہی ہے۔ اور باقی تمام آوازیں اسی سے ظہور پذیر ہیں۔ تمام عالم اس آواز سے بھر پور ہے یہ آواز موجودات کی پیدائش سے پہلے تھی۔ اب بھی ہے۔ آئندہ بھی رہے گی۔ اس آواز کو بے حد مطلق کہتے ہیں۔

نفی و اثبات! حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ملفوظات میں ہے کہ فرمایا کہ نفی اپنے آپ کو نہ دیکھنا ہے کیونکہ خود بین خدا بین نہیں ہو سکتا۔ اثبات صرف اللہ تعالیٰ کو دیکھنا ہے۔ ورنہ نفی کا کچھ فائدہ نہیں۔ اگر یہ خیال کرے کہ ہستی صرف اللہ تعالیٰ کی ہے تو مطلب حاصل ہوتا ہے۔ فرمایا کلمہ شہادت نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ کی صورت بھی ہے اور حقیقت بھی۔ ان کے حقائق کو چھوڑ کر صرف ظاہری صورتوں پر قناعت کر لینا فضول ہے۔ وہ شخص بڑا ہی احمق ہے۔ جو ان کے حقائق تک نہیں پہنچتا۔ پھر فرمایا اللہ تعالیٰ ہمیشہ تھا۔ اور ہمیشہ رہے گا۔ سالک ابتداء میں نابینا ہوتا ہے۔ جب حق تعالیٰ کی طرف سے اُسے بنیائی حاصل ہو جاتی ہے۔ تو پھر اُس سے دیکھتا اور سنتا ہے۔ اپنے کو فراموش کر دیتا ہے جب ایسی حالت ہو جائے۔ تو واصل اور ہمیشہ کے لئے زندہ ہو جاتا ہے۔

شغل جس نفس یا روح اور دُرد

(رسالہ حق نما)

خلوت اور تنہائی میں یہ شغل جس دم کیا جاتا ہے۔ جو سالک کیلئے عالم ملکوت کی فتح ہے۔ آئینہ دل روشن ہوگا۔ عالم ملکوت کی تمام صورتیں دیکھے گا۔ انبیاء کرام اولیاء ملائکہ کی صورتیں اس میں منعکس ہونگی۔ تیرے مُرشد کی صورت۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم۔ اصحاب کبار۔ اولیائے کرام کی صورتیں دکھائی دیں گی۔ دل کی زبان اور حال کی زبان سے ہر مشکل کے بارے میں سوال کا جواب سُننے گا۔ تیرے دل اور وجود میں عجیب حرارت انوکھی لطانت۔ عظیم شوق اور لطیف روشنی پیدا ہوگی۔ دل کے اندر جو زنگ لگا ہوا ہے وہ دور ہو جائے گا۔ تو ہر طرف سے دل کے اندر جمالِ یار کا مشاہدہ کریگا۔ جس نفس کا طریقہ یہ ہے کہ تنہائی میں اس طرح بیٹھے جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے بیٹھنے کا طریقہ تھا۔ کہ دونوں ہاتھوں کی کہنی کو دونوں زانوں کے اوپر رکھے۔ دونوں انگلیوں سے دونوں کانوں کے سوراخوں کو بند کر دے۔ دونوں انگشت شہادت سے دونوں آنکھوں کو بند کرے۔ دونوں ہاتھوں کی خنصر و بنصر انگلیاں ہونٹوں پر رکھے سانس کا راستہ بند کرنے کیلئے درمیان والی انگلیاں ناک کے دونوں نتھنوں پر اس طرح رکھے کہ پہلے دائیں طرف والا سوراخ پکا بند کر کے سانس کا راستہ روک دے اور بائیں طرف کے سوراخ کو کھلا چھوڑ کر لا الہ کہتے ہوئے سانس دماغ کے اوپر تک پہنچائے اور دل سے نیچے لے آئے پھر بائیں طرف والے سوراخ کو بھی بند کر کے جس نفس کر کے بیٹھ جائے۔ سانس کی نگاہ داشت کرے۔ سانس چھوڑتے وقت دائیں نتھنوں کی انگلی اٹھاوے اور سانس کو آہستگی سے نکلے اور لا الہ کہے۔ سانس لینا اور نکالنا آہستہ کرے۔ تاکہ نقصان نہ ہو۔ اس طریقہ پر جتنا ہو سکے عمل کرے بعض نے سانس کی نگہ داشت میں اس قدر ترقی کی ہے کہ چار پہر چار سانس میں گزارتے ہیں۔

کُلاه

طریقت کے سب سلسلے برحق ہیں۔ ایک دفعہ حضرت جبرائیل علیہ السلام بہشت سے چار کلاه (ٹوپی) لائے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کئے اور عرض کی فرمان باری تعالیٰ یوں ہے کہ انہیں پہلے خود اپنے سر مبارک پر رکھو پھر جسے مرضی ہو عطا کرو۔ اور اپنا خلیفہ بناؤ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ترکی کلاه سر مبارک پر رکھ کر پھر اسے امیر المؤمنین صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا فرمایا۔ اس کے بعد وہ ایک گوشہ کلاه ابدال اور صدیق رضی اللہ عنہ پر رکھتے ہیں۔ ان کے باطن ازلی ارادت کی وجہ سے نور معرفت سے منور ہوتے ہیں۔ انہیں ظاہری اور باطنی مقصود حاصل ہوتے ہیں۔ اسی طرح دو گوشہ کلاه امیر المؤمنین عمر خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا فرمایا آپ کے بعد اسے عابد اولاد

اور بعض منصوری سر پر رکھتے ہیں۔ سہ گوشہ کلاہ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا فرمایا۔ اس کے بعد اسے زاہدہ اہل تہجرہ مشائخ طہقات سر پر رکھتے ہیں۔ چار گوشہ کلاہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا فرمایا۔

معراج کی رات کو اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خرقہ عطا ہوا۔ اور ساتھ ہی یہ فرمان ہوا کہ اپنے اصحاب کرام میں سے یہ خرقہ اسی کو عطا کرنا اور خلیفہ بنانا جو اس سوال کا جواب دے سکے کہ اگر آپ کو یہ خرقہ عطا کیا جائے تو کیا کرو گے اور جواب یہ تھا کہ جو یہ جواب دے کہ میں لوگوں کی عیب پوشی کروں گا، اس کو عطا کرنا۔ تو حضور علیہ السلام نے اپنے اصحاب کرام سے دریافت فرمایا تو مختلف جواب پائے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا میں لوگوں کی عیب پوشی کروں گا۔ تو حضور علیہ السلام نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خرقہ عطا فرمایا اور آپ سے خرقہ کا رواج ہوا۔

سوائے سلسلہ نقشبندیہ و اویسیہ کے تمام سلسلہ جات کے منبع حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ اور سلسلہ قادریہ چشتیہ۔ سہروردیہ اور باقی تمام سلسلہ جات سب کے سب حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جاری ہیں اور کلام سلسلہ کے منبع کمالات و فیض کے سردار ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ اعظم ہیں۔ آپ منبع ولایت ہیں۔ کوئی دلی یا غوث یا قطب اس وقت تک ولی غوث قطب نہیں بن سکتا جب تک کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہر نہ لگے۔ جب تک کہ وہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدم نہ چومے۔

اس راہ پر گویا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں قدم مبارک حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مبارک سر پر ہیں۔ حضرت فاطمہ رضا، حضرت حسین رضی اللہ عنہ اس مقام میں ان کے شریک ہیں جس کو بھی فیض و ہدایت پہنچی ہے ان کے ذریعے پہنچی۔ ان کے بعد وہی منصب ائمہ اثنا عشرہ میں بالترتیب مقرر ہوا۔ یہاں تک کہ یہ نوبت حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچی تو یہ منصب مذکور آپ کے سپرد ہوا۔ اس لئے آپ فرماتے ہیں کہ ہمارا سوزج ہمیشہ بندی کے کناروں پر رہے گا۔ وہ عزوب نہ ہوگا۔

شمس سے مراد فیضانِ ہدایت و ارشاد کا آفتاب ہے۔ جب تک فیض کے توسط کا معاملہ قائم ہے۔ انہی کے وسیلہ سے ہے۔

سَمَاع

آداب المریدین میں ہے کہ حضرت خواجہ ممشاد دینوریؒ نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی۔ سماع کیلئے اجتماع کے متعلق سوال کیا۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ البتہ قرآن مجید سے شروع کرو اور تسبیح پر ختم کرو۔

ایک خاص قسم کی موسیقی کے ذریعے رُوح اپنی ماہیت اور ماہیتِ حیات و کائنات میں غوطہ زن ہوتی ہے۔ اور موسیقی انسان کو اسی جسمانی واسطہ سے روحانی عالم میں پہنچا دیتی ہے۔ روحانی موسیقی بعض مذاہب میں جزو عبادت تک شمار ہوتی ہے۔ اور اُسے غذائے رُوح قرار دیا گیا ہے۔

سَمَاع کا مطلقاً انکار ممنوع ہے ۱۔ یا تو وہ احادیث اور آثارِ صحابہ سے بالکل ناواقف ہے۔ ۲۔ یا اسے اپنے نیک کاموں کا غرور ہے۔ ۳۔ یا وہ کند ذہن ہے۔ اور بدذوق ہے۔ اور اپنی بداخلاقی کی وجہ سے انکار پر مہتر ہے۔ ایک دفعہ حبشی مسجد نبویؐ میں رقص کر رہے تھے۔ حضرت عائشہؓ رضی اللہ عنہا آپ کے ساتھ اُن کو دیکھ رہی تھی۔ کیونکہ آپ محفوظ تھیں۔

حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وجد کی کیفیت طاری ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر مبارک کے چار سو ٹکڑے کر کے اصحاب کرام میں تقسیم فرمائے۔

مجلس النس و محبت کو کہتے ہیں۔

سَمَاع

وجد

وَرَبَطْنَا عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ إِذْ قَامُوا - اور ہم نے ان کے دلوں کو مضبوط کر دیا۔ جب وہ اٹھ کھڑے ہوں۔ وجد سنگ اختیار اور آہن نیاز مندی کے درمیان آتش سوزاں کی مانند ہے وہ تین طرح کا ہے۔ (۱) نفس کھیلے (ب) دل کھیلے۔ (ج) روح کھیلے۔
 ۱۔ وہ وجد جو نفس کو لاحق ہو جاتا ہے۔ (۱) عقل پر چھا جاتا ہے۔ (ب) اس سے صبر کون درہم برہم ہو جاتا ہے۔ (ج) وہ اسرار الہی کو فاش کر دیتا ہے (یہ باطنی وجد ہے)
 ۲۔ وہ وجد جو دل کو لاحق ہوتا ہے انسانی قوت پر چھا جاتا ہے۔ غالب آجاتا ہے۔ یہاں تک کہ اس سے (۱) انسان کا وجود حرکت میں آتا ہے۔ (ب) وہ نعرہ زنی کرتا ہے۔
 (ج) اپنے کپڑے پھاڑ ڈالتا ہے۔ (یہ وجد معنوی ہے)

۳۔ وہ وجد جو روح کو لاحق ہوتا ہے۔ (۱) انسان کو اللہ تعالیٰ سے فی الفور حظ وافر نصیب ہوتا ہے۔ (ب) اس کا نفس حقیقت ذات میں مستغرق ہو جاتا ہے۔ (ج) اس کی روح اس عالم سے منقطع ہونا چاہتی ہے۔ (یہ وجد شہودی ہے) کیونکہ اس میں حق تعالیٰ بندے پر نگاہ ڈالتا ہے۔

وجد کی کیفیت | جب تصفیہ و تزکیہ باطن حاصل ہوتا ہے تو پیر و مرشد کی روح کو اپنی روح کے ہمراہ لے کر عرش و کرسی کی جانب پرواز کرتا ہے۔ وہاں گونا گوں انوار و عجائب اسرار کے دل پر غلبہ کرتے ہیں اور اس کو مدہوش بنا دیتے ہیں۔ جب کہیں سوائے انوار کے کچھ نظر نہیں آتا تو مرید حیران و سرگردان ہو کر واپسی کا ارادہ کرتا ہے۔ لیکن راہ نہیں پاتا۔ ناچار ہائے ہو مچاتا ہے۔ نالہ زاری کرتا ہے۔ تب پیر و مرشد توجہ آفاقہ دیتا ہے۔ اس وقت اوسان درست ہو جاتے ہیں۔

حدیث سماع میں ہے کہ جب کیا اور چادر مبارک کے چار سو ٹکڑے کر کے صحابہ کرام میں تقسیم کئے۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ایک شعر سنا تو ذوق ربانی اور شوقِ سبحانی سے تو آپ پر حال طاری ہو گیا اور چار سو اصحاب کے ساتھ اس قدر وجد کیا کہ چادر مبارک آپ کے دوش مبارک سے زمین پر گر پڑی اور عشق کی بنیاد قائم ہو گئی۔ جیسا کہ اپنے فرمایا لَيْسَ بِكَرِيمٍ مَنْ لَيْسَ يَهْتَرُ بِدُكْرِ الْجَيْبِ . (وہ کریم ہی نہیں جو جیب کا ذکر آئے وجد نہ کرے) یہ قصہ دنیا میں مشہور ہوا۔ اور عاشق ان الہی کے لئے مژدہ بانفسزا ہوا وہ شعر یہ تھا

لَقَدْ شَفَقْتُ مَبَّةَ الْهُوَ الْبِدِئُ
فَلَا طَيْبَ لَهَا وَلَا رَقِي !!
إِلَّا الْجَيْبَ الَّذِي قَدْ شَفَقْتُ بِهِ
فَإِنَّ عِنْدَهُ رِقَّتِي وَتَرِي قِي

(مکتوبات قدوسیہ)

توحید

یقین کرنا کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات سے قدیم ہے۔ اپنی حیات سے حقیقی اپنی سمیع سے سمیع اپنی بصر سے بصیر اپنے کلام سے کلیم ہے۔

(تذکرہ غوثیہ ص ۱۱)

حق تعالیٰ کی وحدانیت شواہد کو ان امکان میں نور ایمان سے ملاحظہ کر کے واجب الوجود کا اثبات کرنا۔ اضافت جمع موجودات کو معدوم سمجھنا۔ ہستی جمیع موجودات کو ذات واحد میں دیکھنا۔ اس

توحید کے تین مراتب ہیں :-

- (۱) توحید اذنی الی :- جملہ موجودات کو افعال خدا سمجھنا۔
- (۲) توحید صفتی :- جملہ صفات موجودات کو صفات خدا سمجھنا۔
- (۳) توحید ذاتی :- وجود جملہ موجودات کو وجود باری تعالیٰ یقین کرنا۔ اور مؤثر حقیقی و موجود اصلی ذات حق کے سوا دوسرے کو نہ جاننا۔

نفسی غیریت یہاں تک کہ اپنے وجود کا ادراک بھی نفسی ہو جائے
۳۔ توحید حقیقت اور تعینات موجودات بھی فنا۔ ہستی حق کے سوا کچھ باقی نہ

رہے۔ اپنے اور نیز جملہ موجودات کے وجود میں حق کو مشاہدہ کرے۔ اس توحید میں
 نو مراتب ہیں :-

اول مرتبہ النفسی :- اللہ تعالیٰ بکمال اقربیت مطابق آیت **وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَمَا كُنْتُمْ**۔
 ذات عارف میں تجلی فرماتا ہے اور نفس و عقل نور الہی میں فنا ہو جاتے ہیں۔ اس حالت میں
سُبْحَانِي مَا عَظُمَ شَانِي اور **أَنَا الْخَلْقُ** ہے بے اختیار سرزد ہوتا ہے۔
 دوم مرتبہ آفاقی :- حق تعالیٰ موافق آیت **اللَّهُ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ**۔ عارف
 کی نظر میں متجلی ہوتا ہے اور وجود جملہ موجودات واحد نظر آتا ہے۔ اس وقت ہمہ اوست
 کا نعرہ دل عارف سے نکلتا ہے۔

سوم مرتبہ اسمائی :- عارف بکثرت ذکر الہی ہر اسم کے رنگ میں اسی ذات پاک کو
 متجلی دیکھتا ہے اور ذکر سلطان الازکار وجود عارف میں ظاہر ہوتا ہے اور غیریت
 بالکل مفقود ہو جاتی ہے۔

چہارم مرتبہ صفتی :- اللہ تعالیٰ سالک کے اعضاء حسی **سَمِعَ وَبَصَرَ** وغیرہ پر تجلی
 فرماتا ہے اور **بِي سَمِعَ وَبِي بَصَرَ** کی کیفیت طاری ہوتی ہے۔

پنجم مرتبہ تمثیلی :- سالک کو ہر فرد۔ موجودات جداگانہ عین حق نظر آتا ہے اور

اس مقام میں سجدہ بت عین سجدہ خدا ہے۔

ششم مرتبہ شیوناتی :- اللہ تعالیٰ عارف پر بہ تجلی انفعال متجلی و ظاہر ہوتا ہے اور انفعال

موجودات عین انفعال حق نظر آتے ہیں۔ یَفْعَلُ اللهُ مَا يَشَاءُ وَيُحْكَمُ مَا يُرِيدُ۔ اس مقام میں

دہند و کشند دونوں برابر ہیں۔ لیکن ادراک ربخ و راحت باقی رہتا ہے۔

ہفتم مرتبہ شہودی :- اللہ تعالیٰ عارف پر اس طرح تجلی فرماتا ہے کہ حجاب ظلماتی

رفع اور کیفیت نورانی منکشف ہو جاتی ہے اور معرفت بے کیف و مشاہدہ مدام میں مستغرق

رہتا ہے۔ اس مقام میں وجود ربخ و راحت کچھ باقی نہیں رہتا۔

ہشتم مرتبہ وجودی :- تجلی وجود الہی میں ہستی سالک اس طرح فنا ہو جاتی ہے جیسے نور چراغ

ضیاء آفتاب میں۔ اس مقام میں سالک مثل جماد اپنے حرکات و سکنات سے محض بے خبر

ہو جاتا ہے اور اسی حالت میں امتیاز مشاہدہ و مشہود بھی کفر ہے۔

نہم مرتبہ تشریحی :- اس مرتبہ میں جملہ کائنات کی ہستی پر تو انوار الہی میں ایسی فنا ہو جاتی

ہے کہ نظر سالک میں اصلاً نہیں آتی۔ جب اس دریائے ناپید کنار کا شینا اور صفات موجودات

کی تجلیات سے فنا کلی حاصل کرتا ہے اور حدوث و امکان کی آلائش سے مجرد ہو جاتا ہے

تو ایک موج قعر دریائے ذات سے سرخفی پر وارد ہوتی ہے جو عارف در طہ عدم نہ فرش

نہ عرش نہ اثر نہ خبر نہ علم خود نہ علم حق غرض کچھ باقی نہیں رہتا۔

لِيُصَعِّحَ اللَّهُ دَقَّتْ لَأَيْسَعْنِي فِيهِ مَلَكٌ مُقَرَّبٌ وَلَا بَنِي "مُرْسِلٌ"۔ دریائے جمع الجمع میں

غرق ہو جاتا ہے۔ اس وقت مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ کی حقیقت ظاہر ہوتی ہے۔

اس کو توحید ازلی ذاتی تسدیمی اور الہی بھی کہتے ہیں۔ جس

وقت عارف کامل مقامات و مراتب سیر الی اللہ، وَذِي اللّٰهِ

۴۔ توحید معرفت

فَعِ اللّٰهَ سے عروج کر کے مقام عین الجمع و جمع الجمع میں پہنچتا ہے جو کہ انتہائے مراتب توحید

سے ہے۔

اس وقت اپنے آپ کو عدم محض پاتا ہے اور خودی سے بخود ہو جاتا ہے۔
حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب یہ آیت قاری سے سنتے تو فرماتے یا آیتھا تَمَّتْ
یعنی کاش یہ حالت پوری ہو جائے اور جہاں سے ہم نے سفر کیا ہے وہیں جا پہنچیں اور کثرت
وحدت میں گم ہو جائے۔

حق تعالیٰ سبحانہ ازل الازل میں بوصف و مدانیت و فردانیت موصوف تھا۔ اپنے
آپ نہ کسی دوسرے کی توحید سے كَانَ اللّٰهُ وَلَمْ يَكُنْ مَعَهُ شَيْءٌ وَاَلَا نَكَمَا كَانَ اور
ابدالاً باد تک اسی وصف پر رہیگا۔ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهُ یعنی ہستی اشیاء اُن
کی ہستی میں آپ ہی نیست و نابود ہے۔ یہ ایسی توحید ہے کہ نقصان سے بری ہے اور یہی
توحیدِ حق ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ توحید کے لئے ظاہر۔ باطن اور حقیقت ہے۔ ظاہر توحید تو اسلام
ہے باطن توحید ایمان ہے۔ حقیقت توحید تقویٰ اور عمل صالح ہے۔

مزید جب کچھ مقامات طے کر لیتا ہے تو حضرت پیر و مرشد توحید کا ہدایت
فرماتے ہیں یعنی اپنے تمام اعمال و افعال و احوال و اقوال و حرکات و سکنات
کو تقدیر الہی اور مشیت ایزدی سے سمجھنا چاہیے لیکن یہ تسلیم مبتدیوں کے واسطے
ہے۔ منہتیوں کی تسلیم یہ ہے کہ تمام ممکنات و موجودات کو مظهر الہی بلکہ عین ذات نامتناہی
جاننا چاہئے جیسے ایک چراغ دوسرے چراغ سے روشن کریں تو وہ بھی روشنی میں پہلے
کے برابر ہے۔ کچھ فسق و دونوں میں نہیں ہے۔ (تذکرہ غوثیہ)

حضرت بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

سے جیب میں باہر ڈھونڈاں تے اندر کون سمانا
جے میں اپنے اندر ڈھونڈاں تاں میں غیر مقید جانا
سب کچھ توں ہیں تے سب دتج توں میں

میں سب کون صاف پہچانا
میں بھی توں ہیں اتے توں بھی توں ہیں
بیا بلا کون سمانا

عاشق و عشق و بُت و بتگر و عیار یکے است
کعبہ و دیر و مساجد ہمہ جایا ریکے است
عاشق و عشق، بُت اور بتگر اور عیار ایک ہی ہے
کعبہ و بُت خانہ اور مسجد سب جگہ دوست ایک ہی ہے

گرد آئی بہ چمن وحدت و یک رنگی ہیں
کہ در آن عاشق و معشوق و گل و خار یکے است
اگر تو چمن وحدت ایک رنگی میں آئے
تو تو دیکھ کہ وہاں عاشق و معشوق اور گل و خار سب ایک ہی ہے

عابد و معبود دونوں پاس ہیں تیرے !!
کیوں کرے پھر تو ارادہ طوف بیت اللہ کا
یہ پنڈت کون ہے اور وید کیا ہے
یہ مولانا کے اندر بھیہ کیا ہے
نہ پنڈت ہے نہ مولانا ہے کوئی !!
یہ سب ہیں نام بے نام و نشان کے
کہاں کے مولوی پنڈت کہاں کے

وحدت الوجود

از مضمون الحکم شیخ محی الدین ابن العربی رضی اللہ عنہ ص ۶۷

انسان، اللہ تعالیٰ کی صفات سے متصف ہے۔ سوائے وجوب ذاتی کے۔ ہماری صورتوں پر وہی ظاہر ہے۔ ہماری صورتوں میں وہی باطن ہے ہمارا باطن عین باطن حق تعالیٰ ہے۔ اور ہمارا ظاہر حق تعالیٰ کا ہے۔ انسان باطنی صورت حق ہے اور ظاہری صورت خلق ہے۔ حق تعالیٰ موجود میں موجود ہے۔ مگر کوئی موجود اتنا کامل نہیں جتنا خلیفہ یعنی انسان۔

انسان جامع حق اور خلق ہے۔ یعنی حق ہے اور خلق بھی ہے۔ خدا حق ہے اور عالم خلق ہے۔ سب کی حقیقت حق ہے۔ یعنی سب وہی ہے۔ ”ہمہ اوست“ مگر اس کے مظاہر کی شان جدا جدا ہے۔ حق حق ہے۔ عالم عالم ہے۔ قدیم قدیم ہے۔ حادث حادث ہے۔ حق حق ہے۔ خلق خلق ہے۔ حق تعالیٰ واجب ذاتی۔ عالم ممکن ذاتی۔ انسان دونوں کا جامع اور ہر دو میں برزخ ہے۔ حق بھی ہے۔ خلق بھی۔ واجب بھی۔ ممکن بھی۔ مگر نہ اس کا وجوب ذاتی اور نہ اس کا امکان ذاتی۔ پس انسان واجب ممکن قدیم حادث ہے مگر اس کا وجوب ذاتی نہیں۔ نیکی کو رب کی طرف منسوب کرو اور برائی کو اپنے نفس کی طرف یہ ادب ہے۔ ادب اختیار کرے۔ کمال یہ ہے کہ نظر حقیقت یعنی حق پر رہے۔ عمل شریعت مطہرہ پر کرے۔ بے ہوش بھی ہو اور باہوش بھی ہو۔ باخدا دیوانہ باش و با محمد ہوشیار باش۔ ظاہر خلق ہو اور باطن حق۔ حق کو حق اور خلق کو خلق دیکھے اور جامع کو جامع یعنی انسان کامل۔ ہر ایک کو اس کا حق دے۔ خلق

کی صورت میں خلق کی اطاعت کرے اور حق کی صورت میں مطبوع بنے اور دونوں کا جامع ہو کر خود عابد اور خود معبود ہے ۔

ہر مرتبہ از وجودے حکمے وارد
گر حفظ مراتب نہ کنی زندیقی

جو اپنی صورت کو حق تعالیٰ میں دیکھتا ہے اور عین حق تعالیٰ جانتا ہے وہ عارف ہے ۔ انسان اپنی صورت آئینہ میں دیکھتا ہے تو وہ اپنی صورت دیکھتا ہے ۔ نہ کہ آئینہ کو دیکھتا ہے ۔ حق مثل آئینہ کے ہے ۔ جس میں ہر کوئی اپنی ہی صورت دیکھتا ہے ۔ حق تعالیٰ کو نہیں دیکھتا ۔ جیسا کہ ذات آئینہ کو نہیں دیکھتا ۔ فرمایا حضرت شیخ اکبر رضی اللہ عنہ نے عالم صورت حق تعالیٰ کی ہے اور حق تعالیٰ روح عالم کی ۔ وہی ذات جو واحد ہے ۔ عالم کی صورتوں پر کثیر ہے ۔ وحدت میں کثرت ہے اور کثرت میں وحدت ہے ۔

ذات واحد باری تعالیٰ حق بھی ہے خلق بھی ۔ ذات مطلق کا نام حق ہے اور ذات مقید کا نام خلق ہے پس حق تعالیٰ ہی مقید ہے اور حق تعالیٰ ہی مطلق ہے ۔ حقیقت پر نظر ہو تو حق مطلق ہے ۔ ظاہر پر نظر ہو تو حق مقید یعنی خلق ہے ۔ مقام جمع میں سب حق ہے اور مقام فرق میں حق حق ہے اور خلق خلق ۔ وہی واحد ہے اور وہی کثیر ہے کیونکہ اس کے سوا کوئی باقی نہیں ہے ۔

انسان منظر ذات حق تعالیٰ ہونے کی وجہ سے عالم میں سرایت کرنے والا ہے ۔ ظہور رب کا بندہ سے ہے اور وجود بندہ کا رب سے ہے ۔ میں نہیں پہچانا جاتا سوائے تیرے اور تو نہیں پہچانا جاتا سوائے میرے ۔ بندہ ظہور رب کا ہے اور موجود رب سے ہے ۔

توحید حلول اور نہا دست

امانہ حلول اتحاد دست

یعنی توحید یہ ہے کہ سب کی ہستی اس سے ہے ۔ نہ یہ کہ سب وجود میں اس سے

متحد ہیں۔ اور وہ ساری مخلوق میں حلول کئے ہوئے ہے۔ (حلول کا عقیدہ ہندوؤں کا)
وحدت الوجود حق ہے اور وجود اتحادی کفر ہے (سبح سنبال ص ۲۶۴)

تلقین لدنی حضرت خواجہ محکم الدین رموزہ ص ۳۱۔ ہر وجود جو لام
وحدة الوجود سے ظاہر کیا جائے اس کی حقیقت الف اور مراد اس سے
محد ہے۔ یہ حروف مقطعات کے اشارات ہیں شرح ل۔ م۔ ا سے لا الہ الا اللہ
محد رسول اللہ ہے ہر چیز کا وجود لا یعنی نیست ہے اور اس میں الف یعنی اللہ جلوہ گر
ہے جس کا ظہور حقیقت محدی کی صورت میں ہوا ہے کلمہ کے باطنی معنی پہلا حصہ مبتدا
دوسرا خبر ہے ۱۵ سالک کونہ عین اور نہ غیر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ بمصداق صفات
اللہ ہی لا عینہ ولا غیرہ سالک نہ بالکل عین بن کر ہمیشہ کے لئے فنا فی اللہ میں مستغرق ہو
جائے اور فرانس زندگی ادا نہ کر سکے اور ہمیشہ کیلئے ہجر و سراق میں رہ کر قرب وصال
سے محروم ہو جائے۔ بلکہ دونوں حالتوں کبھی وصل کبھی سراق میں رہے۔ رموزہ ص ۲۹۔ جو
شخص خدا کو اپنے اندر جانتا ہے مشرک ہے۔ اگر اپنے سے باہر جانتا ہے تو مردود ہے شرچہ
خدا کو اپنے اندر جاننے سے حلول لازم آتا ہے یعنی خدا انسان کے اندر اتر آیا ہے۔ یہ
عقیدہ اہل ہنود، نصاریٰ کا ہے جو رام کرشن۔ رام چندر۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا
اوتار مانتے ہیں۔ دوسرے قول کا مطلب یہ ہے کہ خدا کو اپنے سے علیحدہ جانتا بھی گمراہی
ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ خود نہیں ہے خدا ہے۔

وحدة الوجود۔ وحدة الشہود (مفوض الحکم)

لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ . حق تداالی کی کوئی مثل نہیں اور وہ
سننے والا دیکھنے والا ہے۔ اس میں تشبیہ ہے اور تشبیہ دونوں ہیں۔ اس کی مثل

کوئی شے نہیں یہ تنزیہ ہے۔ وہی سمیع بصیر ہے یہ تشبیہ ہے۔ کیونکہ ان صفات کے ساتھ خلق بھی متصف ہے یہی حال اکثر صفات کا ہے۔ بے مثل ایک طرح کی مثل ہے اور اُس کی مثل کوئی نہیں۔ یعنی مثل کی مثل کوئی نہیں۔ یہی تشبیہ ہے۔ اسی طرح وہو السميع العليم میں تنزیہ بھی ہے کہ اس میں تشبیہ تو واضح ہے کہ حق تعالیٰ بھی سمیع اور بصیر ہے اور خلق بھی سمیع اور بصیر ہے یہ تشبیہ ہے۔ اس تفسیر سے ثابت ہوا کہ تنزیہ میں تشبیہ ہے اور تشبیہ میں تنزیہ ہے۔ پس تشبیہ عین تنزیہ اور تنزیہ عین تشبیہ۔

اہل ذوق کے نزدیک حق تعالیٰ کی ایک مثل ہے۔ مگر اس مثل کی مثل نہیں یعنی حق تعالیٰ کی مثل یعنی صورت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور محمدؐ کی مثل نہیں۔ پس وہ ہر صورت میں معبود اور موجود ہیں اللہ ہی کو دیکھتے ہیں۔ فعل الہی کو جاری و ساری دیکھتے ہیں۔ جو وحدت میں کثرت اور کثرت میں وحدت کا مشاہدہ کیا وہ گمراہ ہوئے۔

واجب الوجود

حق تعالیٰ واجب الوجود ہے۔ اس کا وجود واجب ہے۔ مستقل ہے۔ ازلی ابدی دائمی ہے۔ اپنے وجود کے لئے غیر کا محتاج نہیں۔ اس لئے واجب بذاتہ ہے اور انسان ممکن بھی ہے۔ واجب بھی ہے۔ وہ موجود ہے اور اُس کا وجود مستقل ہے۔ وہ وجوب ذاتی یعنی وجوب حق تعالیٰ کا منظر ہے۔ اس لحاظ سے وہ واجب ہے مگر اس کا وجوب حق تعالیٰ کا محتاج ہے۔ پس وجوب بالغیر ہے۔ اس لئے اس پر اسم غیر لایا گیا۔ اس کا وجوب ذاتی نہیں۔ اپنے غیر یعنی حق تعالیٰ کا وجوب ہے۔ پس وہ واجب الوجود ہے مگر وجود اس کا ذاتی نہیں بلکہ بہ سبب غیر اس کے ہے۔ وہ واجب الوجود کی صورت پر ہے۔ پس اپنی

صورت کیلئے واجب الوجود کا محتاج ہے۔ وہ حق تعالیٰ کی تمام صفات سے متصف ہے
سوائے وجوب ذاتی کے۔

عارف کامل مظہر کامل حق تعالیٰ کا ہے۔ اس لئے محدود بھی اور لامحدود بھی۔
ہر حمد کرنے والے کی حقیقت حق ہے۔ تو حق تعالیٰ ہی حامد اور حق تعالیٰ محمود ہی ہے
پس وہ ہر صورت معبود اور ہر موجود میں اللہ ہی کو دیکھتے ہیں۔ فعل الہی کو جاری دساری
دیکھتے ہیں جو وحدت میں کثرت اور کثرت میں وحدت کا مشاہدہ نہ کیا وہ گمراہ ہوئے۔

حق تعالیٰ موجود خلق سے ہے مدد سے کوئی نہ جانتا اور پہچانتا۔ یہ وہم نہ
ہو کہ حق تعالیٰ خلق کا یا اپنے غیر کا محتاج ہوتا ہے۔ اعیاذ باللہ۔ کیونکہ یہاں غیرت ہی نہیں
بلکہ حق اپنی طرف محتاج ہے جس میں کوئی مفاائقہ نہیں۔ اس لئے یہ احتیاج نہیں ہے۔ اس
لئے یہاں حق ہی حق کی عبادت کرتا ہے اور میں اس کی عبادت کرتا ہوں یعنی میں اپنے
وجود کیلئے اس کا محتاج ہوں۔ میں اس سے وجود چاہتا ہوں۔ کہ وہ مجھے اپنے وجود میں
چھپائے یعنی فنا کرے۔

عارف کامل انسان کی شان میں ہے خود حامد، خود محمود سبحان اللہ۔

خود عابد خود معبود ہوا سبحان اللہ سبحان اللہ

محمد پاک خود حامد محمود۔ اور خود عابد معبود ہیں۔ اس واسطے آپ کا نام محمد ہے۔ یعنی
حامد و محمود خود ہے۔ کیونکہ اس سے بہتر اور کامل حمد اس کی اور کوئی نہیں کر سکتا۔ اسی
واسطے کہا گیا ہے، بہت حمد کیا گیا یا جس کی خدا نے حمد کی ہے۔ اور خدا سے بہتر اور کامل حمد
کرنے والا اور کوئی نہیں ہے۔ پس محمد عین حق ہے **الْإِنْسَانُ سِرِّي وَأَسْرَا** (از مشنوی رحمہ اللہ)

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کا معنی اہل ذہن کے نزدیک یہ ہیں۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں پرستش
اور عبادت صرف اسی کی ہونی چاہئے۔ ذات واحد کے علاوہ کسی اور چیز کی پرستش شرک ہے۔

لیکن صوفیہ کرام کے نزدیک لا الہ الا اللہ کے معنی لا موجود الا اللہ کے ہیں۔ یعنی عالم وجود میں صرف ذات واحد موجود ہے۔ اس کے علاوہ کوئی موجود نہیں ہے۔ کسی دوسری چیز کو حقیقی وجود سے متصف کرنا شرک اور کفر ہے۔

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ تمام موجودات عین ذات حق ہیں۔ ممکنات کے تعینات اور تشخصات محض ایک پردہ ہیں۔ اگر یہ پردہ اٹھ جائے تو سوائے ذات حق کے کوئی وجود نہیں ہے۔ اور یہ عالم امکان نیست و نامود ہو جائے۔

اس لئے فرمایا میرے لئے دو وجہیں ہیں ایک وجہ سے میں حق تعالیٰ ہوں اور ایک وجہ سے میں میں ہوں یعنی خلق ہوں حق تعالیٰ کی انا میری انا سے مخف ہے۔ یعنی حق تعالیٰ حق ہے اور میں حق بھی ہوں اور خلق بھی ہوں اور مجھ میں حق تعالیٰ کا ظہور ہے۔ میں حق تعالیٰ کا مظہر ہوں۔ اور میں واسطے حق تعالیٰ کے مثل طرف ہوں۔ یعنی مجھ میں سمایا ہوا ہے۔ اور میں اس میں سمایا ہوا ہوں۔ یا میں وہ ہوں اور وہ میں ہوں۔ یہاں وجود ظاہر ہے۔ پس وَاللّٰهُ الْعُقُولُ الْمُحَقُّوۃُ یعنی حق تعالیٰ ہی بول رہا ہے۔ وہی کلام کر رہا ہے۔ اس کی کلام ہے۔ یعنی یہ کلام حق تعالیٰ ہے۔ جو وہ اپنے مظہر کی زبان پر بول رہا ہے۔ انسان مظہر ذات حق تعالیٰ ہونے کی وجہ سے عالم میں سرایت کرنے والا ہے۔ ظہور رب کا بندہ سے ہے۔ اور وجود بندہ کا رب سے ہے۔ میں نہیں پہچانا جاتا سوائے تیرے، اور تو نہیں پہچانا جاتا سوائے میرے بندہ ظہور رب کا ہے اور موجود رب سے ہے۔

فتوحات مکہ میں ہے فَالْحَقُّ مُحَمَّدٌ ظَاهِرًا وَبَاطِنًا۔ پس حق یہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ ظاہر اور باطن یعنی آپ کا ظاہر بھی حق ہے اور باطن بھی حق ہے۔ ہر محدود شے میں حق تعالیٰ ظاہر ہے۔ پس حق تعالیٰ محدود ہے۔ مگر عالم کی محدود صورتوں کی کوئی حد نہیں۔ لا تعداد ہیں۔ اس لحاظ سے حق تعالیٰ لا محدود ہے۔ پس حق تعالیٰ محدود بھی ہے اور لا محدود بھی ہے۔ مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ۔ جس نے اپنے نفس کو قنا

کے ساتھ پہچانا، اس نے اپنے رب کو بقا کے ساتھ جانا۔ اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِهِ

(ترجمہ) بے شک اللہ تعالیٰ نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا فرمایا۔

اَلْوَلَدُ سِوٰی اَبِيْهِ ۔ بیٹا اپنے باپ کا بھید ہوتا ہے۔

اَلْاِنْسَانُ سِوٰی وَّصْنَعِيْ ۔ انسان میرا بھیدا اور نہر ہے۔

وہی عابد و معبود واللہ

وہی ہے ساجد و مسجود واللہ

حق بھی وہی ہے اور خلق بھی وہی

اور خلق بمعنی ظہور ہے

یعنی اپنا آپ ہی منظر ہے

وہی ظاہر وہی منظر

وہی ظاہر وہی منظر

اپنی ذات پر خود ہی فدا ہے

اپنے ہی قدموں پہ ہے خود سرنگوں

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریافت کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

مراد کلمہ سے کیا ہے؟ فرمایا اے عمرؓ مراد لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ یہ ہے کہ

نہیں موجود کوئی سوائے ذات واحد (اللہ) کے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ظہور خیرا کا ہے۔

یعنی حضور علیہ السلام اللہ کے منظر ہیں۔

• مَنْ تُوْ شَدِمَ ۔ تو من شدی

• مَنْ تُوْ شَدِمَ ۔ تو من شدی

• مَنْ تُوْ شَدِمَ ۔ تو من شدی

• مَنْ تُوْ شَدِمَ ۔ تو من شدی

اس کے بعد کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ تو اور ہے اور میں اور ہوں۔
منصور کا نعرہ آنا الحق اور حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کا نعرہ سبحانی ما اعظم شانہ
یہی دم ہے اگر دلیل چاہتے تو سرود کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث دیکھو۔
مَنْ دَانِي فَقَدْ دَانِيَ الْحَقُّ - جس نے مجھے دیکھا اس نے حق دیکھا۔

تطبيق

(وحدت الوجود - وحدة الشهود)

هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ - وہی شروع سے ہے۔
وہی آخر تک رہیگا وہی ظاہر ہے وہی پوشیدہ ہے۔ موزیہ کرام کا ایک گروہ جو وحدت الوجود
کے قائلوں کی باتوں کو سُکر اور استغراق کی حالت پر محمول کرتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ
بسا اوقات سالک کو وحدت الوجود کا احساس ہوتا ہے لیکن وہ نفس الامر میں نہیں ہے۔
جیسا کہ سورج کی روشنی میں تمام ستارے چُپ جاتے ہیں تو دیکھنے والا صرف سورج
کا وجود سمجھتا ہے۔ اور ستاروں کو معدوم سمجھتا ہے۔ حالانکہ وہ نفس الامر میں
موجود اور منور ہوئے ہیں۔ تو یہ لوگ جس کو وحدت الوجود سمجھ گئے ہیں۔ وہ وحدت الشہود
ہے۔ وحدت الشہود کے قائل وجود ممکنات کے بھی قائل ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ واجب الوجود
کے شاہدے کے وقت ممکنات کے وجود ذات مخفی ہو جاتے ہیں۔

وجود حقیقی اور ممکنات کی تشبیہ دیر یا اور اُس کی موجوں اور بلبلوں سے یا اسی اور
اُس کی گرہوں سے دیتے ہیں۔ اور مثال اصل اور اس کے سایہ سے بھی دیتے ہیں۔
شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ایک جگہ دونوں کی تطبیق بھی کی ہے۔ اور فرمایا ہے کہ وحدت
الوجودی مرتبہ ذات میں درست ہے۔ اور وحدت الشہود تعینات کے درجہ میں واجب القبول
ہے اور صحیح ہے۔ لہذا دونوں باتیں اپنی جگہ درست ہیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ اس طرح کے

بعض مضمون صفر نمبر ۱۶۲ پر ملہ خط فرمائیں

مباحث محض ذوقی اور وجدانی ہیں۔ ان کو دلائل سے ثابت کرنا اور ان کی تشریحات کرنا انتہائی دقت طلب ہیں۔

حکایات زمان و مکان کی وسعتیں دراز و کوہ ہوتا

سالک جب ہفت ماہ سو تیرہ سے گزرتا ہے تو زمان و مکان کی وسعتیں اس کے روبرو کوہ ماہ ہو جاتی ہیں۔ اور کبھی ان کی کوتاہی دراز ہو جاتی ہے۔ کہ زمان کی وسعت کوتاہ ہو جاتی ہے عزیر علیہ السلام کا قصہ قرآن مجید میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سو برس موت طاری رکھی پھر انہیں پوش میں لایا فرمایا کتنا ٹھہرے؟ عرض کیا کہ ایک دن یا کچھ زیادہ۔ فرمایا بلکہ تم سو سال ٹھہرے۔ اسی وجہ سے کسی نے کہا ہے۔ **اَلدُّنْيَا يَوْمٌ** **وَلَنَا فِيهِ صَوْمٌ**۔ دنیا ایک دن ہے اور ہمیں اس میں روزہ رکھنا ہے۔ حضرت علی سہل اصفہانی سے لوگوں نے پوچھا کہ کیا تمہیں روزِ میثاق بلی یاد ہے؟ فرمایا کیوں نہیں کل ہی کی تو بات ہے۔ یہ بات خواجہ عبداللہ انصاریؒ تک پہنچائی وہ ابھی گئے نہیں۔ صوفی کھلئے آج اور کل کیا ہے۔ ابھی تو اس دن کی رات بھی نہیں آئی۔ صوفی کے لئے ابھی وہی وقت ہے۔ حضرت ابوالحسن خرقانیؒ نے فرمایا ایک دن ہمیں ہم سے لے لیا گیا۔ تمام بڑے بڑے واردات ہم پر گزرے اور جب ہم کو آپے میں لوٹا دیا تو ہمارا چہرہ اور بال و صنو کے پانی سے ہنوز تر تھے۔ فرمایا ہمارے دوستوں میں ایک صاحب ہیں کہ انہوں نے ایک لمحہ سے کم میں سو مرتبہ قرآن مجید حرفاً حرفاً پڑھا اور یہ کیفیت ان پر بارہا گذر چکی ہے۔ حضرت شیخ عیسیٰ ایک دن رات میں ستر ہزار قرآن مجید ختم کر لیتے تھے۔

حضرت جنید بغدادی رضی اللہ عنہ کے اصحاب میں سے ایک صاحب دجلہ کے کنارے نہانے گئے۔ کپڑے اتارے اور پانی میں غوطہ لگایا۔

حکایت

اور جب اپنا سراٹھایا تو اپنے آپ کو ہندوستان میں پایا خیر وہاں اپنے شادی کی اولاد ہوئی۔ اور آپ برسوں وہاں رہے۔ ایک مرتبہ آپ پھر دریا پر پہنچے غوطہ لگایا تو اپنے آپ کو دجلہ میں پایا۔ اور دیکھا کہ کپڑے بھی وہاں رکھے ہوئے ہیں۔ کپڑے پہن کر خانقاہ پہنچے تو ساتھیوں کو دیکھا کہ اسی نماز کا وضو کر رہے ہیں۔ جب اُس نے وہ واقعہ حضرت جنید رضا سے عرض کیا تو آپ نے کچھ لوگوں کو ہندوستان بھیجا اور اس کے اہل عیال بلا کر لائے اور اس کے سپرد کر دیا۔ اس واقعہ کی حقیقت اس کو معلوم تک نہ ہوئی اگرچہ اسی کا واقعہ تھا۔

حکایت
 سلطان محمود غزنوی نے ایاز کو ایک لشکر کے ساتھ کسی ولایت کی امارت سونپ دی تھی۔ بادشاہ جب کھانا کھاتا تو اپنے معمول کے مطابق ایک چینی طباق اپنے بچے ہوئے سے کھانے کا سامنے سے اٹھا کر ایاز کو دے دیتے۔ ایاز باوجود اپنے مرتبہ و مقام کے اس طباق کو تعظیم سے لیتے اور سلطان کا پس خوردہ کھا لیتے اس پر ایک مدت گذر گئی اور شاہی بادچی خانہ میں طباق کم ہوتے گئے۔ داروغہ مطبخ کو ان کی تلاش ہوئی کہ وہ چینی کے طباق کیا ہوئے سلطان نے فرمایا کہ وہ سب طباق ایاز کے پاس ہیں۔ ایک اونٹ روانہ کر دیا جائے تاکہ اس پر لا کر لائے جائیں۔

در راہ عشق مرحلہ قرب و بعد نیست !!

راہ عشق میں دوری و نزدیکی کے مرحلے نہیں ہوتے

مخدوم ابوالفتح جوینوری کے پاس ماہ ربیع الاول میں بتقریب

میلاد شریف دس بجے سے دعوت نامے آئے کہ بعد ظہر تشریف

حکایت

لاویں۔ آپ نے دعوت منظور فرمائی۔ حاضرین نے عرض کیا کہ اے مخدوم آپ نے دس

بجوں کا بلاوا بعد ظہر کے منظور کر لیا ہے۔ یہ کیسے ہوگا؟ حضرت نے فرمایا کہ کرشن چندر

تو کافر تھا بیکدم (بطور استدراب) سینکڑوں جگہ پہنچتا تھا اگر ابوالفتح دس جگہ موجود ہو جائے تو حیرت کی کیا بات ہے۔ چنانچہ بعد نماز ظہر ایک جگہ سے ڈولی پہنچی مخدوم حجرہ سے باہر تشریف لائے پاکی میں سوار ہو گئے اور تشریف لے گئے۔ جب دوسری جگہ سے سواری آئی مخدوم ہر مرتبہ حجرے سے باہر تشریف لاتے پاکی پر سوار ہوتے اور تشریف لے جاتے اور لطف یہ ہے کہ حجرہ میں بھی تشریف فرما تھے۔ اے عقلمند تو اسے تمثیل نہ سمجھ لینا یعنی یہ خیال نہ کرنا کہ شیخ کا مثالی وجود اتنے مقامات پر تشریف لے گیا۔ بلکہ نہیں، خدا کی قسم خود شیخ کی ذات ہر جگہ تشریف لے گئی جبکہ سحر تو حید میں مستغرق رہنے والے تو تمام عالم میں خواہ علویات ہوں یا سفلیات موجود رہتے ہیں۔ (سبح سابل)

۱۵ و ۲۱ سوئل سے حجا کا اٹھ جانا

واقعہ حضرت غوث علی شاہ صاحب قلندر قادری نے ایک روز فرمایا کہ میاں امیر الدین شاہ چشتی نظامی صاحب کشف اور آزاد منش آدمی تھے۔ ان سے بابر می میں ملاقات ہوئی۔ نہایت مہربانی سے پیش آئے۔ ایک دن جذبہ میں آکر ہمیں زور شور کی توجہ دی بعد توجہ بولے بل بل تیرا حوصلہ اس وقت اگر ستون آہنی بھی ہوتا تو ریزہ ریزہ ہو جاتا۔ مگر تم کو جنبش بھی نہ ہوئی۔ تم کوئی بلا نوش ہو۔ تمہارا پردہ پھٹا ہوا ہے۔ اس توجہ سے ہمارا قلب مثل آئینہ ہو گیا تھا۔ اور پانچ سو کوئس تک ^{۱۵ سوئل} کا چیز ہر وقت پیش نظر رہتی تھی (تذکرہ غوثیہ)

واقعہ ایک روز ارشاد فرمایا راجہ رنجیت سنگھ کے عہد میں کشمیر کے اندر ایک مجذوب تھے کباب دہی رغبت سے کھاتے تھے۔ ایک شخص کباب دہی لایا انہوں نے کھایا اور کہنے لگے کہ کیا خوب کیا۔ کیا خوب دہی ہے۔ یہی کہتے کہتے دہی

لانے والے کا قلب مثل آئینہ ہو گیا۔ سات سو کوس (۲۱ سو میل) کا حال اس کو نظر آنے لگا۔
بیس برس تک یہی کیفیت رہی۔ (تذکرہ غوثیہ)

واقعہ معراج

زمانہ ماضی و مستقبل زمانہ حال بن گئے (سبع سنابل)

واقعہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا واقعہ معراج بھی اسی حقیقت پر مبنی ہو سکتا ہے کہ ایک لمحہ میں تمام مملکتِ عالم کی سیر کرائی گئی۔ حق تعالیٰ سے نوے ہزار کلمات آپ نے سُننے اور جب واپس تشریف لائے تو ہنوز بسترہ گرم تھا۔ بلکہ اس قسم کے واقعات آپ سے بہت صادر ہوئے۔ لیکن انصاف پسند کھیلنے پہی کافی ہے اس مقام پر گزرا ہوا زمانہ اور آنے والا زمانہ حال ہو جاتا ہے۔ چنانچہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے واقعہ معراج میں فرمایا کہ میں نے یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ میں دیکھا۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں عبدالرحمن بن عوف کو دیکھا کہ ہنستے ہوئے جنت میں ٹہل رہے ہیں۔ ہم نے فرمایا کیوں دیر کر دی؟ اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ تک پہنچ نہ سکا۔ اور حضور کے نہ ہونے سے مجھے جو دشواریاں پیش آئیں، وہ بچے کو بوڑھا کر دیتی ہیں۔ میں تو یہ سمجھا تھا کہ اب حضور کا دیدار نصیب نہ ہوگا۔ معلوم ہوا کہ یونس علیہ السلام کو اس حالت میں دیکھنا کہ آپ مچھلی کے پیٹ میں ہیں۔ حالانکہ اسے دو تین ہزار سال کا زمانہ گزر گیا ہے۔ اور حضرت عبدالرحمن بن عوف کو قیامت کے بعد جس کی مقدار پچاس ہزار برس ہے والی حالت پر دیکھنا، اور اُن سے کلام کرنا، سوائے زمانہ ماضی کے کسی اور زمانہ میں نہیں ہوا تو ہزاروں گزرے ہوئے سال اور ہزاروں آنے والے سال، آپ کھیلنے زمانہ حال بن گئے اور زمانہ گذشتہ و آئندہ کے حالات آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اسی وقت روشن ہو گئے۔

نقل ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنی ستر صورتیں دیکھیں کہ ان میں سے ہر ایک سرتِ اُسرِ نبی کہتی تھیں۔ عرض کیا خدایا یہ کون ہیں؟ ارشاد ہوا اے موسیٰ یہ سب تمہاری ہی نمود ہے۔ جب تم خود کو نہیں دیکھ سکتے تو ہمارا جلوہ کیسے دیکھو گے۔ (مثنوی شریف مولانا رومؒ)

واقعہ ۹ ایک بار پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے زید مخلص رفیق تم نے صبح کس حالت میں کی ہے؟ حضرت زید نے عرض کی بندہ مؤمن کی حالت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا اگر تیرے ایمان کا چین کھلا ہے تو اس کی علامت تباؤ ہے؛ حضرت زید نے عرض کی روزہ کی وجہ سے دنوں پیاسا رہا ہوں۔ عشق و سوز کی وجہ سے راتوں نہیں سویا ہوں یہاں تک کہ روز و شب سے میں اس طرح گذر گیا ہوں جس طرح نیزے کی نوک ڈھال سے گذر جاتی ہے۔ کیونکہ وہاں تمام ملتیں ایک ہیں لاکھوں سال اور ایک گھنٹہ ایک ہے۔ وہاں ازل اور ابد میں وحدت ہے گم ہو جانے سے وہاں عقل کیلئے کوئی راستہ نہیں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس راستے کا تحفہ کہاں ہے لا؟ جو ان ملکوں (دنیا) کی فہم اور عقول کے مناسب ہو۔ زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا جب لوگ آسمان کو دیکھتے ہیں میں عرش کو معہ عرش کے باشندوں کے دیکھتا ہوں۔ آٹھوں جنتیں اور ساتوں دوزخیں میرے سامنے ہیں۔ اس طرح نمایاں ہیں جس طرح بیجاری کے سامنے بت۔ کہ ہشتی کون ہے اور جنت سے بے گانہ کون۔ میرے سامنے اس طرح نمایاں ہے جس طرح سانپ اور مچھلی اس گروہ پر اسی وقت روشن ہے وہ دن جب کہ چہرے منور اور کالے ہو جائیں گے۔ میں سب کو قیامت کے دن کی طرح کھلا ہوا دیکھتا ہوں خواہ مرد ہو یا عورت۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کے لئے ہونٹ دیا کہ بس زید رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ میں قیامت کا راز کہہ ڈالوں۔ دنیا میں آج ہی قیامت برپا کر دوں۔ مجھے اجازت دیجئے کہ پردے چاک کر دوں۔ تاکہ میرا جوہر آفتاب کی

طرح چمکے۔ قیامت کے دن کو کھول کر دکھا دوں۔ کھرے اور کھوٹے کو دکھا دوں۔ میں
 بد بختوں کا ٹاٹ کا لباس کھول کر دکھا دوں۔ انبیاء کا نقارہ سُنا دوں۔ دوزخ اور
 جنتیں اور درمیان میں برزخ۔ کافروں کی نظر میں لے آؤں۔ جوش کوثر ٹھاٹھیں
 مارتا ہوا دکھا دوں۔ کہ وہ ان کے چہروں پر پانی چھڑکے کانوں میں آواز پہنچائے۔ وہ لوگ
 جو کوثر کے گرد پیاسے بھاگے پھر رہے ہیں۔ ایک ایک کو دکھا دوں کہ وہ کون ہیں ان کا
 کندھا میرے کندھے سے چھل رہا ہے۔ ان کے نعرے میرے کان میں پہنچ رہے ہیں۔
 میری آنکھوں کے سامنے خوشی خوشی سے ایک دوسرے سے گلے مل رہے ہیں۔ ایک
 دوسرے کی دست بوسی کرتے ہوئے ملاقات کر رہے ہیں۔ اور ہونٹوں سے بوسے کے
 مزے لوٹ رہے ہیں۔ آہ آہ کی آواز سے میرے کان بہ رہے ہو گئے۔ بد بختوں کی وجہ اور
 داٹے حسرتا کے نعروں سے یہ تو اشارے ہیں گہری بات بھی کہتا ہوں۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم کے ملال سے ڈرتا ہوں۔ وہ (زید) مستی اور مدہوشی میں یہ کہہ رہے تھے۔
 پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کا گریبان ایتھا۔ فرمایا خاموش رہ۔ تیرا گھوڑا تیز ہو گیا۔
 تجھ پر لا کِیستَی کا (اللہ نہیں شرماتا) عکس پڑ گیا ہے جھک جاتی رہی ہے۔ تیرا آئینہ غلاف
 سے باہر آ گیا ہے۔ آئینہ اور ترازو خلاف واقعہ کب بتاتے ہیں۔ لیکن آئینہ کو بغل میں دبا لے
 اس لئے کہ اس نے سینہ کو تجلی سے کوہ سینا بنا دیا ہے۔ حضرت زید نے کہا بغل میں کب
 سمایا ہے۔ حق کا سورج اور ازل کا آفتاب وہ کھوٹ اور بغل کو بھی پھاڑ ڈالتا ہے
 اس کے سامنے نہ جنون لگتا ہے نہ عقل ٹککتی ہے۔ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تو
 آنکھوں پر ایک انگلی رکھ دے۔ تو دنیا کو سورج سے خالی پائیگا۔ ایک نقطہ (آنکھ کا پھولا)
 دنیا کو چھپا دیتا ہے۔ بادل کے ایک ٹکڑے سے سورج چھپ سکتا ہے خاموش رہ اور
 دریاؤں کی گہرائی پر نظر کر سمندر کو اللہ تعالیٰ نے انسان کا محکوم بنا دیا ہے۔ جنت کی چار
 نہریں ہمارے حکم میں ہیں۔ یہ ہماری طاقت نہیں ہے خدا کے حکم کی وجہ سے ہے۔

حکایت

زمانہ دراز ہو جانا

شہنشاہ ہمایوں کے زمانہ میں شہر شمس آباد میں ایک شخص ہندو تھا جس کا نام راگھو جیتن تھا۔ علم سیمیا میں مہارت رکھتا تھا۔ لوگوں کو عجیب و غریب شعبدے دکھاتا۔ حیرت والی باتیں ظاہر کرتا۔ لوگ اس کی جہارت پر بہت متعجب تھے۔ یہاں تک کہ ایک روز شیخ احمد فرملی اور شیخ احمد آخوند اس کا تماشا دیکھنے پہنچے۔ کہنے لگے ہمیں بھی اپنے کرتب دکھا۔ راگھو جیتن نے ان دونوں کو ایک گھر میں بٹھایا اور چند کھڑکیاں ایک طرف کھڑی کر دیں۔ شیخ احمد فرملی سے کہا کہ اس کھڑکی میں سے اندر آئیں۔ شیخ احمد فرملی اس کھڑکی میں سے جیسے اندر داخل ہوئے۔ انہیں دل میں یقین ہو گیا کہ میں مکان سے باہر نکل کر گجرات جا رہا ہوں۔ چند دنوں کے بعد گجرات پہنچا۔ باغ میں داخل ہوا۔ پھل توڑے۔ مالی نے پکڑ لیا۔ بادشاہ کے روبرو حاضر کر دیا۔ بادشاہ نے باغبانی کا بدزبانی کو ڈانٹا کہ تم گدھے ہو۔ یہ تو شریف آدمی ہیں۔ پھل توڑ لئے تو کیا ہوا۔ بادشاہ نے پوچھا تم کون ہو؟ کہاں سے آئے ہو؟ کیا کام ہے؟ شیخ احمد نے جواب دیا بادشاہ سلامت میں فرملی ہوں۔ قنوج میرا وطن ہے۔ ملازمت کے ارادے سے آیا تھا۔ اور اسی طرح سبب سے تمہاری خدمت میں پہنچا۔ بادشاہ نے کہا اچھا ہم نے تمہیں اپنی ملازمت میں قبول کیا۔ فوراً آئے دو گھوڑے دئے۔ نعت دیا اور ایک جاگیر بھی عطا کی۔ ایک مکان رہنے کو دیا۔ شیخ برسوں بادشاہ کی خدمت میں رہے۔ وہاں شادی بھی کی، آپ کی اولاد بھی ہوئی۔ بادشاہ جب شکار کو جاتا تو اپنے ساتھ لے جاتا یہاں تک کہ پچاس برس گذر گئے۔ اور شیخ احمد بہت بوڑھے اور کمزور ہو گئے۔ الغرض ایک روز اچانک ایک جھوپڑی میں داخل ہوئے اور چند قدم چل کر باہر آئے۔ دیکھا کہ شیخ احمد آخوند بیٹھے ہیں۔ انہوں نے اس سلام علیکم کہا اور ان سے بغلیں ہوئے اور

پوچھا کہ گجرات میں کب آئے؟ شیخ اخوند نے کہا کہ گجرات یہاں کہاں؟ یہ تو شمس آباد ہے اور ہم تو راگھو جیتن کے گھر میں ہیں۔ تم تو ابھی اس جھونپڑی میں داخل ہوئے تھے اور فوراً واپس لوٹ آئے شاید ایک گھنٹہ گزرا ہو۔ اب شیخ احمد فرمائی کو یاد آیا کہ ہم دونوں اس کا کرتب دیکھنے کیلئے آئے تھے۔ خود کو جیسا کہ نو عمر تھے ویسا ہی پایا۔ وہ بڑھاپا کمزوری۔ بالوں کی سفیدی سب دور ہو چکی تھی۔ اب یہ حیران و پریشان ہیں۔ وہ تمام واقعات جو ان پر گزرے ایک ایک کر کے شیخ احمد اخوند کے رو برو بیان کئے۔ اس کے بعد ان کے دل سے تمام عمر یہ حیرت نہ گئی کہ ایک گھنٹے میں پچاس سال گزر گئے۔ اور اس گھر کی چار دیواری میں گجرات اور گجرات کے راستے کیسے سما گئے۔ مگر یہ چونکہ یہ واقعہ ان پر گذرا تھا، لہذا انکار بھی نہ کر سکتے تھے، اگرچہ ان کی عقل اور سمجھ میں جتا بھی نہ تھا۔

مخدوم حضرت غوث علی شاہ صاحب قلندری قادری جیلانی

آپ؟ ادب شریف کے تھے۔ آپ کا مزار کرنال میں ہے۔ پہلی بیعت آپ کی حضرت میرا علی شاہ سے ہے۔ پھر مولانا حبیب اللہ شاہ صاحب کی خدمت میں پہنچے انہوں نے تین دن کا روزہ رکھوا کر اتحادی توجہ دی من بعد داخل سلسلہ کر کے تعلیم و تلقین شروع کی ایک برس وہاں مقیم رہے بعد سلوک خلافت عطا فرمائی اور اپنی اولاد کو مرید کرایا۔ مولانا نیا ز علی فرماتے ہیں ایک دفعہ ہم حاضر تھے حضرت مولانا حبیب اللہ شاہ صاحب نے آپ پر توجہ فرمائی اور فرمائی کہ کوئی شخص ان کے جسم کو ہاتھ نہ لگائے ورنہ بے ہوش ہو کر گر پڑے گا۔ یہ ظرف عالی ان ہی کا ہے کہ تحمل کیا ہے۔ دوسرا ہوتا تو قلب شق ہو جاتا۔ حضرت غوث علی شاہ نے انیس بزرگوں سے بیعت کی۔ ان میں ۱۱ مسلمان اور آٹھ ہندو تھے۔ ۱۹۔

اپنی کتاب مشہور تذکرہ غوثیہ ہے اس میں سے چند حکایات درج کی جاتی ہیں۔

حکایت ۱۱

ایک روز ارشاد ہوا ہمارے ایک دوست عبدالصمد خان بھوپال میں تھے ان سے ملاقات ہوئی اُس نے دو حکایتیں عجیب و غریب بیان کیں حکایت اول :- کہ میں ایک مولوی صاحب سے پڑھا کرتا تھا۔ تفساراً ان کا انتقال ہو گیا سخت ربخ و الم ہوا کہ اب ایسے شفیق استاد کہاں ملیں گے جب ان کو غسل دیا کفن پہنایا تو میں خوشبو لینے ان کے حجرے میں آیا کیا دیکھتا ہوں کہ مذکور مولوی صاحب موجود ہیں۔ میں نے متعجب ہو کر پوچھا حضرت جنازہ تو باہر رکھا ہے اور آپ یہاں۔ فرمایا میاں تمہارا غم و اندوہ گوارہ نہ ہوا اب خاطر جمع رکھو انشاء اللہ روز ملاقات ہوا کرے گی مگر افشائے راز نہ کرنا۔ چلو اب جنازہ کی نماز پڑھو مگر اور لوگوں کی نظروں سے غائب رہیں گے۔ چنانچہ جب تک دفن کیا ساتھ ہے قبرستان سے پھرے تب بھی ہمراہ تھے۔ میں نے کہا مولوی صاحب آپ تو یہاں ہیں بھلا قبر میں منکر نکیر کو جواب کون دے گا۔ فرمایا میاں یہ بات نہ پوچھو کچھ اور گفتگو کرو۔ دو گھڑی بعد سلام علیک کر کے تشریف لے گئے۔ من بعد ہر روز جمع کے وقت قدم رسوخ فرماتے رہے۔ چند روز اسی طرح گزرے۔ ایک رات میں نے حجرہ کی سوری میں پیشاب کر دیا۔ صبح کو مولوی صاحب ناک چڑھائے آئے اور کہا کہ آج تمہارے حجرہ میں بدبو ہے شاید تم نے یہاں پیشاب کیا ہے۔ میں نے کہا فی الواقع یہ قصور ہوا ہے۔ اس وقت فرمایا کہ میاں تم اور عالم میں ہو۔ ہم اور عالم میں ہیں بھلا ہماری تمہاری ملاقات یا! بھائی اب ہم نہیں آئیں گے۔ ہر چند میں نے عذر و معذرت کی لیکن پھر کبھی نہ آئے۔

ایک روز ارشاد ہوا بمقام بھوپال ایک ہندو فقیر تھا جس کا نام بابا ستیل داس تھا۔ ہم نے سنا کہ وہ بھی توجہ دیتے ہیں۔ ان کے پاس

حکایت ۱۲

گئے توجہ کی درخواست کی اُس نے کہا تین دن فاقہ کرو نہ کھاؤ نہ پیو۔ ہم نے ایسا ہی کیا تیسرے دن بابا جی نے توجہ دی کہ ہمارا تمام جسم مثل آئینہ ہو گیا ہے۔ اندرونی و بیرونی رگ، ریشے سب عیاں تھے۔ ایک شعلہ نورانی زمین سے آسمان تک منور معلوم ہوتا تھا ہم نے عرض کیا بابا جی

مَنْ عَرَفَ لَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ کے معنی سمجھا دو اس توجہ سے تو یہ بات معلوم ہوتی نہیں
ہم تو دیدیاں چاہتے ہیں نہ دید جسم و جہاں غیر کو دیکھا تو کیا دیکھا اصل دیکھا تو اپنا ہی دیکھا
ہے اس نے کہا یہ تو مشکل ہے ہم نے کہا اگر یہ مشکل ہے تو ہمارا بھی سلام۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ جب فرعون نے اَنَا رَبُّكُمْ الٰہی کا دم
بھرا تو ابلیس لعین نے مجسم ہو کر اس سے درخواست کی کہ مجھ کو اپنا

حکایت ۱۳

پیغمبر بنا لو۔ فرعون نے منظور کر لیا۔ اچھا آج سے تو ہمارا پیغمبر ہے۔ اتفاقاً خشک سالی
ہوئی اور خلقت تنگ آگئی سب نے فرعون کے سامنے دہائی دی۔ تو تو خدا ہے مینہ کیوں
نہیں برساتا۔ اس نے شیطان کو اشارہ کیا کہ وہاں پیغمبر صاحب کوٹی ترکیب بارش کی نکالو
ورنہ اس خدائی اور پیغمبری کی قلعی کھل جائے گی۔ اور مخلوق منحرف ہو جائے گی۔ شیطان بولا
واہ کیا یہ بڑی بات ہے۔ ان لوگوں سے کہہ دیجئے کہ آج رات ہم مینہ برسائیں گے۔ لوگ
یہ مژدہ اور خوشخبری سن کر چلے گئے۔ شیطان نے اپنی تمام ذریعات کو بلا کر حکم دیا کہ
آج رات بھر اس شہر پر خوب پیشاب کرو۔ انہوں نے تمام رات ایسا ہی کیا صبح کو لوگ
اٹھے تو دیکھا کہ مینہ تو برسا ہے۔ مگر مارے بدبو کے دماغ پھٹا جاتا ہے۔ الٰہی یہ کیسا مینہ
برسا ہے۔ کھیتوں کو جا کر دیکھتے ہیں تو رہی سہی فصل بھی جل سسڑ گئی۔ پھر لوگ ددڑے اور
فرعون سے جا کر فریاد کی صاحب یہ تو خوب مینہ برسا کہ دماغ پھٹا جاتا ہے اور فصل تباہ ہو گئی
فرعون نے متعجب ہو کر شیطان سے پوچھا اے پیغمبر یہ کیا کام کیا۔ وہ بولا ارے احمق! سمجھ
تو سہی! جہاں تجھ مانا بکار خدا ہو اور مجھ سا مردود پیغمبر ہوگا وہاں باران رحمت بھی
ایسا ہی نازل ہوگا۔ تجھ کو شرم نہیں آتی اسی برتے پر خدائی کرتا ہے کہ پیغمبر سے مدد کا طالب
ہوتا ہے۔ (تذکرہ غوثیہ)

ایک روز ارشاد ہوا کہ فرعون کے گھر میں انار کا درخت تھا۔ شیطان
نے ایک انار توڑ کر اس کی دو قاشیں کیں اور فرعون سے کہا کہ

حکایت ۱۴

تو سچا خدا ہے تو اس انار کو جیسا تھا ویسا ہی بنا دے اس سے کیا ہو سکتا تھا اپنا سامنہ لیکر رہ گیا۔ پھر شیطان نے انار کو بدستور شاخ میں لگا دیا اور کہا کہ اسی پر خدا بنا ہے کہ ٹوٹا ہو انار بھی جوڑ سکا۔ بھلا پیدا تو کیا کر سکے گا۔ دیکھ مجھ کو اتنی قدرت و طاقت ہے۔ لیکن آج تک خدا بننے کا خیا ابھی نہیں آیا۔ ارے احمق ہم کو تو بندگی ہی زیب دیتی ہے نہ کہ خدائی۔

ایک روز میں نے ایک سوال کیا آپ اٹھ بیٹھے فرمانے لگے کہ اللہ تعالیٰ کا بھی عجیب معاملہ کسی کے دل میں کچھ ڈال دیا اور کسی کے دماغ میں کچھ بسا دیا۔ فرعون کو یہ سمجھائی کہ آناد بکم الالعیٰ پکارا اٹھا۔ حضرت موسیٰ کو یوں راہ بتائی کہ جاؤ تم اس مردود سے لڑو کیونکہ بندہ ہو کر خدائی کا دعویٰ کرتا ہے۔ ادھر حضرت موسیٰ کو فتح و نصرت کی بشارت دی۔ ادھر فرعون نے خفیہ آہ زاری کی۔ اس کی بھی دعاء رد نہ کی۔ سبحان اللہ کیا شان کبریائی ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام کو ابلیس سے۔ حضرت نوح علیہ السلام کو ان کی قوم سے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مردود سے اور موسیٰ علیہ السلام کو فرعون سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہود سے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو قریش سے بھڑا دیا۔

جب بے رنگی رنگ دکھایو
موسیٰ فرعون سے لڑانے آيو

کسی کو مؤمن کا لقب عنایت۔ کسی کو کافر کا خطاب دیا۔ دونوں کو لڑا کر خوب تماشادیکھا۔ نہ مؤمن سے کچھ منفعت پائی نہ کافر سے کچھ مضرت اٹھائی۔ آخر کار نہ یہ رہے اور نہ وہ مؤمن باقی۔ نہ کافر موجود نہ مقبول رہے نہ مردود خدا کی شان میں کچھ فسق نہ پڑا۔ الان کھاکان۔ جب یہ جہان نہ تھا تب بھی خدا تھا۔ اور جب جہان نہ ہو گا تب بھی خدا ہو گا۔ پس کل موجودات ایک تماشاکٹ پتلی کا سا ہے۔ اپنے اپنے وقت پر پتلیاں آتی ہیں اور تماشادکھا کر جباتی ہیں۔ وقت معبود پر وہ عدم میں جا چھپتی ہیں۔ سب کام منشاۓ انہی سے ظہور پکڑتے ہیں

لیکن طرفہ ماجرا ہے کہ شیطان کا خوف ہر انسان کے دل میں بٹھا دیا۔ تمام انبیاء کرام با آواز بلند پکارتے چلے آئے کہ شیطان ملعون سے بچو انسان کے رگ ذریشہ میں ساری ہے اور گمراہ کندہ ہے و ناری ہے۔ پھر خود ہی جا بجایوں ارشاد ہے کہ میرے سوا ہادوی و مضل نہیں۔ فَنُ يَهْدِي اللَّهُ فُلًا مُضِلًّا لَهُ وَ مَن يَضِلُّهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ ؕ ہم کو تو یوں ارشاد ہے کہ شیطان مردود ہے۔ ملعون ہے۔ گمراہ کندہ ہے کہ ہزن ہے۔ اس کی پیری مت کرو اور موسیٰ علیہ السلام نے جب معلم کی درخواست کی تو حکم ہوا۔ بڑوا کی بات پوچھتے ہو تو حبا و شیطان سے پوچھو۔ بھلا جو ایسا معلم ہو کہ پیغمبر اس کے پاس جاویں تو اس کی گمراہی بھی عجیب و غریب ہے۔ جو موسیٰ علیہ السلام اس کے پاس پہنچے تو کیسی برحسبہ تعلیم توحید کی دی۔ میں مت کہہ۔ تاکہ تو مجھ جیسا نہ ہو جائے۔ یہ میرا کلام جو ایک راز ہے۔ اپنے دل میں رکھ۔ یعنی اول تو میری طرح سے ہونا اے بھیدی مرد۔ اور زخم سینہ رکھنے والا اسیر مبتلا۔ اگر تو مجھ جیسا ہو، تو پھر حیرتِ جی چاہے اور خوف مطلق نہ کر۔ رحمن و رحیم و رحمت اللہ میں ہوں اور شیطان گمراہ لعنت اللہ بھی میں ہوں۔ جو کچھ کہ نیک و بد دنیا میں ہوتا ہے، بال اللہ! میں ہوں تم بال اللہ میں ہوں۔ شیطان کی تعلیم تو یہ ہے اور نام گمراہ کرنے والا۔ بھلا اس غریب کو ناحق کیوں بدنام کیا۔ فاعل حقیقی تو ایک ہے نہ دو۔ وہی ہادی وہی مضل۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ جب حضرت نوح علیہ السلام کی دعا سے طوفان برپا ہوا اور کشتی پر سوار ہوئے تو شیطان بھی آ موجود ہوا۔ اور بولا کہ آپ نے خوب ہی کیا جو دعا مانگ کر خلقت کو غارت کرا دیا۔ آپ ہدایت کرتے کرتے تھک گئے۔ میں بہکاتے بہکاتے وق ہو گیا۔ دونوں ٹھکانوں میں مبتلا تھے۔ اب خوب پاؤں پھیلا کر چین سے سوئیں گے۔ نہ ہدایت کا کہڑا اک رہا۔ نہ گمراہی کا کھڑا۔ یہ بات سن کر حضرت نوح علیہ السلام تازہ رستہ روتے رہے۔ (تذکرہ غوثیہ)

حکایت نماز کے بارے میں با وضو رہنا (از تلقین مرشد کامل ص ۱۴۹)

حکایت ۱۷

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زلنے میں ایک نیک عورت ہمیشہ با وضو رہتی تھی۔ ایک روز اس نے تندور میں روٹیاں لگائیں اور اپنا شیرخوار بچہ چھوڑ کر نماز پڑھنے لگی۔ شیطان نے کہا روٹیاں تندور میں جل گئیں ان کو اتار لو۔ پھر نماز پڑھ لینا مگر اس بی بی نے نماز نہ چھوڑی پھر شیطان نے کہا لڑکا تندور میں گر پڑا ہے نماز توڑ دو بچے کو نکالو تب بھی اس عورت نے نماز نہ توڑی۔ اور اپنے دل میں کہا ہزار بچے اور ان کی ماں خدا کے حکم پر قربان میں نماز نہیں چھوڑوں گی۔ اتنے میں اس کا خداوند آگیا۔ دیکھا کہ بچہ تندور میں آگ کے ساتھ کھیل کھیل رہا ہے اور اس کی ماں نماز پڑھ رہی ہے۔ اسی وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس بات کی خبر دی آپ تشریف لائے۔ تو بچہ کو آگ سے کھیلنے اور اس کی ماں کو نماز پڑھتے پایا۔ جب وہ عورت نماز پڑھ چکی تو آپ نے اس سے پوچھا کہ یہ مرتبہ تجھے کس عمل سے حاصل ہوا ہے۔ اس بی بی نے کہا میں تین کام کرتی ہوں۔

اول یہ کہ میں ہمیشہ با وضو رہتی ہے۔ دوسرا یہ کہ اگر مجھے دو کام ایک دینی اور دوسرا دنیاوی درپیش ہو تو پہلے دینی کام کرتی ہوں۔ تیسرا یہ کہ مجھ پر جو مصیبت آئے اس پر صبر کرتی ہوں اور کسی سے شکایت نہیں کرتی۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ تمہارے کام اس بات کے مقتضی ہیں کہ اگر تو مرد ہوتی تو پیغمبر ہوتی۔

آپ بلخ کے رہنے والے تھے۔ لوگوں نے آپ کی شکایت بادشاہ کو کر دی۔ بادشاہ کا حکم ہوا کہ آپ یہاں سے چلے جائیں۔

حکایت ۱۸

آپ بلخ کی جامع مسجد سے اپنے دوستوں کو الوداع کیا اور رخصت ہونے لگے۔ غم و فراق سے آپ نے اس زور سے چیخ ماری کہ مسجد کا منبر مسجد کے صحن میں آگرا۔ آپ روم کے ملک تھے۔ بادشاہ روم نے آپ کو واعظ کہنے کو کہا تاکہ جنت کو فائدہ پہنچے آپ نے فرمایا میں قبرستان میں واعظ کروں گا۔ وہاں منبر رکھوایا جائے۔ قبرستان میں منبر رکھوایا گیا۔

آپ نے وعظ فرمایا۔ وعظ سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے تو قبرستان میں ہر قبر سے دو ہاتھ دعا کیلئے نکلے جن کو سب نے دیکھا۔

حضرت خواجہ عبدالعزیز مکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

المعروف بہ عبدالشہ علم بردار

حکایت ۱۹ آپ حضرت صالح علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں۔ حضرت ابراہیمؑ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک کے نبیوں کا زمانہ پایا۔ پھر رسالت تک

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہوئے۔ اور کئی غزوات میں شریک ہوئے۔ اور علیبر داری کی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ ایک لڑائی میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جا رہے تھے راستہ میں استغراق ہو گیا۔ وہیں آپ نے استغراق کی حالت میں تیس برس گزار دیئے۔ حتیٰ کہ جب حضرت علیؑ اپنے لشکر کے ساتھ وہاں سے گزرے تو آپ استغراق کی حالت سے بیداری میں آگئے اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دست حق پرست پر بیعت کر کے جنگ جمل اور جنگ صفین میں شریک ہو گئے۔

آپ ساہا سال سینکڑوں جذب کا حالت میں رہتے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیعت کرنے کے بعد آپ پھر استغراق کی حالت میں چلے گئے۔ اور چالیس سال اسی جذب و مہمتی میں گزار دیئے۔ پھر بیدار ہونے پر مختلف مقامات کی سیر و سیاحت کرتے ہوئے اجداد یعنی پاک تین تشریف لائے۔ اور اس مقام پر جہاں آپ کا مزار مبارک ہے۔ پہنچ کر لوگوں کو فرمایا کہ میں اس غار میں اترنا چاہتا ہوں تم اوپر سے غار کو بند کر دینا۔ چنانچہ حسب ارشاد لوگوں نے آپ کو غار میں بند کر دیا۔ کافی عرصہ کے بعد حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ بابا نسری الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ حکم حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ اپنے کسی مسکے سلوک کے مل کیلئے یہاں پہنچے۔ چنانچہ آپ نے غار سے نکل کر دونوں بزرگوں کے

عقدے حل کئے۔ اور پھر اس غار میں پوشیدہ ہو گئے۔ اور فرمایا کہ اب میں حضرت امام
 مہدی علیہ السلام کے وقت ظاہر ہوں گا۔ یہ بات حدیثوں سے مشہور ہے۔ جس کا ذکر مولانا مسلم
 نظامی نے انوار القریب میں کیا ہے۔ حضرت خواجہ عزیز مکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام کے اپنے پہلے
 قلندر صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے شکر کے
 علمبردار تھے۔

آپ کی عمر چھ سو سال تھی حالت سکر میں کئی مرتبہ مختلف مقامات پر دفن ہوئے اور
 اپنی تدفین کے چالیس سال بعد دوبارہ قبر سے باہر آجاتے۔ آخری بار کفار اجدو دھن سے جہاد
 کیا۔ اس معرکہ آرائی حضرت خواجہ عزیز مکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے دیگر ساتھی شہید
 ہوئے۔ آج وہ جگہ پاکستان میں ٹوبہ "گنج شہیداں" کے نام سے مشہور ہے۔ تاریخ پاکستان
 کے صفحہ ۲۰۹ پر تحریر ہے کہ حضرت بابا نسرید الدین گنجشکر رحمۃ اللہ علیہ نے بتصرف باطنی معلوم
 کر کے لوگوں پر آپ کی عظمت اور بزرگی ظاہر فرمائی۔ اور پینختہ مزار بنوایا۔ اور آپ کی اولاد
 مزار کی مجاوری کرتی ہے۔ (از کتاب مزارات اولیاء پاکستان، احمد بدر اخلاق)

اصطلاحات

غوث و قطب

ہر زمانہ میں ایک قطب ہوتا ہے۔ کسی بڑے شہر میں سکونت رکھتا ہے
قطب یا مکہ شریف میں غوث اور قطب کو بعض صوفیہ کرام نے ایک ہی شخص
 قرار دیا ہے یا باری باری ایک دوسرے کے وزیر ہوتے ہیں۔ بعض دفعہ قطب بعض دفعہ
 غوث۔ غوث کو غوث العالم کہا جاتا ہے

قطب مدار وہ ہے کہ اپنی جگہ سے نہ ہلے بذات خود کامل و
قطب مدار اکمل ہو۔ مدار کے معنی جائے گردش یعنی ساری مخلوق اس کی

گردیدہ ہو۔ اور اپنے کاموں میں اس سے مدد چاہے۔ اس کو قطب الاقطاب بھی کہتے ہیں۔
اور اس کے بدن میں کسی جگہ ناسور سائیل بھی ہوتا ہے۔ (تذکرہ غوثیہ ص ۱۳۷)

ہمارے شیخ حضرت خواجہ سید اکرام حسین شاہ صاحب کی پشت مبارک پر ناسور سائیل
کو ہم کئی آدمیوں نے دیکھا ہے آپ واقعی قطب مدار ہیں۔ قطب وہ شخص ہے جس پر زمانہ کی
کی ولایت ختم ہو۔ تمام کائنات کے انتظام و انصرام روحانی آپ کے ذمہ ہوتے ہیں۔ حضوری کے
ہر مقام پر سیر کرے۔ اور کائنات ملک و ملکوت کے ہر امر پر نگاہ کشف رکھے۔ اور عالم غیب
والشہادات کے ہر راز پر اس کی نگاہ ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کے ہر کام میں باطنی تعلق سے قائم ہو۔
ہر فور میں قبس ہو۔ اور ہر معرفت میں واقف ہو۔ واصلین کی انتہائی منزل کے انجام کا مالک ہو۔
کائنات کے والی بنانے اور معزول کرنے کا اختیار رکھتا ہو۔ وہ اپنے ماتحت اقطاب کے تقرر و منزل
ترقی کے اختیار کا مالک ہوتا ہے۔ دلی کو معزول کرنا۔ ولایت کو سلب کرنا۔ ولی کو مقرر کرنا۔ اس کے
درجات میں ترقی دینا۔ اس کے فرائض میں ہے۔ وہ ولایت شمس پر فائز ہوتا ہے۔ اس کے
ماتحت اقطاب کو قمر میں جگہ ملتی ہے۔ جہاں تمام انسانوں کی حد ہوتی ہے۔ وہاں اس کی نگاہ
ہوتی ہے۔ نور خاصہ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کی برکات ہر سمت سے حاصل کرتا ہے۔
وہ براہ راست اللہ تعالیٰ سے احکام و فیض حاصل کرتا ہے اور ان فیوض کو اپنے ماتحت اقطاب
میں تقسیم کرتا ہے (تسکین الخواطر الفاطر ص ۹۵)

فریاد رس کو کہتے ہیں۔ جو بندگان خدا کے معاملات میں ظاہر باطن

غوث

عدل و انصاف فرماتے ہیں اور مدد کرتے ہیں۔

قطب اگر جہان میں نہ ہو تو انتظام عالم تباہ و خراب ہو جائے۔ ارشاد کے معنی انتہائی
کے ہیں پس قطب الارشاد سے خلق اللہ کو ہر طرح کا نفع ظاہر و باطن کا بے حساب پہنچتا ہے

(تذکرہ غوثیہ)

اولیاء اللہ اغوش حقیقت کے وہ محفوظ ذخیرے ہیں جن کیلئے حدیث

قدسی ہے **أَوْلِيَاءِي تَحْتَ قَبَائِي لَا يَعْزِفُهُ سِوَايَ .** میرے ولی میری

اولیاء

قباء کے نیچے ہیں۔ اُن کو میرے سوا کوئی نہیں پہچانتا۔ یہی عشق و محبت کے وہ نایاب گوہر ہیں جن کی بابت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔ **وَأَشْوَقَاهُ إِلَى لِقَائِهِ مِنْ بَعْدِي .** یعنی مجھے اپنے اُن بھائیوں سے ملنے کا شوق ہے جو میرے بعد ہونگے۔

اولیاء اللہ پر ایمان لانا، خدا کی قدرت پر ایمان لانا ہے۔ انہیں بہت سے علوم عطا

ہوئے ہیں۔ اس لئے اُن کے طریقے کا وہی معتقد ہوگا۔ جس پر خدا کا فضل ہوگا۔ عوام کے نزدیک

تو جسم کا زندہ کرنا عظیم الشان ہے اور خواص کے نزدیک روحانی و قلبی طور پر زندہ کرنا بڑی بلند

مرتبہ دلیل ہے۔ خواجہ محمد پارس رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ قدسیہ میں لکھا ہے کہ جسم کا زندہ

کرنا چونکہ اکثر آدمیوں کے نزدیک معتبر ہے۔ اللہ والوں نے اس طرح زندہ کرنے سے منہ موڑا ہے۔

اور روحانی طور پر زندہ کرنے میں مشغول ہوئے اور طالب کے مردہ دل کو زندہ کرنے کی طرف

توجہ نہ رہی کیونکہ قلبی زندگی حیات دائمی کا وسیلہ ہے۔ بلکہ ہم کہتے ہیں کہ فی الحقیقت اللہ والوں کا وجود

بڑا خود کرامات میں سے ایک کرامت ہے۔ اُن کا لوگوں کو خدا کی طرف دعوت دینا اللہ تعالیٰ

کی رحمتوں میں سے ایک رحمت ہے اور مردہ دلوں کو زندہ کرنا۔ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک

بڑی نشانی ہے۔ یہ لوگ زمین والوں کیلئے امان ہیں۔ اور زمانے کیلئے غنیمت ہیں۔ **بِهِمْ يُرْزَقُونَ**

وَبِهِمْ يُبْطَرُونَ انہیں کے ذریعے سے لوگوں کو رزق ملتا ہے۔ اور انہیں کے سبب سے

بارش ہوتی ہے۔ یہ انہی کی شان میں ہے۔ اُن کی گفتگو دوا ہے۔ اُن کی نظر شفا ہے۔

یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے ہم جلس ہیں۔ اور یہ وہ لوگ ہیں جن کے پاس بیٹھنے والا بدبخت نہیں ہوتا

اور نہ اُن سے دوستی رکھنے والا ناسرور ہوتا ہے۔

قطب ارشاد۔ قطب مدار۔ قلندر۔ خضر وقت۔ غوث۔

ابدال۔ اوتاد۔ صوفی ابوالوقت۔ صوفی ابن الوقت۔ درویش۔

اولیاء کے اقسام

قلندر قلندر وہ ہے جو تجرید و تفرید میں یکتا ہو اور بے پرواہ ہو۔ اور تمام عالم کا حال اس پر آئینہ ہو۔ اور جو وصف عارفوں میں ہونا چاہئے اس میں بے مثل ہو۔ اور شرط یہ ہے کہ مجنوب بھی ہو اور سالک بھی۔ (تذکرہ غوثیہ)

ولی وہ شخص ہے جو اللہ کی ذات و صفات کو پہچانے۔ ہمیشہ طاعات بجالائے۔ محرمات سے بچے۔ لذتوں اور شہوتوں میں مہمک نہ ہو۔ سنجاستوں سے بچتا ہو۔ فرائض کا تارک نہ ہو۔ مجنون و پاگل نہ ہو۔ شرمگاہ اور بدن کو برہنہ نہ رکھتا ہو۔

واصل بحق وہ اولیاء اللہ ہیں جو مادی خواص سے پاک صاف ہو کر سراپا روح بن جاتے ہیں اور ان کا اضطراب عشق و وصل کے سگون سے بدل جاتا ہے ان کو سالک واصل بھی کہا جاتا ہے اور سالک طالب وہ ہے جو ابھی اس درجہ تک نہ پہنچا ہو۔

اہل ارشاد وہ اولیاء ہیں جن کے سپرد مخلوق کی ہدایت و اصلاح و تربیت اور اللہ کا قرب حاصل کرنے کی تعلیم ہوتی ہے۔ ان اولیاء میں سے جو اپنے زمانہ میں سب سے افضل ہوتا ہے وہ قطب الارشاد کہلاتا ہے۔ وہ اولیاء اللہ ہوتے ہیں جن کے سپرد مخلوق کے معاش کی اصلاح دینا کا انتظام مصائب کا دفع کرنا ہوتا ہے۔ ان میں سے جو اپنے زمانے میں سب سے افضل ہوتا ہے۔ وہ قطب التکوین کہلاتا ہے۔

خضر وقت خضر وقت وہ ہے کہ مثل خضر علیہ السلام کے اس پر علم لدنی منکشف ہو۔ اور اسرار سے واقف ہو۔ اور ایک نظر جس پر ڈالے اسکو کامل کر دے۔

اماماں قطب الاقطاب کے دو وزیر ہوتے ہیں۔ جنہیں اماماں کہتے ہیں۔ ایک قطب کے داہنے ہاتھ رہتا ہے۔ جس کا نام عبد الملک ہے۔ دوسرا بائیں

ہاتھ میں جس کا نام عبدالرب ہے۔

دُنبا میں چار اوتاد ہوتے ہیں۔ یہ عالم کے چاروں گوشوں میں رہتے ہیں۔

اوتاد

مغربی افق والے کا نام عبدالودود۔ مشرقی عبدالرحمن۔ جنوبی عبدالرحیم اور شمالی

افق والے اوتاد کا نام عبدالقدوس ہوتا ہے۔ یہ قیام عالم میں میخوں کا کام دیتے ہیں۔ اور

پہاڑوں کی طرح امن برقرار رکھنے کا کام دیتے ہیں۔ ان کی برکات تمام عالم میں محیط و منشر ہوتی ہیں۔

ابدال۔ رجال اللہ۔ مردانِ خدا

ابدال یہ سات ہوتے ہیں۔ اور سات اقالیم پر متعین ہوتے ہیں۔ یہ سات انبیاء کے

مشروب پر کام کرتے ہیں۔ یہ لوگوں کی روحانی امداد کرتے ہیں۔ اور عاجزوں اور میکسوں کی فریاد

رسی پر موریں۔ نمبر ۵۔ عبدالفت اور عبدالقاہر ان کو اقوام و ممالک پر مسلط کیا جاتا ہے۔

جہاں اللہ تعالیٰ کا قہر نازل ہونا ہوتا ہے۔ یہ مقہوری بنتے ہیں۔ ان کو ابدال اقالیم کہتے ہیں۔

مندرجہ بالا دو کے علاوہ باقی ۵ ابدال میں ہیں رہتے ہیں اور پورے شام پر ان کی حکومت

ہوتی ہے یہ قطب ولایت کہلاتے ہیں۔ قطب عالم کا فیض قطب اقالیم پر اور قطب اقالیم کا فیض

ولایت پر اور قطب ولایت کا فیض تمام اولیاء جہان پر وارد ہوتا رہتا ہے۔

علاوہ ازیں ۳۵۰ ابدال آفد بھی ہوتے ہیں جن میں سے ۳۰۰ قلب آدم علیہ السلام

پر ہیں۔ سید محمد جعفر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے ۴۰۰ کی تعداد بتلائی ہے۔ جو مختلف انبیاء علیہم السلام

کے مشرب پر ہوتے ہیں۔ اور مختلف خدمت سرانجام دیتے ہیں۔

روح البیان میں امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی جامع صغیر اور علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ

کی مقاصد میں ہے کہ بروایت حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نبی کریم صلوات اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے

کہ میری امت میں ہر وقت پانچ سو برگزیدہ بندے اور پالیس ابدال رہتے ہیں۔ جب کوئی ان

میں فوت ہو جاتا ہے فوراً دوسرا اس کی جگہ لے لیتا ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا اُن کے خصوصی اعمال کیا ہے؟ فرمایا ظلم کرنے والوں سے درگزر کرتے ہیں۔ برائی کا معاملہ کرنے والوں سے بھی احسان کا برتاؤ کرتے ہیں اور اللہ کے عطا کئے ہوئے رزق میں سے لوگوں کے ساتھ ہمدردی اور خیر خواہی کا برتاؤ کرتے ہیں۔

میں سے بہت سے اور اقسام ایسے ہیں جو کائنات کے انتظام و انصرام میں مصروف ہیں ان میں علماء۔ مشائخ۔

صوفیہ کرام۔ صلحاء۔ اقیاد۔ اور مجدد شامل ہیں۔ علماء اور مشائخ کے ہزاروں مقامات و مراتب ہیں۔ وہ معاشرہ انسانی کی اصلاح ظاہر و باطن کھیلنے مختلف انداز۔ رشد و ہدایت پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔ اور اُن کے اثرات خصوصیت کے ساتھ مسلم معاشرہ پر نمایاں ہوتے ہیں۔ انہوں نے احکام الیہ اور مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو لوگوں کے دلوں میں نقش کرنے کا بڑا کام کیا ہے۔ انہوں نے مردہ دلوں کو حیات تازہ بخشی اور مردہ نفسوں کو **وَلَفِخَتْ فِيهِ مِنْ سُورِحَى** کے پیغام سے زندہ کر دیا ہے۔ شہروں قبضوں اور گاؤں میں جہاں جہاں انسانی معاشرہ ہے وہاں کوئی نہ کوئی مقرر ہے۔ یا قطب مقرر ہے۔ جو اس کی محافظت اور اصلاح کا ذمہ دار ہے۔ وہ بستی مؤمنوں سے آباد ہو۔ یا کافروں سے۔ مؤمنوں کی بستیوں سے اسم **ہادِجِی** کی تجلی سے کام لیا جاتا ہے۔ اور کافروں کی بگڑانی یا پرورش اسم **مُضِلِّی** کے ماتحت ہوتی ہے۔

ابدال میں سے چالیس اختیار کھلاتے ہیں۔

اختیار

یہ تین سو ہیں۔ سب کا نام علی ہے۔ اولیاء اللہ کی وہ جماعت

کھلاتی ہے جن میں ہر ایک آسمان کے بارہ برجوں میں سے ایک

نقبہ

برج سے متعلق ہوتا ہے۔ اس برج کے نجوم و کواکب کی تاثیرات سے اس کا تعلق ہوتا ہے۔

یہ تعداد میں ستر ہوتے ہیں۔ نام حسن ہوتا ہے۔ اور مہر
سجبار میں رہتے ہیں۔

چار ہیں محمد اُن کا نام ہے۔ زمین کے مختلف زاویوں
عقد میں کام کرتے ہیں۔

یہ چار ہزار کی تعداد میں ہوتے ہیں ایک دوسرے کو پہچانتے
مکتوبان ہیں۔ اُن پر اپنا حال آشکارا نہیں ہوتا۔ اغیار نہیں پہچانتے۔
 یہ اپنے مقام سے نا آشنا ہوتے ہیں یا حالت اخفاء میں ہوتے ہیں۔

اولیاء کی وہ جماعت کہلاتی ہے۔ جو رجب کے مہینے میں اپنی جگہ
رجیون مقیم رہتی ہے باقی پورے سال عالم میں گشت کرتی رہتی ہے۔ رجب
 کے پہلے دن اُن پر اس قدر بوجھ ہوتا ہے کہ وہ اپنے کسی عضو کو حرکت تک نہیں دے
 سکتے۔ دوسرے دن بوجھ کم ہو جاتا ہے تیسرے دن بالکل غائب۔ ان کو پورے
 سال کشف رہتا ہے۔ ان کی تعداد چالیس ہوتی ہے۔

وہ ہے جس پر جذبہ الہی ایسا طاری ہو کہ ایک آن میں اُسے واصل
مجدوب بحق کر دے اور تمام مقامات بلا کسب و مجاہدہ طے ہو جائیں۔
 اور وہ مستغرق محو ذات ہو جائے اور اس عالم سے بالکل بے خبر ہو جائے۔ بھر عشق میں
 مست دے خود ہو جائے۔ اس وجہ سے اُن پر قانون شریعت نافذ نہیں ہوتا۔ ہمیشہ حالت
 سکر میں رہتے ہیں۔

صوفی

صوفی وہ شخص ہے جو کدورت سے پاک صاف ہو۔ نکر و شوق و مستی سے
 معذور ہو۔ انسانوں سے الگ ہو کر صرف خدا تعالیٰ سے لوگائے۔ اس کی نظر میں سونا اور

مٹی برابر ہو۔ بشری صفات اس میں فنا ہو جائیں۔ نفسانی خواہشوں کو چھوڑ کر روحانی صفات پیدا ہو جائیں۔ حقیقی علوم سے تعلق پیدا کر کے شریعت کے مسائل میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی جائے۔ مگر یہ سب کچھ بغیر مُرشد کے حاصل نہ ہوگا۔ (عوارف المعارف) وہ کہلاتا ہے جو اسرار اور واردات سے مغلوب الحال ہو جائے اسرار کا اظہار کر دے۔ خوارق

ابن الوقت صوفی

اس سے ظاہر ہو جائیں۔ اور احکام ظاہری کی مخالفت کر بیٹھے۔ ابن الوقت کو قلندہ اور رند بھی کہہ دیا جاتا ہے۔ اور اس کو بھی کہہ دیا جاتا ہے جو مقتضائے وقت پر عمل کرے۔ وہ صاحب مقام صوفی کہلاتا ہے جو آداب شریعت کا پورا پاس کرے۔ حالات اور واردات میں نفس اور

ابو الوقت صوفی

روح پر قابو رکھے۔ خداوندی حکمت کے مقتضیٰ کو سمجھتے ہوئے کرامات اور خوارق پر قابو رکھے۔ حضرت فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ درویشی کے ستر ہزار مقامات ہیں۔ جب تک ان کو طے نہ کرے اسے

درویش

درویش نہیں کہتے۔ ان مقامات میں سے ستر ہزار عالم ہیں جب تک درویش ان تمام عوامل سے واقف نہیں ہوتا ان کو طے نہیں کر لیتا اسے درویش نہیں کہتے۔ درویشی کا ہر ایک مقام خوف و امید سے خالی نہیں ہوتا۔ جو شخص مصیبتوں میں خوش اور صابر رہے اور اٹھاراں ہزار عالم سے گذر جائے تو اسے درویش کہتے ہیں۔ درویشی کے پہلے مقام پر یہ کیفیت ہوتی ہے۔ کہ ہر روز پانچوں وقت کی نماز عرش کے گرداگرد کھڑا ہو کر ساکنان عرش کے ہمراہ ادا کرتا ہے۔ جب وہاں سے آتا ہے تو ہر وقت اپنے آپ کو خانہ کعبہ میں دیکھتا ہے۔ اور جب وہاں سے آتا ہے تو تمام جہان کو اپنی دو انگلیوں کے درمیان دیکھتا ہے۔ (گنج اسرار)

یہ ایسا عاشق حقیقی ہے جو عشق کے غلبے کی وجہ سے اُن حقائق و رموز کو (جن کا پوشیدہ رکھنا ضروری تھا) اعلانیہ بتا دے۔

زند

سیر الی اللہ کرنے والے کو سائیک کہتے ہیں۔

سائیک

طلب قرب حق تعالیٰ کو کہتے ہیں۔

سلوک

اصطلاحات مقامات

سائیک اپنے آپ کو بھی دیکھے اور خدا کو بھی۔ دونوں

مقام تفرقہ

کو چاہئے دونوں کو اہمیت دے۔ دونوں کا طالب ہو۔

دونوں کی طرف التفات رکھے۔ یہ ابتدائی مرحلہ ہے۔ نقص سے کمال تک کے سفر کی ابتدا ہے۔

یہ مقام صحو کا ہے۔ یہ مقام وصل ہے۔ قطرے کے سمندر کے

مقام جمع

ساتھ اتصال کا مقام ہے۔ اس مقام میں خدا کے سوا اور کچھ

بھی دیکھائی نہیں دیتا۔

سائیک کے دل کو خدا کے سوا اور کسی طرف بھی کشش محسوس نہیں ہوتی۔ اُسے

ہر طرف خدا ہی خدا نظر آتا ہے۔ وَوَايُنْمَاتُ لَوْ نَفَسَهُ وَجْهَ اللَّهِ ط کا مصداق

بن جاتا ہے۔ جدھر دیکھتا ہوں ادھر تو ہی تو ہے۔

اس کا دوسرا نام مقام صحو ہے۔ یہ مقام جمع کے بعد

مقام جمع اجمع

حاصل ہوتا ہے۔ اس میں یہ کیفیت ہوئی ہے کہ ایک

آنکھ خدا کی طرف ہوتی ہے۔ دوسری مخلوق کی طرف ہے ہنٹھ کارول تے دل یا رول۔

مخلوق اس لئے توجہ کا مرکز بنتی ہے کہ اُس کا خالق کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔

الْخَلْقُ كُلُّهُمْ عِيَالُ اللَّهِ یعنی ساری مخلوق خدا کا کنبہ ہے۔

۱ بیعت اسلام ۲ بیعت جہاد

۳ بیعت طلب اسرار ۴ بیعت تولد

ظاہری اور باطنی علوم سے آشنا ہونے کے بعد غلبہ حال سے زیادہ متواتر ہوتے

فنا فی الوجود

ہیں۔ اس مقام پر انسان مختلف تجلیوں سے شرب کیا جاتا ہے۔ باطن کا سفر ہے۔ اور یہ سفر انسان اپنی ذات کے اندر ہی طے کرتا ہے۔ کیونکہ تصوف میں جسم ایک پوری کائنات ہے۔ سالک اپنے ہی جسم میں پوری کائنات کا نظارہ کرتا ہے۔ اس مقام پر اسے اپنے نفس کی حقیقت سے آشنا کیا جاتا ہے۔ میں کیا ہوں؟ میرے اندر کا انسان کیا ہے؟ میرے باہر کا انسان کیا ہے؟ اسی مقام پر اپنے دل کی حالت بھی دکھائی جاتی ہے۔ انسان ایک کتاب ہے۔ اسی کتاب میں جو راز رب تعالیٰ نے رکھ دیئے وہ اور کسی کتاب میں نہیں ہیں۔ یہ انوکھا راز ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بندہ میرا خاص راز ہے اور میں اس کا راز ہوں۔

سایک کا مرشد کی پیروی میں منہمک ہونا اور اپنی ہستی و خودی کو مرشد کی ہستی میں

فنا فی الشیخ

فنا کر دینا یہ پہلا درجہ ہے۔ اس کا زینہ محبت ہے اور اتباع شیخ ہے۔

سایک کے وجود کا وجود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں محو ہونا اس کا زینہ فنا فی الشیخ

فنا فی الرسول

ہے یہ دوسرا درجہ ہے۔

سایک کا جملہ صفات و مدارج عروج و نزول طے کر کے ذات حق سبحانہ میں محو ہو جانا۔

فنا فی اللہ

اس کا زینہ فنا فی الرسول ہے یہ تیسرا درجہ ہے۔ باقی صفحہ ۱۴۰ پر

وہ کیفیت ہے جس میں ظاہری و باطنی احکام میں فرق باقی رہتا ہے۔

صحیح

وہ کیفیت ہے جس میں سالک کیلئے ظاہری اور باطنی احکام میں امتیاز اٹھ جائے محبوب کے جلوے کے مشاہدے کے وقت جمال

سکر

محبوب سے بے خود ہو جانا۔ اور عقل جاتی رہنا۔ عاشق و معشوق کی تمیز نہ رہے۔

بسٹ وہ کیفیت ہے جس میں سالک کو مسلسل واردات غیبی کی وجہ سے رُوح میں نشاط رہتا ہے۔

انسیاط

قبض وہ کیفیت ہے جس میں واردات غیبی کے انقطاع کیوجہ سے رُوح کو ایک قسم کی تنگی اور گرفتگی محسوس ہوتی ہے۔

التقباض

وہ کیفیت ہے جس میں سالک اپنی ہستی مٹا دے۔ اس کے بالمقابل اثبات ہے۔ (مثنوی شریف)

محو اور فنا

بعض اصطلاحیں

وہ علم ہے جو قانون کلی کی صورت میں انبیاء اور مرسلین کو دیا جاتا ہے۔

علم احکام

وہ علم کہلاتا ہے جو خاص جزئی معاملہ میں کسی کلمہ سے استثنائی طور پر عنایت ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ خضر علیہ السلام کو بچہ کے قتل

علم لدنی

کے سلسلے میں حاصل ہوا۔

یہ دنیا کہلاتی ہے جہاں اشیاء اپنے مادے اور مقدار کے ساتھ موجود ہیں۔

عالم خلق یا عالم شہود

عالم مثال وہ عالم ہے جو عالم خلق سے بالاتر ہے وہاں
اشیاء میں مقدار تو ہے مگر مادہ نہیں ہے۔

عالم امر یا عالم ارواح وہ عالم ہے جو عالم مثال سے بالاتر ہے
وہاں اشیاء بغیر مادہ اور مقدار کے
موجود ہیں۔

لطائف خمسہ قلب - روح - خفی - سری - اخف

لطائف سبعہ (۱) روح (۲) نفس (۳) قلب (۴) سر
(۵) خفی (۶) اخفی۔

ساک اپنے جسم کو ان مقامات کو ذکر و شغلا غل بناتا ہے۔

خلیفہ انسان کا بل کو کہتے ہیں جو شخص کسی نبی یا ولی کا جانشین ہو وہ اس
کا خلیفہ کہلاتا ہے۔

عالم معنی :- عارف کامل کے باطن کو کہتے ہیں۔

کیمیاء :- عشق اور نظر مرشد کامل کو کیمیاء کہتے ہیں۔

کعبہ :- عبد کارب سے واصل ہونے کا مقام کعبہ ہے۔

مرشد :- وہ شخص ہے جو لوگوں کو صراط مستقیم پر چلانے کی کوشش کرے

اور اس کے طریقے بتائے۔

مسجد :- تجلی جمالی کے مظہر کو مسجد کہتے ہیں۔ اور آستانہ پیر و مرشد کو بھی
کہتے ہیں۔

شراب :- ذوق و شوق کو کہتے ہیں۔ جو ساک کے دل پر وارد ہو کر اس کو مست و

بیخود کر دے۔

شراب خانہ :- عارف پیر کامل کو جو معدن اسرار الہی ہیں۔ اور ان سے فیضان

جباری ہوتے ہیں۔

طریق :- شریعتِ محمدیہ کو کہتے ہیں۔ طریقت سلوک میں مقامات و مراتب طے کرنا تاکہ قربِ حق حاصل ہو۔

بت خانہ و بت کدہ :- عارفِ کامل کے باطن کو کہتے ہیں۔

بیت :- ۱۔ معشوقِ حقیقی کی تجلی جو حجابات اٹھا دے۔ ۲۔ مقصود۔ مطلوب۔ محبوب۔ معشوقِ حقیقی کو بھی بت کہتے ہیں۔ ۳۔ ہر منظر ہستی مطلق کو بھی بت کہتے ہیں۔ اسی وجہ سے ایسے بت پرست کو حق پرست کہتے ہیں۔ کیونکہ حق بصورت بت ظاہر ہوا ہے۔ ۴۔ انسانِ کامل کو بھی اسی وجہ سے بت کہتے ہیں کہ وہ ذاتِ حق کا منظر اتم ہے۔

دیوانِ صالحین

(از البریز شیخ عبدالعزیز دباغ رقم)

اولیاءِ کرام کا دیوان میں حاضر ہونا | چھوٹے ولی اپنی ذات سے دیوان میں یا مختلف مقامات پر حاضر

ہوتے ہیں۔ اپنی جگہ یا گھر سے غائب ہوتے ہیں۔ بر خلاف بڑے ولی کے۔

بڑا ولی دماغ و فکر سے کام لیتا ہے۔ اپنے گھر سے غائب نہیں ہوتا۔ جو صورت چاہے

اختیار کر لیتا ہے۔ اور کمالِ روح کی وجہ سے ۳۶۶ مختلف صورتیں اختیار کر سکتا ہے۔

حضرت شیخ عبدالعزیز دباغ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ صالحین کا دیوان غارِ حرا میں

گھتا ہے۔ غوثِ غار کے باہر اس طرح بیٹھا ہے کہ مکہ مکرمہ اس کے دائیں شانہ کے پیچھے

ہوتا ہے۔ مدینہ منورہ دائیں گھٹنے کے سامنے ہوتا ہے۔ چار قطب دائیں جانب۔ باقی تینوں

مذاہب میں ایک ایک ہوتا ہے۔ وکیلِ غوث کے سامنے ہوتا ہے۔ جسے قاضیِ دیوان کہتے ہیں۔

تمام اصحابِ دیوان کی ترجمانی کرتے ہیں۔ ساتوں قطب غوث کے حکم سے تصرف کرتے ہیں۔

ہر قطب کے ماتحت امدادی جماعت ہوتی ہے۔ گذشتہ لوگوں میں بعض کامیاب بھی حاضر ہوتے ہیں۔

کبھی کبھی سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم دیوان میں تشریف فرما ہوتے ہیں۔ غوث کی جگہ تشریف رکھتے ہیں۔ غوث وکیل کی جگہ وکیل پیچھے ہٹ کر صف میں شامل ہوتا ہے۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے تجلیات

جس وقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری ہوتی ہے، آپ کے ساتھ وہ انوار و تجلیات آتے ہیں کہ جن کے برداشت کرنے کی کسی میں طاقت نہیں ہوتی۔ یہ انوار جلا دینے والے، گھرا دینے والے، اور دم میں قتل کر دینے والے ہوتے ہیں۔ اور یہ ہیبت و جلال و عظمت کے انوار ہیں۔ فرض کرو چالیس آدمی جو شجاعت اور زبردست دلیر ہوں، پھر یکایک یہ انوار ان کے سامنے آجائیں تو یقیناً سب یکدم بے ہوش ہو کر گر پڑیں۔ مگر اللہ تعالیٰ برداشت کی ان میں طاقت عطا فرماتا ہے۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم غوث سے گفتگو فرماتے ہیں۔ جب سرکارِ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تشریف فرما نہ ہوں تو غوث کھلے حنارِ عادت انوار ہوتے ہیں، کہ اہل مجلس غوث کے قریب بھی نہیں جا سکتے۔ بلکہ دُور بیٹھے رہتے ہیں۔ جو امر اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوتا ہے اس کی طاقت حضور اقدس حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ذات کے سوا کسی میں نہیں ہوتی۔ جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے امر نکلتا ہے تو غوث کی ذات کے سوا کسی میں طاقت نہیں ہوتی۔ پھر غوث سے ساتوں اقطاب پر پھیلتا ہے۔ پھر ساتوں اقطاب سے اہل مجلس پر دیوان کا وقت وہی ساعت ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی رات کا آخری تیسرا حصہ ہے۔

یہ وہ ساعت ہے جس میں اجابت دعاء ہوتی ہے۔

اسمِ اعظم

ابریزہ میں حضرت شیخ عبدالعزیز دباغ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اسمِ اعظم ناموں کے ناموں میں سے نہیں ہے۔ بلکہ وہ سواں ہے۔ بیشتر معانی ناموں کے اسماء الحسنیٰ اس میں پائے جاتے ہیں۔ وہ ذات کا ذکر ہے زبان کا نہیں۔ جب یہ ذات سے نکلتا ہے تو اس سے ایسی آواز نکلتی ہے جس طرح پیشل کی آواز ہوتی ہے۔ یہ ذکر ذات کیلئے بڑا تفصیل معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ رات دن میں ایک یا دو بار سے زیادہ اس کا ذکر نہیں کیا جاسکتا۔ ہیبت اور خوف کے مارے تمام عالم مفقود ہو جاتا ہے۔ فرمایا حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں اسمِ اعظم کا ورد کرنے کی طاقت تھی۔ وہ دن میں ۱۴ مرتبہ اس کا ذکر کیا کرتے تھے۔

ابریزہ میں سید عبدالعزیز دباغ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بد نصیب کا واقعہ بیان کیا ہے کہ اس نے کہا کہ مجھے

واقعہ نور ایمان

حضور علیہ السلام نے صرف ایمان کی راہ دکھائی ہے۔ باقی رہا نور ایمان وہ اللہ کی طرف سے ہے۔ حضور علیہ السلام کی طرف سے نہیں۔ صالحین نے کہا کہ اچھا ہم اس تعلق کو جو تمہارے نور ایمان اور نور محمدی کے درمیان ہے منقطع کر دیں۔ اور محض ہدایت کو جس تم ذکر کر رہے ہو رہنے دیں۔ کہنے لگا ہاں! راضی ہوں۔ ابھی اس نے بات ختم نہ کی تھی کہ اس نے صلیب کو سجدہ کیا اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کیا مرتد ہو کر کفر پر مرا۔ خدا بچائے۔

حضور اکرم نور مجسم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی ذات سے پیدا ہوئے۔ آپ میں

حقیقت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم

(جواہر غیبیہ و تجلیات حقیقت محمدیؐ)

حق تعالیٰ کا ظہور بالذات ہے آپ خدا تعالیٰ کے مظہر اکمل ہیں اور آپ پر خدا کا ظہور بالذات ہے۔ اُن کا وجود ازلی ابدی ہے۔ وہ خدا کے نور ذاتی ہیں۔ وہ زندہ جاوید ہیں۔ اور ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں۔ وہ ہمارے اعمال کو دیکھتے ہیں اور قیامت میں شہادت دیں گے۔ نور محمدی اصل کائنات ہے۔ اور کائنات کی ہر شے نور محمدی کی فرع ہے۔ درحقیقت یہ دائرہ حسن و عشق کا چکر ہے جس میں نقطہ اول حسن و جمال حقیقی کُنْتُ كُنُوزًا مُخْفِيَةً... اس نے چاہا کہ پہچاننا چاہوں یعنی خود اس کے اندر جو چاہ یا محبت یا عشق کی صفت ابھری اور اُس کی خواہش ہوئی کہ اپنے حسن و جمال کو بہ نظر قدردان یا بہ نگاہ عشق دیکھے۔ واضح رہے کہ حسن کے اندر عشق پوشیدہ رہتا ہے وہی بصورت ”عاشق“ نمودار ہوتا ہے اور بالآخر ”حسن“ کا محبوب بن جاتا ہے۔ بالفاظ دیگر اس نے خود اپنی تفصیل کو حسین اور فعال صورتوں میں دیکھنا چاہا۔ چنانچہ اس نے خود اپنے لئے۔ اپنے آپ سے۔ اپنے آپ پر ایک امر طاری کیا۔ یعنی کن کہا۔ یعنی جو میں چاہتا ہوں وہ ظاہر ہو جائے یا میرے اندر جو صفت عشق پوشیدہ ہے، وہ عاشق یا حبیب کی صورت میں میرے سامنے نمودار ہو جائے۔ پس وہ بصورت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نمودار ہو گیا یہ حبیب خود ذات کا حسن و جمال تھا جو خود اس کے سامنے حسن و جمال محمد کی صورت میں نمودار ہوا۔

حدیث میں ہے **قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا رَأَى النَّبِيَّ فَقَدْ رَأَى الْحَقَّ** جس نے مجھے دیکھا بالتحقیق اس نے اللہ کو دیکھا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کے مظہر کامل ہیں۔ مومن کے دل میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اس طرح پیدا ہوتی ہے کہ آپ کی بزرگی اور عظمت کو مد نظر رکھے اور یہ خیال کرے کہ آپ کی بدولت ہی ہر موجود چیز پیدا ہوئی ہے اور آپ کے نور سے ہی ہر قسم کا نور نکلا ہے۔ اور آپ مخلوقات کھلنے رحمت کا تحفہ ہیں اور تمام مخلوقات کو ہدایت آپ ہی کی طرف سے اور آپ ہی کی بدولت ہے۔ لہذا بندہ اس بہت بڑے مرتبے کی وجہ سے ان پر درود بھیجے گا۔ جس سے اس کی اپنی ذات کو نفع پہنچے گا۔ (ابرمیز)

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش ربیع الاول کی سات تاریخ کو ہوئی۔ (ابرمیز ص ۳۳۱)

مؤمنین کا ایمان نورِ محمدی کا پر تو ہے۔

مؤمنین کا ایمان نورِ محمدی کا پر تو ہے۔ کسی محسن کے احسان کو بھولنا اور اس کا شکریہ ادا نہ کرنا انتہا درجے کی ذلیل حرکت ہے۔ پھر احسان کا شکریہ بھی اس کے احسان کی مقدار کے مطابق ہونا چاہئے۔ آپ کا ایک یہی احسان کہ ہمارا نورِ ایمان آپ کی بدولت ہے نہایت ہی اہم اور عظیم احسان ہے۔ جس کا شکریہ ادا کرنا ضروری ہے۔ آپ کیلئے دنیا کا تحفہ تو تحفہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ نورِ ایمان کا انعام جو آپ سے ہے۔ ہمیں حاصل ہوا ہے۔ وہ غیر فانی اور لازوال چیز ہے اس لئے ہم شکریہ میں اخروی اور ابدی چیز کا تحفہ پیش کریں گے۔ اور آپ کے مراتب کی بلندی اور رحمت کی دعاء کریں گے۔ مگر اس سے آپ کے مراتب میں فرق نہیں آسکتا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بلند ترین مرتبہ عطا کر رکھا ہے۔ اس شکر گزار اور اطاعت گزار کا فائدہ اس کی طرف لوٹ آئے گا۔ کہ اس نے اپنے نورِ ایمان کا سلسلہ اپنی اصل سے منقطع کرنا نہیں چاہا۔ بلکہ درود بھیجنے سے ہماری سعادت مندی ظاہر ہوتی ہے۔ سرکار کا نور اگر عرش پر رکھا جائے تو ریزہ ریزہ ہو جائے۔

فضائل و برکات درود شریف

حضور سرورِ عالم، نورِ مجسم، خورشیدِ آسمانِ محبوبیت، محبوبِ ربِّ العالمین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بے مثال عظمت و رفعت کا

وہ بلند و بالا مقام ہے جو فہم انسانی سے بالا تر ہے۔ آپ سرِ پانور مظہر ذات و صفات حق تعالیٰ ہیں آپ کے فضائل و کمال، محامد و محاسن، فضل و شرف کا اظہار آیتہ **إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ** سے ظاہر ہے۔ خود ربُّ العالمین نے صلوٰۃ (دُرودِ سلام) کو اپنی ذاتِ قدسی سے نسبت دی ہے۔ جس سے حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شانِ بلند کی رفعت اور بھی برتر ہو جاتی ہے۔ صلوٰۃ و سلام اور دُرود شریف جس میں خالق کائنات خود بھی شریک ہے ان کا پڑھنا سب سے بڑی عبادت ہے اور ترقی درجات کا باعث ہے۔ اور ان کے فضائل و برکات کا کوئی احاطہ نہیں کر سکتا۔ چند دُرود شریف تحریر کئے جاتے ہیں جن کے فضائل و برکات بہت زیادہ ہیں۔ دُرود مستغاث و دُرود کبریت احمد

صَلِّ اللَّهُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدٌ نُورًا مِّنْ نُورِ اللَّهِ ط ۲۰۰ بار

دُرود خاص

یہ دُرود شریف خاص ہے اس کے فضائل و برکات بے انتہا

ہیں۔ صدقِ دل سے پڑھنے سے ہر قسم کی مہبتیں رنج و غم دور ہو جاتے ہیں۔ مشکلیں حل ہو جاتی ہیں، پڑھنے والا ولی اللہ ہو جاتا ہے۔

وردِ حضورِ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

(قرب دیدار سلطانِ بابو)

وردِ حضورِ سرورِ کائنات فخرِ موجودات خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے مخصوص ہے۔ اور پُر تاثیر ہے اس کی مداومت سے حضورِ حاصل ہوتی ہے۔ اور آپ سے کثیر فیوض برکات و انوار و علوم و اسرار حاصل ہوتے ہیں۔

پڑھتے وقت یہ تصور کرے کہ حضورِ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حضور میں پڑھ رہا ہوں۔ آپ سنہری کمرہ میں سنہری تخت پر

تصور

جلوہ انہ روز ہیں۔ اور سر مبارک پر عمامہ سبز ہے اور بوجہ غایت انوار حضور کے چہرہ مبارک کو نہیں دیکھ سکتے یعنی آنکھ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے انوارات کی تاب نہیں۔ روزانہ بعد نماز فجر۔ مغرب یا عشاء معمول رکھے۔ کامل طہارت اور خوشبو کے ساتھ ذوق و شوق سے پڑھے۔ وِرد مبارک حضور کا یہ ہے۔

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا سَيِّدَ الْعَرَبِ وَالْعَجَمِ اَغْنِيْنِيْ وَاْمُدُّوْنِيْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ط

۱۰۰ بار سورۃ قریش ۱۰۰ بار۔ وِرد شریف مذکورہ ۱۰۰ بار۔

اس وِرد شریف کے (وِردِ عالی القدر) فضائل و برکات

دُرود شریف

و از یاد محبت کے بہت ہیں۔ امام جلال الدین سیوطی

نے فرمایا ہے کہ جو شخص اس دُرود شریف کو شب جمعہ میں بلا ناغہ پڑھے گا۔ تو اُسے حضور علیہ السلام ہی قبر میں لٹائینگے دینی دنیاوی امور میں فتح و نصرت و کامرانی کا ایک گنجینہ ہے۔ ہر نماز کے بعد اس کے وِرد سے فتیابی نصیب ہوتی ہے۔

اللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدِنَ النَّبِيِّ الْاَمِيِّ الْحَبِيْبِ
الْعَالِي الْقَدْرِ الْعَظِيْمِ الْجَاهِ وَعَلَىٰ اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ ۝

جو شخص اس دُرود شریف کو ایک بار پڑھے گا۔ اس کو چالیس

دُرود شریف

مرتبہ دلائل الخیرات پڑھنے کے برابر ثواب ملے گا۔

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ اٰلِهٖ وَاصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ
وَاهْلِ بَيْتِهٖ عَدَدَ مَا فِيْ عِلْمِيْ صَلَوةٍ بِدَاِمِرْ مُلْكِكَ ۝

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس

دُرود شریف

دُرود شریف کا ثواب چھ لاکھ دُرود شریف پڑھنے کے برابر

ہے۔ اگر ہزار بار پڑھے گا تو دونوں جہان میں سعادت مند ہوگا۔

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا فِيْ عِلْمِ اللّٰهِ صَلَوةٍ وَاٰلِهٖتَا بِدَاِمِرْ مُلْكِ اللّٰهِ ۝

دُرود شریف اصل دلائل الخیرات

(جو صیغہ راز میں رکھا گیا ہے)

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ الطَّاهِرِ الزَّكِيِّ صَلَوةً
تَحُلُّ بِهَا الْعُقَدَ وَتَفُكُّ بِهَا الْكُرْبَ صَلَوةً تَكُونُ لَكَ بِرِضَى وَحَقِّهِ أَدَاءً
وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ ۝ ۳۱۳ بار

جس کے فضائل کثیر ہیں۔

دُرود شریف

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ
وَأَمِينِكَ وَجِيْبِكَ وَشَفِيْعِكَ وَرَسُولِكَ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَعَلَى آلِهِ
وَصَحْبِهِ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ ۝

سیدنا غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ
کی زیارت کیلئے بعد نماز عشاء ۱۲۲۱ بار پڑھے روٹی نہ کھائے

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الْأُمِّيِّ
وَعَلَى وَلَدِهِ يَا شَيْخَ عَبْدِ الْقَادِرِ جِيلَانِي شَيْئًا لِلَّهِ . بَعْدَ كُلِّ ذَرَّةٍ مِائَةَ
أَلْفِ أَلْفِ مَرَّةٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ ۝

دُرود شریف

اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ
مَظْهَرِ الْجَلَالِ وَالْجَمَالِ مِرَاتِ الذَّاتِ وَالصِّفَاتِ
مُخْرَجِ الْمَشْهَدَاتِ مُوَصِّلِ الْعِبَادَاتِ إِلَى رَبِّ الْأَرْبَابِ بَعْدَ وَمَعْلُومَاتِ لَكَ ۝

جو حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب ہے
موجب فیوض و انوار از دیاد محبت سرور کائنات

دُرود قادری

حضرت محمد مصطفیٰ احمہ مجتبیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے ۱۰۰ تا ۵۰۰ بار پڑھے۔

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ مَعْدِنِ الْجُودِ وَالْكَرِيمِ
مَنْعِ وَالْحِلْمِ وَالْحُكْمِ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ ۝

دُرُودِ شَرِيفِ (دُرُودِ بَاطِنِ) یہ دُرُودِ شَرِيفِ ہر نماز کے بعد خصوصاً بعد نماز پنجگانہ
مدینہ منورہ کی طرف منہ کر کے ۱۱۱ مرتبہ پڑھنے سے بیشمار

فضائل و برکات حاصل ہوتے ہیں۔ اسرار ربی اور علم باطن بذریعہ کشف کھلنے لگتا ہے۔

صَلَّى اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَالْإِبْرَاهِيمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَوةٌ وَ

سَلَامًا عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ۝ (مزرع الحنات)

بِرَّائِةِ زِيَارَتِ دو رکعت نماز شب جمعہ میں پڑھیں۔ بعد فاتحہ
قل هو الله ۲۵ بار پڑھیں بعد سلام یہ دُرُود

ایک ہزار بار پڑھیں اور سو جائیں۔

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ -

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوگا۔ جو کوئی جمعہ کے

دن ہزار مرتبہ پڑھے گا زیارت بھی نصیب ہوگی۔ بہشت میں اپنا محل بھی نظر آئے گا۔

دُرُودِ تَاجِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَاحِبِ التَّاجِ
وَالْمِعْرَاجِ وَالْبُرَاقِ وَالْعَلَمِ ط وَافِيعِ الْبَلَاءِ وَالْوَبَاءِ وَالْقَحْرِ وَالْمُرْضِ
وَالْأَلَمِ ط إِسْمَاءُ مَكْتُوبٍ مَرْفُوعٍ وَمَشْفُوعٍ وَمَنْقُوشٍ مَحْفُوظٍ
فِي اللُّوحِ وَالْقَلَمِ ط سَيِّدِ الْعَرَبِ وَالْعَجَمِ ط جِسْمُهُ مُقَدَّسٌ مُعْطَرٌ

مَطَهَّرٌ مُنَوَّرٌ فِي الْبَيْتِ وَالْحَرَكُ ط شَمْسِ الضُّمِّي بَدْرِ الدَّجَى ط صَدْرِ الْعُلَى ط
 نُورِ الْهُدَى ط كَهْفِ الْوَرَى ط مِصْبَاحِ الظُّلْمِ ط جَمِيلِ الشِّيمِ ط
 شَفِيعِ الْأَيْمِ ط صَاحِبِ الْجُودِ وَالْكَرَمِ ط وَاللَّهُ عَاصِمُهُ وَجِبْرِيلُ
 خَادِمُهُ وَالْبُرَاقُ مَرْكَبُهُ وَالْمِعْرَاحُ سَفْرُهُ وَسِدْرَةُ الْمُنْتَهَى مَقَامُهُ
 وَقَابُ قَوْسَيْنِ مَطْلُوبُهُ وَالْمَطْلُوبُ مَقْصُودُهُ وَالْمَقْصُودُ مَوْجُودُهُ
 وَالْمَوْجُودُ رَبُّهُ سَيِّدُ الْمُرْسَلِينَ فَاتَمَّ النَّبِيُّ شَفِيعَ الْمَذْنِبِينَ
 أَيْسَرَ الْغُرَبَاءِ رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ رَأْفَةً الْعَاشِقِينَ مَرَامَ الْمُشَاقِقِينَ
 شَمْسِ الْعَارِفِينَ سِرَاجِ السَّالِكِينَ مِصْبَاحِ الْمُقَرَّبِينَ مَحَبِّ الْفُقَرَاءِ
 وَالْغُرَبَاءِ وَالْيَتَامَى وَالْمَسْكِينِ سَيِّدِ الثَّقَلَيْنِ نَبِيِّ الْحَرَمَيْنِ إِمَامِ الْقِبْلَتَيْنِ
 وَسَيِّدِنَا فِي الدَّارَيْنِ صَاحِبِ قَابِ قَوْسَيْنِ مَحْبُوبِ رَبِّ الْمَشْرِقَيْنِ
 وَرَبِّ الْمَغْرِبَيْنِ ط بِجَاءِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ مَوْلَانَا وَمَوْلَى الثَّقَلَيْنِ أَبِي
 الْقَاسِمِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ نُورٍ مِنْ نُورِ اللَّهِ مَا يَأْتِيهَا الْمُشَاقِقُونَ
 بِنُورِ جَمَالِهِ صَلُّوا عَلَيْهِ وَآلِهِ وَاصْحَابِهِ وَسَلِّمُوا وَسَلِّمُوا
 كَثِيرًا كَثِيرًا ط يَلْغُ الْعَالَمِينَ كَشَفِ الدَّجَى بِجَمَالِهِ عَسَنْتُ
 جَمِيعَ فَضَالِهِ صَلُّوا عَلَيْهِ وَآلِهِ - اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى
 آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ أَفْضَلَ صَلَوَاتِكَ بِعَدَدِ كُلِّ مَعْلُومَاتِكَ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

درود تاج کے فوائد و فضائل اس قدر زیادہ ہیں کہ

احاطہ تحریر میں نہیں آسکتے مگر مختصراً بیان کئے

اسناد درود تاج

جاستے ہیں۔

۱۔ اگر کوئی شخص سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا زیارتِ جمال بے مثال کی
 دل و جان سے آرزو رکھتا ہو تو عروجِ ماہ میں شبِ جمعہ کو بعد نمازِ عشاء

- با وضو پاک لباسِ خوشبو دار پہن کر ایک سو ستتر بار اس درود شریف کو پڑھ کر سو رہے۔ گیارہ رات یہی عمل کرے انشاء اللہ زیارت سے مشرف ہوگا۔
- ۲۷ صفائی قلب کیلئے ہر روز صبح کی نماز کے بعد سات مرتبہ اور نماز عصر اور عشاء کے بعد تین تین بار پڑھے۔
- ۲۸ دافعِ سحر۔ آسیب۔ جنات۔ شیاطین۔ و باد اور فساد و چیچک وغیرہ کیلئے گیارہ مرتبہ پڑھ کر بیمار پر دم کرے۔
- ۲۹ دشمنوں، ظالموں، حسدوں کے شر سے بچنے کیلئے ایک بار بعد نماز فجر پڑھے۔
- ۳۰ ریح و الم اور انفاس کے دفعیہ کیلئے پالیس روز رات کو بعد نماز عشاء اکتالیس بار پڑھے۔
- ۳۱ کشائشِ رزق کیلئے بعد از نماز فجر سات بار روزانہ ورد رکھے۔
- ۳۲ بانجھ عورت کیلئے اکیس فرسوں پر سات بار پڑھ کر دم کرے ہر روز ایک خرما کھلاوے پھر طہارت حیض و غسل کے بعد ہبستر ہو خدا کے فضل سے فرزند صالح پیدا ہو۔
- ۳۳ حاملہ عورت کو غل و واقعہ ہونے کیلئے سات روز سات بار متواتر پانی پر دم کر کے پلاوے۔
- ۳۴ مواصلت طالب و مطلوب اور ہر مقصد کیلئے نصف شب کے با وضو پالیس مرتبہ صدق دل سے پڑھے۔ انشاء اللہ مطلب دلی جلد حاصل ہوگا۔ لیکن کسی کامل بزرگ سے اجازت شرط ہے۔

یہ درود شریف ایک ایسا راز ہے جس کو عارفوں اور خاص ولیوں کے سوا کوئی بھی نہ سمجھ سکا۔ جب بھی ریح و ملال ہو یا کوئی مصیبت درپیش ہو تو فوراً اس کا ورد کیا جائے۔ تمام مصیبتیں منٹوں میں ختم ہو جائے گی۔ مصیبت کا پہاڑ ٹل جائے گا۔ زحمت رحمت میں تبدیل ہو جائے گی۔ رب کریم غیب سے مدد فرماتا ہے۔

صدقِ دل سے پڑھا جائے تو پہاڑ بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے۔ تین دن تک، بار
بعد مت از تہجد پڑھے مشکل حل ہوگی۔

اللَّهُمَّ صَلِّ صَلَاةً كَامِلَةً وَسَلِّمْ سَلَامًا تَامًا عَلَى سَيِّدِنَا
وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ أَصْلُوهُ تَخَلُّ بِهَ الْعَقْدُ وَتَنْفِ بِهَ الْكُرْبُ وَتَقْضِ
بِهَ الْحَوَائِجَ وَتُنَالِ بِهَ الرَّغَائِبَ وَمُسْنُ الْحَوَائِدِ وَلِيسْتَقِي الْغَمَامُ
بِوَجْهِهِ الْكَرِيمِ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ فِي كُلِّ لَمْعَةٍ وَنَفْسٍ بِدُو
كُلِّ مَعْلُومَتِكَ يَا اللَّهُ يَا اللَّهُ (جمال و کمال درود)

یہ درود شریف ایک اسم اعظم ہے اس کی مداومت سے دل
دُرود نُوْر میں نور پیدا ہوتا ہے۔ اسرار الہی کھلتے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہے
توغوث، قطب، ابدال بناوے، ولی اللہ بناوے۔ حجابات اٹھاوے۔ بروز جمعہ ایک سو
مرتبہ پڑھے۔

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ نُورِ الْأَنْوَامِ وَسِرِّ الْأَسْوَارِ وَسَيِّدِ الْبَرَارِ
علامہ سخاومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ام المؤمنین
حضرتہ جویریہ رضی اللہ تعالیٰ فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص حلف اٹھائے کہ میں افضل ترین درود پڑھوں گا تو وہ یہ افضل
دُرود پڑھے۔

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ وَرَسُولِكَ النَّبِيِّ
الْأُمِّيِّ وَعَلَى آلِهِ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ وَسَلِّمْ عَدَدَ خَلْقِكَ وَرِضَا
نَفْسِكَ وَزِينَةَ عَرْشِكَ وَمِدَادَ كَلِمَاتِكَ ط (از جمال و کمال درود)

ایک روز رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
دُرود رحمت و درود ماسی مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے۔

ایک اعرابی طباق سرپوش آگے رکھا اور عرض کیا یا رسول اللہ تین دن سے اس مچھلی کو پکار رہا ہوں نہیں پکتی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا۔ مچھلی نے عرض کیا یا رسول اللہ میں پانی میں کھڑی تھی ایک شخص آیا وہ درود پڑھ رہا تھا اس کی آواز میرے کانوں میں پہنچی اور درود پڑھ کر سنایا۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا کہ اس کو لکھ لو اور لوگوں کو سکھاؤ۔ انشاء اللہ دوزخ کا آگ ان پر حرام ہو جائے گی۔ (از جمال و کمال درود)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ خَيْرًا مِّنْ خَيْرِ الْخَلَائِقِ وَاَفْضَلَ الْبَشَرِ
وَسَفِّحِ الْاُمَمِ يَوْمَ الْحَشْرِ وَالنَّشْرِ وَصَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِ
سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ اَبَدًا وَ كُلِّ مَعْلُومٍ نَكَ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ
وَ بَارِكْ وَ سَلِّمْ وَ صَلِّ عَلٰی جَمِيعِ الْاَنْبِيَاءِ وَ الْمُرْسَلِيْنَ وَ صَلِّ عَلٰی
كُلِّ الْمَلٰٓئِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ وَ عَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ ۝ وَ سَلِّمْ تَسْلِيمًا
كَثِيرًا كَثِيْرًا ط بِرَحْمَتِكَ وَ بِفَضْلِكَ وَ بِكِرَامِكَ يَا اَكْرَمَ الْاَكْرَمِيْنَ
بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّحْمِيْنَ ۝ يَا قَدِيْمُ يَا دَائِمُ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ
يَا وِتْرُ يَا اَحَدُ يَا هَدِيْ يَا مَنْ لَمْ يَلِدْ وَ لَمْ يُوْلَدْ وَ لَمْ يَكُنْ لَهٗ كُفُوًا
اَحَدٌ ۝ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ۝

(از جمال و کمال درود شریف)

دینی و دنیاوی مشکلات حل کرنے کیلئے اکیس ہے۔ دو گانہ قضاے

دُرُودِ تَجِنَا

عاجات پڑھ کر ۷۰ بار پڑھے یا حاجت دینی کیلئے قبلہ رخ۔ حصول

دولت یا ادائیگی قرض کیلئے، ملازمت کیلئے جنوب کی طرف منہ کر کے مغربی دشمن کے لئے

نجات مقدمہ کے لئے روٹھے ہوئے کیلئے شمال کی طرف منہ کر کے پڑھے۔ پہلے دن ۱۰ بار دوسرے

دن ۲۰ بار اسی طرح دس بڑھاتا جائے جب تک مشکل حل نہ ہو۔

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَوةً تُنَجِّينَا
بِهَا مِنْ جَمِيعِ الْأَهْوَالِ وَالْآفَاتِ وَتَقْضِي لَنَا بِهَا جَمِيعَ الْحَاجَاتِ تَطَهَّرْنَا
بِهَا مِنْ جَمِيعِ السَّيِّئَاتِ وَتَوَدَّعْنَا بِهَا عِنْدَكَ أَعْلَى الدَّرَجَاتِ وَتَبَلَّغْنَا
بِهَا أَقْصَى الْغَايَاتِ مِنْ جَمِيعِ الْخَيْرَاتِ فِي الْحَيَوةِ وَبَعْدَ الْمَمَاتِ . إِنَّكَ عَلَى
كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝

پڑھنے سے رحمتِ ربانی برستی ہے اور حضور علیہ السلام کی
کمال محبت نصیب ہوتی ہے . ایک مرتبہ پڑھنے سے ملائک

دُرودِ قرآنی

آسمان اور آدمی زمین پر اُس کی رحمتیں جمع نہیں کر سکتے . تین مرتبہ صبح شام پڑھنے مکمل
کامیابی اور خوشی حاصل ہوتی ہے اور قرآن مجید پڑھنے کے اول و آخر پڑھنا افضل ہے .

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ بِعَدْوِ مَا فِي جَمِيعِ
الْقُرْآنِ حَرْفًا حَرْفًا وَبَعْدَ كُلِّ حَرْفٍ أَلْفًا ۝

یہ دُرود شریف سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار کھیلے بہت مؤثر ہے .

۳۱۳ بار پڑھے یا بعد نماز جمعہ ہزار بار مدینہ شریف کی طرف منہ کر کے پڑھے . اس کا
پڑھنا حصولِ محبت ہے . دل میں حضور علیہ السلام کی محبت پیدا ہو جاتی ہے .

۱۴۰۰ مرتبہ روزانہ پڑھنے سے مقامِ حضوری حاصل ہو جائیگا .

دُرودِ دیدار

جو شخص یہ دُرود شریف ایک بار پڑھے ، فرشتے ہزار

دن تک اس کے نامہ اعمال میں نیکیاں لکھتے رہیں گے (مزرع الحنات)

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا تَحِبُّ
وَتَرْضَى لَهُ ۝

اس دُرود پاک کے پڑھنے والے کھیلے ستر فرشتے ایک ہزار

دُرودِ شریف

دن تک نیکیاں لکھتے رہیں گے . (طرائف)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ (سیدنا و مولانا) مُحَمَّدًا (صلی اللہ علیہ وسلم) مَا هُوَ اَهْلُهُ ۝

سرورِ کائنات، فخرِ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کیلئے ایک خاص درود شریف جو سرمد حضرت

خواجہ فخر الدین فخر دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ پڑھنے کا طریقہ۔ فجر کی نماز اول وقت پڑھ لی جائے۔ نماز کے فوراً بعد مندرجہ ذیل درود شریف بلا تعداد ایک ہی جلسہ میں وقت اشراق تک پڑھا جائے۔ اسی طرح کی نشست ایک دن کی جائے۔ اگر مقصد پورا نہ ہو تو دوسرے دن تیسرے دن ایسی نشست کی جائے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰی اٰلِهِ وَاَهْلِ بَيْتِهِ وَاَصْحَابِهِ كُلِّهِمْ بَارِكْ وَسَلِّمْ. وَسَلِّ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ ۝

نوٹ:- یہ خیال رہے کہ "بَارِكْ وَسَلِّمْ" سے پہلے واؤ نہیں پڑھنی۔ یعنی وِبَارِكْ وَسَلِّمْ نہیں پڑھنا۔

یہ درود پاک سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے منسوب ہے جو آپ کے معمول میں تھا۔ جس کی

بدولت اللہ تعالیٰ نے آپ کو صدیق کا درجہ عطا فرمایا تھا۔ معرفت کے درجے طے ہوئے اور مقام صدیقیت حاصل ہوا۔ اس کے پڑھنے سے ہر بند چیز کھل جاتی ہے کام میں فتح حاصل ہوتی ہے۔ ایک مرتبہ پڑھنا دس ہزار مرتبہ پڑھنے کے برابر ہے۔ سید احمد علان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ درود خاص الخاص عجائبات اور راز ہائے کاحامل ہے۔ اسے پڑھنے سے نور کے پردے کھلتے ہیں اور نور پیدا ہوتا ہے۔ سو مرتبہ روزانہ پڑھنا چاہئے۔ شیخ یوسف بن اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ کرامات کا موتی ہے۔ اس میں شفاعت کا وعدہ اور اولاد و اولاد برکت ہے۔ درود پاک اگلے صفحہ پر

اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ نِ الْفَاتِحِ لِمَا أُغْلِقُ
وَالْخَاتِمِ لِمَا سَبَقَ وَالنَّاصِرِ الْحَقِّ بِالْحَقِّ وَالْمُهَادِمِ إِلَى صِرَاطِ مُسْتَقِيمٍ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ حَقَّ قَدْرِهِ وَمَقْدَارِهِ الْعَظِيمِ ۝

دُعائے قطب مخصوص حضرت غوث الاعظم

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝

اللَّهُ الْكَافِي وَقَدَّتْ الْكَافِي وَبَدَّتْ الْكَافِي كَفَانِي الْكَافِي
لِكُلِّ كَانٍ كَانِي وَنِعْمَ الْكَافِي لِلَّهِ الْحَمْدُ -

(ترجمہ) اللہ میرا کفایت کرنے والا ہے۔ اور تصد کیا میں نے اسی کفایت کرنے والے

کا۔ اور میں نے پایا اپنے کفایت کرنے والے کو اور کافی ہے مجھ کو میرا

کفایت کرنے والا۔ اور ہر کفایت کرنے والے کیلئے وہ کافی ہے۔ اور بہتر کفایت

کرنے والا ہے۔ اور اللہ کیلئے تعریف ہے ۝

طریقہ:- بِسْمِ اللَّهِ کے ساتھ پڑھے معنی کا خیال رکھے۔ کسی سے بات نہ کرے۔

۱۔ دینی غرض کیلئے بعد تہجد یا عشاء ۱۱۱ بار پڑھے۔ ۲۔ دنیاوی غرض کیلئے بعد نماز فجر

۱۱۱ بار پڑھے مداومت سے فتوحات ہونگی۔ حصول نہات کیلئے مؤثر ہے۔ ہر نماز کے بعد ۱۱ بار پڑھے

کر دل پر دم کرے منافع کثیر ہوگا۔ لفظ وحدت میں یقین رکھے کہ فلاں مطلب میں نے اللہ سے پایا

اس سے پہلے لفظ تصدت میں یہ خیال کرے کہ فلاں امر کا میں نے تصد کیا۔

یہ دعاء قطب آپچی والدہ ماجدہ نے بوقت سفر بغداد شریف تلقین فرمائی کہ آپ کے

والد نے فرمایا تھا کہ میرے بیٹے عبدالقادر کو تعلیم فرمانا۔ بوقت نزول بلیات و مصائب پڑھی

جائے تو سب دفع ہو جائیں گے۔ تو حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیگر وظیفوں کی بجائے

دُعائے قطب پر اکتفا کیا اور اس پر مواظبت شروع کی اور فرمایا کہ مجھ کو کشف
اسی دعاء کی مواظبت سے شروع ہوا۔

ختم خواجگانِ حیرت

سلسلہ عالیہ حیرتہ کا مشہور بابرکت عمل ہے۔ یہ سلسلہ عالیہ حیرتہ کا انتہائی
مخصوص بابرکت اور بانیف عمل ہے اور حیرتی مشائخ کا معمول رہا ہے۔ مقدمات میں
کامیابی، روزی کی تنگی، بلاؤں کے دفع کرنے، تمام جائز مشکلات کے حل کیلئے بہت
مفید عمل ہے۔ یہ عمل انفرادی طور پر بھی کیا جاتا ہے اور اجتماعی طور پر بھی پڑھا جاتا
ہے۔ طریقہ یہ ہے کہ نہایت اہتمام سے پڑھنے کی جگہ کو پاک کیا جائے۔ عطر اور
خوشبو بھی موجود ہو، خشوع اور خضوع کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی قدرت پر بھروسہ رکھتے ہوئے
یہ عمل شروع کیا جائے۔ تعداد گنتے کیلئے ۱۰۰ بادام درمیان میں رکھ لئے جائیں۔ اس طرح
شروع کریں۔

ایک مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلَّهِ شَرِيفٍ - تین مرتبہ قُلْ هُوَ اللهُ پڑھ کر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
اور ان کے اہل بیت رضاً اور اولیائے عظام کی رُوح کو ثواب بخشے۔ اس کے بعد سورۃ فاتحہ
سورۃ المانشح - درود شریف - سورۃ اخلاص - درود شریف ایک ایک بار پڑھیں
اس کے بعد۔

- | | |
|-----------|--|
| ۱۰۰ مرتبہ | (۱) اللَّهُمَّ يَا جُيُبُ الدَّعَوَاتِ |
| ۱۰۰ مرتبہ | (۲) اللَّهُمَّ يَا قَاضِيَ الْحَاجَاتِ |
| ۱۰۰ مرتبہ | (۳) اللَّهُمَّ يَا كَافِيَ الْمُهَمَّاتِ |
| ۱۰۰ مرتبہ | (۴) اللَّهُمَّ يَا دَافِعَ الْبَلِيَّاتِ |

- (۵) اَللّٰهُمَّ يَا سَرَّافِعُ الدَّرَجَاتِ ۱۰۰ مرتبہ
 (۶) اَللّٰهُمَّ يَا مُسَبِّبُ الْاَسْبَابِ ۱۰۰ مرتبہ
 (۷) اَللّٰهُمَّ يَا شَافِعِ الْمَرَضِ ۱۰۰ مرتبہ
 (۸) اَللّٰهُمَّ يَا خَيْرَ الرَّزَقِيْنَ ۱۰۰ مرتبہ
 (۹) اَللّٰهُمَّ يَا اَرْحَمَ الرَّحِمِيْنَ ۱۰۰ مرتبہ
 (۱۰) اَللّٰهُمَّ اٰمِيْنَ ۱۰۰ مرتبہ

پھر ایک بار سورۃ الحمد شریف . تین بار سورۃ اخلاص پھر فاتحہ پڑھیں (ختم شریف)
 اور اس کا ثواب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح کو پہنچا کر حضرت سیدنا غوث
 الاعظم جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح پاک کو پہنچاویں۔ اور حضرت سیدنا خواجہ معین
 الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی روح پاک کو پہنچائیں اور دُعا مانگیں۔ اللہ تعالیٰ قبول فرماوے۔

دیوان کا وقت و اجابت دعا کا خاص وقت

وہی ساعت ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی۔ رات
 کے آخری تیسرے حصے کی یہی وہ ساعت اجابت ہے جس کا احادیث میں ذکر آیا ہے کہ ہر رات
 اللہ تعالیٰ دنیا کے آسمان کی طرف نزول فرماتا ہے۔ جب رات کا آخری تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے۔
 فرماتا ہے کوئی ہے جو مجھ سے مانگے۔ پس میں قبول کروں۔ اس ساعت کو پانے کا طریقہ یہ ہے
 کہ سوتے وقت سورۃ کہف کی آخری آیات اِنَّ الَّذِيْنَ اٰهَنُوْا اٰخِرَتِكُمْ پڑھ کر سوئے کہ یا اللہ
 مجھے وقت مذکور پر بیدار کر دینا۔

جب تین دن جمع ہوں تو دعا قبول ہوتی ہے۔ یا ادھی رات
 یعنی رات کا دل ۱ سورۃ یٰس پڑھنا یعنی قرآن کا دل۔

۳ بندے کا دل۔

اے فلاں (اپنا نام لیکر) مجھے فلاں وقت پر
 جگا دینا۔ اسی مقررہ وقت پر بیدار ہو جائیگا۔

بیداری کیلئے

چهار تہیچ پشتیہ بعد نماز فجر پڑھے

(۱) یا ہادی یا رشید ————— ایک تہیچ

(۲) لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ————— ایک تہیچ

(۳) استغفر اللہ من کل ذنب و اوب الیہ ————— ایک تہیچ

(۴) صل اللہ علیک یا محمد توں من نوب اللہ ————— ۲ تہیچ

سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ

بعد نماز فجر یا صبح صادق سے لیکر سورج نکلنے سے پہلے پڑھے

تہیچ مملانکہ

لے رزق کی برکت کیلئے بہت مفید ہے۔ ایک تہیچ۔

غیب سے روزی میسر ہو۔ ایک تہیچ روزانہ
 پڑھیں۔

لا اِلهَ اِلاَّ اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ
 وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

بے فکری و فارغ البالی

کے زندگی میسر ہو

صلوٰۃ الاسرار

حضرت شیخ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ جمعرات کے دن غسل کر کے
 خوشبو لگائے۔ بعد نماز مغرب دو رکعت نفل صلوٰۃ الاسرار پڑھے اور اس طرح سنت
 کرے۔ نَوَيْتُ اَنْ اُصَلِّيَ لِلّٰهِ تَعَالٰی رُكْعَتَيْنِ صَلَوةَ الْاَسْرَارِ تَوَصُّلاً اِلَى اللّٰهِ وَانْقِطَاعاً عَمَّا سِوَاہِ

اور ہر رکعت میں سورۃ اخلاص گیارہ مرتبہ پڑھے۔ سلام کے بعد گیارہ قدم عراق کی طرف
حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ مبارک کے استقبال کی نیت سے چلے اور
ہر قدم پر حضرت شیخ پر اس طرح سلام کرے۔

(۱) السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سُلْطَانَ الْاَوْثَادِ (۲) السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سُلْطَانَ الْاَبْدَالِ

(۳) السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سُلْطَانَ الْاَقْطَابِ (۴) السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا غَوْثُ الْاَعْظَمِ

(۵) السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بَارِزِي الْاَشْهَبِ (۶) السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا فَصِيْرُ

(۷) السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَسْكِيْنِ (۸) السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا غَرِيْبِ

(۹) السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا وَلِيْ (۱۰) السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا شَيْخِ

(۱۱) السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِنَا وَهَوْلَانَا اَبَا مُحَمَّدٍ مُحَمَّدِي الدِّيْنِ عَبْدُ الْقَادِرِ جِيْلَانِي رَضِيَ اللهُ

پس اسی طرح واپس لوٹے (یعنی سلام پڑھتے ہوئے) پھر بیٹھے اور کچھ بخورا کرے۔

اور ایک جلسہ سے بیٹھا رہے۔ اور درود شریف پڑھے۔ دس مرتبہ سورۃ فاتحہ۔ اور

مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھے۔ (حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی روح کو ثواب پہنچائے) پھر ایک

ایک سو گیارہ بار یہ رُباعی پڑھے۔

اَيُّدِرْ كُنِي ضِيْمًا وَّ اَنْتَ ذَنْبِي وِرِي

عَ اَظْلَمَ فِي الدُّنْيَا وَّ اَنْتَ لِهَيْرِي

نَعَامُ عَلِيٍّ حَامِي الْحَمِي وَهُوَ قَادِرٌ

اِذَا ضَاءَ فِي الْبَيْدِ اِءِ عِقَالُ بَصِيْرِي

جس حاجت کیلئے پڑھے گا انشاء اللہ پوری ہوگی۔ اور کبھی ایسا بھی ہوگا کہ روح منظر حضرت غوث الاعظم

کی ظاہر ہو کر اس کے کام کا جواب دے گی۔ حضرت بایزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر یہ

حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دیدار کے لئے کیا جائے تو لفظ حامی الحمی کو محدود

بفتح حمزہ پڑھے (حَامِي الْحَمِي) اگر دوستی۔ ملازمت یا شادی یا کسی حاجت

غرض کھیلے پڑھے جس میں اتصال کے معنی پائے جائیں تو بضم ہمزہ پڑھے۔
(حَامِی الْحَمِی) مقہوری اعداء جس میں کسر مطلوب ہو بکسر ہمزہ پڑھے۔

قضائے حاجات و حل مشکلات کی نمازیں

بارہ رکعت نفل قضائے حاجات چھ قعدہ ایک سلام سے پڑھے۔ جب التَّحِيَّات پڑھ چکے تو تکبیر کہہ کر سجدہ میں رکھ کر سات بار سورۃ فاتحہ۔ سات بار آیتہ الکرسی اور دس بار لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔ پڑھے۔ اور ساتھ ہی یہ دعا مانگے۔ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِعَاقِدِ الْعَرْشِ مِنْ عَرْشِكَ وَفُنْتَهِي الرَّحْمَةَ مِنْ كِتَابِكَ وَاسْمِكَ الْأَعْظَمِ وَبِدِّكَ الْأَعْلَى وَكَلِمَاتِكَ التَّامَّةِ أَنْ تَقْضِيَ حَاجَتِي هَذِهِ..... (اپنا مطلب عرض کرے) بعدہ سرسجدہ سے اٹھا کر حسب معمول دونوں طرف سلام پھیرے۔

مفتی دمشق علامہ حامد آفندی رحمۃ اللہ علیہ جو سخت پریشانی میں مبتلا تھے اس کو سرکار

قضائے حاجات

دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں یہ درود شریف تلقین فرمایا۔ علامہ سید ابن عابدین رحم مؤلف فتویٰ شامی نے اس کی سند تحریر فرمائی ہے۔ بعد نماز عشاء تازہ وضو کرے۔ دو رکعت نفل ادا کرے پہلی رکعت میں بعد فاتحہ سورۃ کُفْرُونَ۔ دوسری میں سورۃ اخلاص پڑھے۔ بعد فراغ قبلہ رو ایسی جگہ بیٹھے جہاں سوچانا ہو۔ صدق دل سے ایک ہزار بار اَسْتَغْفِرُ اللَّهَ الْعَظِيمَ پڑھے۔ پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا تصور کرے کہ اُن کی بارگاہ میں عرض کر رہا ہوں، ۱ یا ۲ یا ۳ سو بار ذیل کا

درود شریف پڑھے۔ جب نیند کا غلبہ ہو اسی جگہ دائیں کروٹ سو جائے۔ جب پچھلی رات جاگے تو پھر اسی جگہ بٹو بانہ بیٹھ کر درود شریف پڑھے تصور کرے۔ دو تین راتوں میں مراد بر آئیگی۔ آخری رات جمعہ کی ہو۔ درود شریف یہ ہے۔

اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ قَدْ عَاقَتْ حَيْلَتِي أَدْرِكُنِي
يَا رَسُولَ اللَّهِ ط

بیماری سے نجات حاصل کرنے کیلئے، کسی مقدمہ اور مشکل کام میں آسانی پیدا کرنے کیلئے یہ عمل مفید ہے۔

برائے حل مشکلات ایک مفید عمل

يَا بَدِيعَ الْعَجَائِبِ بِالْخَيْرِ يَا بَدِيعَ . بارہ سو مرتبہ روزانہ وقت مقررہ پر پڑھیں۔ اول و آخر دو سو مرتبہ درود شریف پڑھیں۔ یہ عمل عجیب تاثیر رکھتا ہے اکثر اہل تجربہ نے اس کے فوائد عجیب و غریب بیان کئے ہیں۔ جس روز یہ عمل شروع کریں ایک فقیر کو کھانا کھلا دیں۔

مُسَبَّحَاتُ عَشْرِ

حضرت ابراہیم تیمی رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت خضر علیہ السلام نے تعلیم فرمایا اور حضرت خضر علیہ السلام کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم فرمایا تھا۔ اس عمل سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوتی ہے۔ حضرت خضر علیہ السلام سے شرف ملاقات ہوتا ہے اور غیب سے بے مشقت روزی ملتی ہے۔ گناہ کبیرہ اللہ تعالیٰ معاف فرمائے گا۔ نیک بخت اس عمل کو کرے گا۔ فرشتوں کو حکم ہوتا ہے ایک سال تک گناہ نہ لکھیں۔ انبیاء علیہم السلام اور فرشتوں کی زیارت نصیب ہوگی۔ اس کا ثواب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم خضر علیہ السلام

اولیائے کرام اور جمیع امت محمدیہ کو بخشے طلوع آفتاب و غروب آفتاب سے پہلے پڑھ لیا جائے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

۱۔ سورۃ فاتحہ امین تک ۷ بار۔ عَدَدًا عَلِمَ اللّٰهُ زَمَنَهُ مَا عَلِمَ اللّٰهُ بِلَا مَا
عَلِمَ اللّٰهُ۔ ۱ بار۔ تَبَسَّرْتُ مِنْ حَوْبِيْ وَقُوَّتِيْ وَالْجَاتِ اِلَى حَوْلِ اللّٰهِ
وَقُوَّتِهِ فِى جَمِيعِ اُمُوْرِيْ اَبَار۔ اَللّٰهُمَّ اهْدِنِىْ بَرَفْعِكَ يَا رَافِعُ يَا مَرِيفُ
وَتَوْفِىْ سُلَامًا وَاَلْحَقْنِىْ بِالصّٰلِحِيْنَ ۶ بار۔

۲۔ سورۃ والناس مع بسم اللہ ۷ بار ۳۔ سورۃ فلق مع بسم اللہ ۷ بار

۴۔ سورۃ اخلاص مع بسم اللہ ۷ بار ۵۔ سورۃ کافرون مع بسم اللہ ۷ بار

۶۔ آیتہ الکرسی مع بسم اللہ ۷ بار ۷۔ کلمہ تمجید مع بسم اللہ ۷ بار

۸۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ وَاَمِيْنِكَ وَجِيْبِكَ وَشَفِيْعِكَ
وَرَسُوْلِكَ النَّبِيِّ الْاَمِيِّ وَعَلَى اٰلِهِ وَاَزْوَاجِهِ وَاَوْسِيَّتِهِ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ ۷ بار

۹۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدِيْ وَلِمَنْ تَوْلَدَ وَرَحْمَتُكَ كَمَا رَبَّيْتَنِىْ صَغِيْرًا وَاغْفِرِ اللّٰهُمَّ
لِجَمِيعِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ الْاَحْيَاءِ مِنْهُمْ وَالْاَمْوَاتِ
اِنَّكَ مُجِيبُ الدَّعَوَاتِ وَرَافِعُ الدَّرَجَاتِ وَقَاضِى الْحَاجَاتِ وَكَاشِفُ الْهَمَمَاتِ
وَدَافِعُ الْبَلِيَّاتِ بِرَحْمَتِكَ يَا رَحْمَةً الرَّحِيْمِيْنَ ۷

۱۰۔ اَللّٰهُمَّ يَا رَبِّ اَفْعَلْ بِيْ وَبِهِمْ عَاجِلًا وَاَجَلًا فِى الدِّيْنِ وَالدُّنْيَا مَا اَنْتَ
لَهُ اَهْلٌ وَلَا تَفْعَلْ بِنَا يَا مَوْلَانَا مَا نَحْنُ لَهُ اَهْلٌ اِنَّكَ غَفُوْرٌ عَلِيْمٌ جَوَادٌ
كَوْنِيْ مَلِكٌ بِرِسْوَتِ الرَّحِيْمِ ۷ بار

۱۱۔ اَللّٰهُمَّ يَا رَبِّ اَفْعَلْ بِيْ وَبِهِمْ عَاجِلًا وَاَجَلًا فِى الدِّيْنِ وَالدُّنْيَا مَا اَنْتَ
لَهُ اَهْلٌ وَلَا تَفْعَلْ بِنَا يَا مَوْلَانَا مَا نَحْنُ لَهُ اَهْلٌ اِنَّكَ غَفُوْرٌ عَلِيْمٌ جَوَادٌ
كَوْنِيْ مَلِكٌ بِرِسْوَتِ الرَّحِيْمِ ۷ بار

۱۲۔ اَللّٰهُمَّ يَا رَبِّ اَفْعَلْ بِيْ وَبِهِمْ عَاجِلًا وَاَجَلًا فِى الدِّيْنِ وَالدُّنْيَا مَا اَنْتَ
لَهُ اَهْلٌ وَلَا تَفْعَلْ بِنَا يَا مَوْلَانَا مَا نَحْنُ لَهُ اَهْلٌ اِنَّكَ غَفُوْرٌ عَلِيْمٌ جَوَادٌ
كَوْنِيْ مَلِكٌ بِرِسْوَتِ الرَّحِيْمِ ۷ بار

۱۳۔ اَللّٰهُمَّ يَا رَبِّ اَفْعَلْ بِيْ وَبِهِمْ عَاجِلًا وَاَجَلًا فِى الدِّيْنِ وَالدُّنْيَا مَا اَنْتَ
لَهُ اَهْلٌ وَلَا تَفْعَلْ بِنَا يَا مَوْلَانَا مَا نَحْنُ لَهُ اَهْلٌ اِنَّكَ غَفُوْرٌ عَلِيْمٌ جَوَادٌ
كَوْنِيْ مَلِكٌ بِرِسْوَتِ الرَّحِيْمِ ۷ بار

۱۴۔ اَللّٰهُمَّ يَا رَبِّ اَفْعَلْ بِيْ وَبِهِمْ عَاجِلًا وَاَجَلًا فِى الدِّيْنِ وَالدُّنْيَا مَا اَنْتَ
لَهُ اَهْلٌ وَلَا تَفْعَلْ بِنَا يَا مَوْلَانَا مَا نَحْنُ لَهُ اَهْلٌ اِنَّكَ غَفُوْرٌ عَلِيْمٌ جَوَادٌ
كَوْنِيْ مَلِكٌ بِرِسْوَتِ الرَّحِيْمِ ۷ بار

۱۵۔ اَللّٰهُمَّ يَا رَبِّ اَفْعَلْ بِيْ وَبِهِمْ عَاجِلًا وَاَجَلًا فِى الدِّيْنِ وَالدُّنْيَا مَا اَنْتَ
لَهُ اَهْلٌ وَلَا تَفْعَلْ بِنَا يَا مَوْلَانَا مَا نَحْنُ لَهُ اَهْلٌ اِنَّكَ غَفُوْرٌ عَلِيْمٌ جَوَادٌ
كَوْنِيْ مَلِكٌ بِرِسْوَتِ الرَّحِيْمِ ۷ بار

۱۶۔ اَللّٰهُمَّ يَا رَبِّ اَفْعَلْ بِيْ وَبِهِمْ عَاجِلًا وَاَجَلًا فِى الدِّيْنِ وَالدُّنْيَا مَا اَنْتَ
لَهُ اَهْلٌ وَلَا تَفْعَلْ بِنَا يَا مَوْلَانَا مَا نَحْنُ لَهُ اَهْلٌ اِنَّكَ غَفُوْرٌ عَلِيْمٌ جَوَادٌ
كَوْنِيْ مَلِكٌ بِرِسْوَتِ الرَّحِيْمِ ۷ بار

۱۷۔ اَللّٰهُمَّ يَا رَبِّ اَفْعَلْ بِيْ وَبِهِمْ عَاجِلًا وَاَجَلًا فِى الدِّيْنِ وَالدُّنْيَا مَا اَنْتَ
لَهُ اَهْلٌ وَلَا تَفْعَلْ بِنَا يَا مَوْلَانَا مَا نَحْنُ لَهُ اَهْلٌ اِنَّكَ غَفُوْرٌ عَلِيْمٌ جَوَادٌ
كَوْنِيْ مَلِكٌ بِرِسْوَتِ الرَّحِيْمِ ۷ بار

۱۸۔ اَللّٰهُمَّ يَا رَبِّ اَفْعَلْ بِيْ وَبِهِمْ عَاجِلًا وَاَجَلًا فِى الدِّيْنِ وَالدُّنْيَا مَا اَنْتَ
لَهُ اَهْلٌ وَلَا تَفْعَلْ بِنَا يَا مَوْلَانَا مَا نَحْنُ لَهُ اَهْلٌ اِنَّكَ غَفُوْرٌ عَلِيْمٌ جَوَادٌ
كَوْنِيْ مَلِكٌ بِرِسْوَتِ الرَّحِيْمِ ۷ بار

۱۹۔ اَللّٰهُمَّ يَا رَبِّ اَفْعَلْ بِيْ وَبِهِمْ عَاجِلًا وَاَجَلًا فِى الدِّيْنِ وَالدُّنْيَا مَا اَنْتَ
لَهُ اَهْلٌ وَلَا تَفْعَلْ بِنَا يَا مَوْلَانَا مَا نَحْنُ لَهُ اَهْلٌ اِنَّكَ غَفُوْرٌ عَلِيْمٌ جَوَادٌ
كَوْنِيْ مَلِكٌ بِرِسْوَتِ الرَّحِيْمِ ۷ بار

۲۰۔ اَللّٰهُمَّ يَا رَبِّ اَفْعَلْ بِيْ وَبِهِمْ عَاجِلًا وَاَجَلًا فِى الدِّيْنِ وَالدُّنْيَا مَا اَنْتَ
لَهُ اَهْلٌ وَلَا تَفْعَلْ بِنَا يَا مَوْلَانَا مَا نَحْنُ لَهُ اَهْلٌ اِنَّكَ غَفُوْرٌ عَلِيْمٌ جَوَادٌ
كَوْنِيْ مَلِكٌ بِرِسْوَتِ الرَّحِيْمِ ۷ بار

يَكْفِيْنِيْ شَرِيفٌ

برائے سحر و رجعت۔ شر دشمنان۔ حل مشکلات۔ نوحندى التوارى یا جمعرات

کو بوقت اشترق ۲۱ بار پڑھ کر پانی پر دم کر کے پیلے ۲۱ دن عمل کرے رجعت دفع ہوگی۔
 زکوٰۃ: نیا چاندنی پہلے سوموار یا جمعہ کو بعد نماز اشترق جگہ مقررہ پر اکیس بار پڑھے۔ بعد
 نو یہ وظیفہ بعد اشترق ایک بار یومیہ پڑھے۔ پانی پر دم کر کے پیلے رجعت نہ ہوگی۔ ۲۱ دفعہ
 پڑھ کر جس مریض پر دم کرے رجعت دفع ہوگی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط
 يَا رَبِّ دَخَلْتُ وَخَلْتُ وَخَلِي كَانَتْ كَنْتٌ وَكَيْلِي كَانِي يَكْفِيئِي رَبِّي يَكْفِيئِي مَجْبُودِي
 يَكْفِيئِي مَطْلُوبِي يَكْفِيئِي مَقْصُودِي يَكْفِيئِي . حَافِظٌ حَفِیْظٌ يَكْفِيئِي حَمَانٌ
 فَمَانٌ يَكْفِيئِي . عَفْوٌ عَفَّارٌ يَكْفِيئِي تَهَارٌ جَبَّارٌ يَكْفِيئِي حَيٌّ قَيُّوْمٌ
 يَكْفِيئِي خَالِقٌ خَلَقَ يَكْفِيئِي عَلِيْمٌ عَلَامٌ يَكْفِيئِي رَازِقٌ رَازِقٌ يَكْفِيئِي شَاحِدٌ
 فَاطِرٌ يَكْفِيئِي اللّٰهُ يَكْفِيئِي يَكْفِيئِي يَكْفِيئِي فَاللّٰهُ خَيْرٌ حَافِظًا ، وَهُوَ اَرْحَمُ
 الرَّحِیْمِ ، لَا تَخَافِي وَلَا تَخْرِي اِنَّا رَاَدُّهُ اِلَيْكَ وَجَعَلُوهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ
 يَا مُوسٰى اَقْبِلْ وَلَا تَخَفْ اِنَّكَ مِنَ الْاٰمِنِيْنَ . بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ فَارْجِعُوْا بِرَبِّ
 بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ يَا نَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَسَلَامًا عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ وَفَارْجِعُوْا
 فَارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا بِسْمِ اللّٰهِ ط

اول آخر اس شعر کو ۵ بار پڑھے۔

اَرَادُوْا مَا كَانَ حَتّٰى اُرِيْدُوْ
 فَتَوْبِيْ لَهُمْ مِنْ مَّرَادٍ مُّوَادُوْ

جو کوئی عشاء کی نماز کے وتروں اور سنتوں کے
 درمیان پانچ سو بار یہ عمل پڑھے گا۔ اس کے دل
 پر بہت سی باتوں کا انکشاف ہوگا۔ پڑھتے ہوئے آسمان سے ندا اور فرشتہ علیہ کی آواز
 آئے گی۔ اس کے غلام وہ معاش کے سلسلے میں تنگی اور پریشانی

نہیں دیکھے گا۔ عمل یہ ہے۔

يَا اللَّهُ يَا رَبِّ يَا رَحْمَنُ يَا رَحِيمُ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيْثُ ۝

۴ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ننانوے مرتبہ

خواب میں اللہ تعالیٰ کی زیارت کی۔ اور اللہ پاک سے

دُعَا مَغْفِرَت

مسلمانوں کی مغفرت اور سزات کھینٹے عرض کیا۔ حکم ہوا کہ جو کوئی صبح و شام اس دعاء کو پڑھتا رہے گا۔ قیامت کے دن ہمارے عذاب سے محفوظ رہے گا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سُبْحَانَ اَبْدِيْ الْاَبَدِ سُبْحَانَ الْوَاحِدِ الْاَحَدِ سُبْحَانَ الْفَرْدِ الصَّمَدِ سُبْحَانَ رَافِعِ
السَّمَاوَاتِ بِغَيْرِ جَمِدٍ سُبْحَانَ مَنْ بَسَطَ الْاَرْضَ عَلٰی مَاءٍ حَمِيْدٍ سُبْحَانَ مَنْ خَلَقَ الْخَلْقَ
فَاَحْطَمَهُمْ عَدَدًا سُبْحَانَ مَنْ قَسَمَ الرِّزْقَ وَلَمْ يَنْسِ اَحَدًا سُبْحَانَ الَّذِي لَمْ يَلِدْ
وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝ (شامی)

دُعَا خَاتِمَةِ الْخَيْرِ هُوَ

ایمان سلب نہ ہو

ہدایہ کے مصنف برہان الدین علی حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ مجھے خواب میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ صحابہ کرام رضہ بھی وہاں موجود تھے حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہزاروں لوگ مرتے ہیں لیکن ایمان کے ساتھ کوئی دنیا سے نہیں جاتا۔ پھر میں نے اپنا سر حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک قدموں میں رکھ دیا اور عرض کیا (اے اللہ کے نبیؐ) وہ کونسی صورت اور تدبیر ہے (کہ ایمان کے ساتھ موت آوے) ارشاد فرمایا میری یہ وصیت یاد رکھ اور اس پر عمل کرو۔ یہ دعاء

پڑھا کرو۔ جب میں بیدار ہوا تو میں نے یہ دعاء خط سبز میں اپنے ہاتھ میں لکھی ہوئی پائی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 اَللّٰهُمَّ بَعِزَّتِكَ يَا عَزِيزٌ وَبِقُدْرَتِكَ يَا قَدِيْرٌ وَبِحَمْدِكَ يَا حَمِيْدٌ وَبِحِكْمَتِكَ يَا حَكِيْمٌ
 وَبِعَظَمَتِكَ يَا عَظِيْمٌ وَبِرَحْمَتِكَ يَا رَحِيْمٌ وَبِفَضْلِكَ يَا رَحْمٰنٌ وَبِمَنَّاتِكَ يَا مَنَّٰنٌ
 وَبِعَفْوِكَ يَا غَفُوْرٌ اِنْ تَحْفَظْ عَلٰی الْاِيْمَانِ فِيْ اَنَاةِ الْاَيْلِ وَاَطْوَاْفِ النَّمَاْسِ -
 قَائِمًا وَّقَائِدًا رَّاكِعًا وَّسَاجِدًا وَيَقْظَانًا وَّنَابِهًا حَيًّا اَوْ مَيِّتًا عَلٰی كُلِّ حَالٍ
 بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّحِيْمِيْنَ ۞ (از ملفوظات شاہ نیاں لکھنؤی)

مختلف وظائف

حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الہی رحمۃ اللہ علیہ یہ نقش لکھ کر دیا کرتے تھے۔

نقش لکھ کر دئے جائیں۔ ایک روزانہ پی لیا کرے۔

۷۸۶

اللہ کافی

اللہ شافی

اللہ معافی

بلیات و آفات سے محفوظ رہنے کیلئے یہ نقش لکھ

کر گھر میں دیوار پر لگاویں۔

بلیات ارضی سماوی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

يَا حَفِيْظُ يَا حَفِيْظُ يَا حَفِيْظُ
 يَا بَدِيْعُ يَا بَدِيْعُ يَا بَدِيْعُ
 يَا بَدِيْعُ الْعَجَائِبِ بِالْخَيْرِ يَا بَدِيْعُ

نقش ہو
برائے ہولِ دل۔ گہراہٹِ خوف اور ڈراؤنے
خواب کے ٹکڑے میں ڈالے۔

هو هو هو هو هو
هو هو هو هو هو
ها ها ها ها ها
ها ها ها ها ها

برائے ہر مرض اور دینی دنیاوی مقاصد اور حل مشکلات

۷۸۶

یا رزاق	یا معین	یا شافی	اللہ کافی
یا علیم	یا باسط	یا وکیل	یا رحمن رحیم
یا سین	یا حافظ	لم یلد	الصد
یا غنور	یا رحیم	یا رحمن	یا اللہ

کیے

برائے غنا و برکت

۷۸۶

۸۶	۹۶	۹۳	۸۹
۹۲	۸۸	۸۳	۹۵
۸۷	۹۱	۹۱	۸۲
۹۷	۸۵	۸۶	۹۲

ہر مرض کیلئے پانی

معہ تعوذ و اسمیہ سورۃ فاتحہ - سورۃ کافرون - سورۃ اخلاص
سورۃ قلقل سورۃ والناس آیتہ الکرسی -

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَبِعَدَّةِ اللَّهِ لَاشْرِكُ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ
وَلَهُ الْحُكْمُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

ہر ایک ستر ستر بار اس طرح پڑھیں کہ حجام آب
طاہر سالنہ رکھیں۔ اس میں انگشت سبابہ ڈوبی رہے
پھر یہی پانی جس پر اس کو دم کیا ہو باعتقاد کامل ۱۱ سے ۲۱
روز تک اس طرح دم کر کے پلاتے رہیں۔ بجز موت کے ہر مرض
کے لئے مفید ہے (الحديث)

بقیہ صفحہ ۱۱۰ کا ملاحظہ ہو

سالک کا اپنی ہستی اور وجود اضافی کو فنا کر کے
وجود حقیقی ذات حق سبحانہ کے ساتھ بقا حاصل

بِقَابِ اللَّهِ

کرنا۔ بقا باللہ ہو جاتا ہے۔ یعنی نور بھیرت سے اپنے وجود اضافی کو
عدم محض جاننا فنا ہے۔ اور صرف ذات حق سبحانہ کو موجود جاننا بقا ہے۔

تجلیات حق کو بلا حجاب دیکھنا۔

مُشَاهِدَةٌ

عادت جاریہ نظام عالم کے خلاف کسی امر کا

ظہور ہونا خرق عادت کرامت ہے۔

کرامت

حجام شراب حقیقت کو بادہ کہتے ہیں۔

بادہ

تمام کائنات میں رب کی

ذات کا نظارہ کرنا۔

بسیط

یہ نقش پہننے کیلئے اور پینے کیلئے لکھ کر دیا جائے۔
یہ نقش پینے کیلئے زردہ والے رنگ سے لکھ کر دیا جائے۔

ہر مرض کیلئے

۷۸۶

۶	۱	۸
۷	۵	۳
۲	۹	۴

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو
عید کا تحفہ شخص عید کے دن تین سو مرتبہ سبحان اللہ و بحمدہ پڑھے
اور اس کا ثواب فوت شدہ مسلمانوں کی روح کو بخشے۔ تو ہر مسلمان کی قبر سے ایک
ہزار انوار داخل ہوتے ہیں۔ اور جب وہ پڑھنے والا خود فوت ہو جائے گا تو اللہ تعالیٰ
اُس کی قبر میں بھی ایک ہزار انوار داخل فرمائے گا۔ (مکاشفۃ القلوب)

جو شخص بروز جمعہ
یا بارہٹی ایک

ورد جمعہ قبر میں بقدر ایک نماز پھرے

سو مرتبہ پڑھے گا۔ مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ اُس کو بقدر ایک نماز کے قبر میں رکھے گا
اُس کے بعد اس کو بہشت میں اٹھائے گا۔

سونے سے پہلے سورۃ ملک جو ایک مرتبہ پڑھ لیا کرے گا
اُس کو عذاب قبر نہ ہوگا۔

آسانی قبر

وظائف

حضرت معروف کرخنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ
جو شخص روزانہ دس مرتبہ یہ وظیفہ پڑھے

دُعای معروف کرخنی

وہ ابدالوں میں لکھ دیا جاتا ہے۔ (شرح المواہب)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ اُمَّةٌ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اَللّٰهُمَّ فَرِّجْ عَنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اَللّٰهُمَّ اَرْحَمْ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ: اے اللہ! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی اصلاح فرما دے

اے اللہ! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی تکلیفیں دور فرما دے

اے اللہ! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر رحم فرما۔

برکت رزق ہر روز سو مرتبہ یہ کلمہ پڑھنا۔ انسان کو بے فکرگی کا زندگی پیدا کرتا ہے۔ اور فارع البالی عطا کرتا ہے۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ

عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝

ہر مشکل کیلئے ہر قسم کے مہمات پریشانی اور مشکلات حل کرنے کیلئے یہ چشتیوں کا اسم اعظم ہے۔ بلا تعداد پڑھیں۔

يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ

خدا کی محبت روزانہ بعد نماز عصر سورۃ عمالتسألون ۵ مرتبہ پڑھا کریں اس عمل سے خدا کی محبت دل میں

پیدا ہوتی ہے۔

الحمد شریف برائے کٹاؤں رزق۔ دشمنوں کے شر سے محفوظ رہنا یہ حضرت شاہ کلیم اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا عمل ہے۔

نجر کے بعد ۲۱ مرتبہ۔ ظہر کے بعد ۲۲ مرتبہ۔ عصر کے بعد ۲۳ مرتبہ۔ مغرب کے بعد ۲۴ مرتبہ۔ عشاء کے بعد ۱۰ مرتبہ۔

تَصَوُّف

ترجمہ

سختوڑی سی دیر اولیاء کی ہمیشگی
سوسالہ - بے ریا عبادت سے بہتر ہے

اللہ تبارک تعالیٰ نے اولیاء کرام کو یہ قدرت عطا فرمائی ہے کہ
کمان سے نکلا ہوا تیر راستے سے واپس لوٹا سکتے ہیں

مٹھی بھر مٹی سے سونا پیدا کر
کسی کامل کی چوکھٹ پر بوسہ دے

نیک لوگوں کی صحبت اگر ایک گھڑی حاصل ہو جائے
تو سوسال کی زہد و تقویٰ کی عبادت سے بہتر ہے

قال (پڑھنے پڑھانے) سے گزراور عمل کی طرف اپنے کو راغب کر
مرد کامل کی خدمت میں اپنے آپ کو پامال کر دے

جو چاہتا ہے کہ مجھے قرب خداوندی حاصل ہو
وہ اولیاء کرام کی ہمیشگی (صحبت) میں بیٹھے

اشعار

یک زمانہ صحبت با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

اولیاء را بہت قدرت از الہ
تیر چہ تہ بانگرہ دانشدہ راہ

کیمیا پیدا کن از مشتی گلے
بوسہ زن بر آستانے کاملے

صحبت نیکان اگر یک ساعت است
بہتر از صد سالہ زہد طاعت است

قال را ہنگزارو مردِ حال شو
پیش مردِ کامل پامال شو

ہر کہ خواهد ہم نشینی با خدا
اونشیند در حضورِ اولیاء

فیض حق اندر کمال اولیاء
حق تعالیٰ کا فیض اولیائے کاملین میں ہوتا ہے
نورِ حق اندر جمال اولیاء
جمال اولیاء میں حق تعالیٰ کا نور ہوتا ہے

پیر کامل صورتِ ظلّ خدا
پیر کامل اللہ تبارک و تعالیٰ کے سایہ کی طرح ہے
یعنی دیدِ پیر دیدِ کبریا
یعنی پیر کا دیکھنا اللہ کو دیکھنا ہے

پیر را بگزیں کہ بے پیر این سفر
سفر راہِ طریقت کیلئے پیر کو اختیار کرو
ہست لبس پر آفت و خوف و خطر
ورنہ خوف و خطر رہے۔

چوں گرفتاری پیر ہیں تسلیم شو
اوجیب پیر کر لیا تو سراپا تسلیم و رضا سے کام لو
ہمچو موسیٰ زیر حکم خضر رو
حضرت موسیٰ کو حضرت خضر نے فرمایا تھا کہ تم میری بات پر اعتراض نہ کرو

نگاہِ مرشدِ کامل سے عشقِ مصطفیٰ حاصل
خدا کا قرب دیتی ہے محبتِ پیر خانے کی

ہیں کہ اسرافیل و قتلند اولیاء
بھردار! اولیاء وقت کے اسرافیل ہیں
مردہ رازِ لیشاں حیاتِ مست و نما
مردے کی اُن سے زندگی اور نشوونما ہے

مرتبہ انسان بدست اولیاء
انسان کا مرتبہ اولیاء کے ہاتھ میں ہے
سفیر چوں حیوان شناسش اے کیا
حیوان کی طرح فرمانبردار سمجھ اے عقلمند

حبیبِ ولی مقامِ جنتِ اُست
ولی سے محبت رکھنے والے کا مقامِ جنت ہے
بغضِ ولی مقامِ دوزخِ اُست
ولی سے بغض رکھنے والے کا مقامِ دوزخ ہے

تا تو می بینی عزیزاں را بشر
جیت تک تو معززین (بارگاہِ الہی) کو بشر سمجھتا ہے
داں کہ میراثِ بلیسی ست آن نظر
سمجھ لے یہ نگاہِ شیطان کی میراث ہے

گرنہ فرزندِ بلیسی اے عنید
اے سرکش! اگر تو شیطان کی اولاد نہیں ہے
پس بتو میراثِ آن سگِ چوں رسید
تو تجھے اُس کتے کی میراث کیسے ملی

صبر کن بر کارِ خضر اے بے نفاق
اے نفاق سے دور رہنے والے خضر علیہ السلام کے کام پر صبر کر
تا نہ گوید خضر رو ہذا نفاق
کہیں ایسا نہ ہو خضر گنہ دین آپ کے اور میر درمیان جدائی ہے

نرم گوید سخت گوید خوش بگیر
تا کند بر جملہ میرانت میر

ملتِ عشق از ہمہ ملت جداست
عشق کا مذہب تمام مذہبوں سے جدا ہے
عاشقوں کا مذہب اور دین اللہ تعالیٰ ہے
عاشقوں کا مذہب اور دین اللہ تعالیٰ ہے

عشق برہان است و سلطانِ مبیس
عشق سلطانِ جمال و جلال ہے جہاں بادشاہ آجائے
ہر دو عالم عشق را زیرِ نگیں
وہاں اور کسی کی ضرورت نہیں رہتی

دل بدست آور کہ جمع اکبر است
کسی کے دل کو راضی کرنا جمع اکبر ہے
از ہزاراں کعبہ یک دل بہتر است
ہزاروں کعبوں سے ایک دل بہتر ہے

کعبہ تعمیر خلیب بل اطہر است
کعبہ (حضرت ابراہیمؑ) پاک خلیل اللہ کی تعمیر ہے
دل گندگاہ جلیل اکبر است
دل خدائے اکبر کی گندگاہ ہے

دل چہ باشد مطلع انوار حق
دل اللہ تعالیٰ کے انوار کے ظاہر ہو نیکی جگہ ہے
دل چہ باشد منبع اسرار حق
دل اللہ تعالیٰ کے رازوں کے نکلنے کی جگہ ہے

دل بود مرآت و جہ ذوالجلال
دل اللہ تعالیٰ کے حسن و جمال کا آئینہ ہے
در دل صافی نماید حق تعال
صاف دل میں ہی خدا نظر آتا ہے

پیش سالک عرش رحمن است دل
راہ سلوک پر چلنے والوں کیلئے رحمن کا عرش دل ہے
جملہ عالم چوں تن و جان است دل
جیسے کہ تمام جہان جسم ہے اور اس میں جان دل ہے

دل مقام استوائے کبریا است
دل اللہ تعالیٰ کے رہنے کی جگہ ہے
دل نہ باشد آن آنکہ باکبر و ریاست
جو ایسا دل نہیں رکھتا وہ حکیم اور بیا کار ہے

یَعْلَمُ اللَّهُ اَزْ دُوْكَ اَیْ رَاہِ مَوْلٰی بِمِشْنِیْتِ
خدا کی قسم اللہ جل شانہ کے یہاں کاراستہ دو قدم سے
یک قدم بر نفس خود نہ دیکرے بر کوئے دوست
زیادہ نہیں ہے پہلا قدم اپنے نفس پر نہ رکھ دے۔
دوسرا محبوب کی گلی میں رکھا ہوا ہے۔

نشان حبیب کبریا

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ ۝

حضور سرور عالم، نور مجسم، خورشید آسمانِ محبوبیت، محبوب رب العالمین، احمدِ محبتی
 عظیم صلی اللہ علیہ وسلم کی بے مثال عظمت و رفعت کا وہ بلند و بالا مقام ہے جو فہم انسانی
 بالاتر ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سر پائے نور۔ منہر ذات و صفات حق تعالیٰ ہیں۔ آپ
 سالی کے منہر اکمل ہیں۔ اور آپ پر خدا کا ظہور بالذات ہے۔ آپ کا وجود ازلی
 کا ہے۔ آپ خدا کے نور ذاتی ہیں۔ آپ زندہ جاوید ہیں اور ہر جگہ حاضر و ناظر
 نور محمدی اصل کائنات ہے اور کائنات کی ہر شے نور محمدی کی فرع ہے۔ اور اسی
 نشانی ہے۔ زبان و تسلیم میں محبوب خدا کی عظمت و بزرگی کے اظہار کی کہاں طاقت ہے
 بیاں ہو کس سے۔ کمالِ محمدِ عربیؐ
 ہے بے مثال جمالِ محمدِ عربیؐ

مَا لَا يَدْرِكُ كَلِمَةً لَا يَدْرِكُ كَلِمَةً کے مطابق زمانہ کے ادباء، شعراء، علماء
 لاکھوں اہل تسلیم حضرات نے سرود کون و مکان کے فضائل و کمالِ محامد و محاسن
 بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔ مگر الْعِظَمَاتُ اللّٰهِ - عظمتِ رسول کے دریا نے
 پایاں کا کنارہ کسی کو ہاتھ نہ آیا۔ اور سب نے عالم حیرت و استعجاب میں یہی کہا اور سنایا۔
 بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد سید عبدالمزاق
 نے اپنی مسند میں نقل فرمایا ہے کہ حضرت جابرؓ

صلى الله عليه وسلم

نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ فَذَكَرَ أَبِي دَاوُدَ اللَّهُ تَعَالَى نَسَبَ أَشْيَاءَ
چیز کو پیدا فرمایا؟

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ يَا جَابِرُ إِنَّ اللَّهَ خَلَقَ قَبْلَ الْأَشْيَاءِ
مِنُ نُورِهِ۔ اے جابر اللہ نے سب چیزوں سے پہلے تیرے نبی کے نور کو
سے پیدا کیا۔ ایک بار حضور علیہ السلام نے جبرائیل سے فرمایا تیری عمر کتنی ہے
عرض کی کہ اس کے نبو میں کچھ نہیں جانتا کہ چوتھے حجاب میں ہر ستر ہزار
ایک ستارہ چمکتا تھا۔ اس کو میں نے بہتر ہزار مرتبہ دیکھا۔ حضور اقدس صلی اللہ
نے فرمایا مجھے اپنے رب کے عزت و جلال کی قسم اَنَا ذَالِكِ الْكُوكَبُ وَهُوَ
تھا۔ اُس وقت نہ لوح تھی نہ قلم، نہ جنت تھی نہ دوزخ۔ نہ فرشتے
نہ زمین نہ چاند نہ سورج نہ جن نہ انس نہ مٹی نہ آگ نہ پانی۔

حسین حقیقی کا جلوہ قدیم اپنی شانِ احادیث سے بزمِ شہود کی طرف
اور ائینہ محمدی بن گیا۔ ائینہ محمدی نورِ ازلی کا منظر اتم ہو گیا۔ حقیقت محمدی
کے جلوے چلے اور کن فی کون کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ لوح و قلم عرش کریم
دوزخ۔ جن انس ملائکہ زمین آسمان عرض بزمِ کوئین کی ہر شے اسی نورِ محمدی
ہے جب اللہ تعالیٰ نے پیارے محبوب کا نور پیدا فرمایا تو اس صورت
جو صورت آپ کی دنیا میں تھی۔ فرق صرف اتنا ہے کہ وہ نور محض تھا اور یہاں
میں وہ نور بشریت سے جمع ہوا کہ آپ کی بشریت بھی نور مجسم تھی یہی وجہ ہے
(۱) آپ کا سایہ نہیں تھا۔

(۲) آپ کے جسم مبارک پر منکھی نہیں بیٹھتی تھی۔ (۳) آپ کے جسم اور پسینہ
کی خوشبو آتی تھی۔ (۴) آپ کے رخسار مبارک کا عکس دیکھا جاتا تھا۔ اور اس کا
یا روشنی در دیوار پر پڑتی تھی۔ (۵) جب آپ تبسم فرماتے تو دانتوں

نکلتا تھا۔ (۶) آپ کئی کئی دن ہفتہ ہفتہ۔ دن رات بغیر کھائے پیئے روزہ
تھے مگر جسم پر کسی قسم کا ضعف بھی نہ ہوتا تھا۔

حدیث قدسی ہے **كُنْتُ كَنْزًا مَخْفِيًا فَاجَبَبْتُ أَنْ
أَعْرَفَ فَمَخَلَقْتُكَ يَا مُحَمَّدٌ** (یعنی تھا میں ایک خزانہ مخفی

میں نے کہ پہچانا جاؤں۔ پس ظاہر کیا میں نے تمہیں اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم)
حضرت شیخ اکبر مفتوحات مکیہ میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کو
ریا ہے اور خزانہ کسی شے میں مخزون ہوتا ہے۔ پس ذات حق کا خزانہ۔

ان کا مل کی صورت میں علم الہی میں اس کی شئییت ثبوتی کے وقت مخفی تھا۔
الہی کا خزانہ انسان کامل میں مخزون تھا۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے انسان کامل کو
وجودی کا لباس پہنایا تو انسان کامل کے ظہور سے وہ خزانہ ظاہر ہو گیا۔
ان کامل نے ذات الہی کو اپنے وجود سے پہچانا۔

مخفی نے چاہا کہ پہچانا جائے تو اس نے جیسا چاہا اپنے آپ کو بنا سجا کر
خوش ہوا۔ یہ بننا بنانا۔ سجا سجانا۔ ہمارے الفاظ و افعال کے مطابق نہیں
ہے۔ بلکہ تادیر مطلق ہستی حقیقی کی مرضی و مشیت کے اندازہ میں ہوا۔ پہلے
اپنے آپ کو ایک نئی شان میں دیکھا اور یہ شان اُسے بے حد پسند آئی۔
اسی پسند آئی کہ اُسے اپنا ”محبوب“ بنالیا۔ اُسے محمد کہا۔

یے انتہا تعریفیں کیں۔ اُسے سب کچھ سونپ دیا اس میں کمی ہی کیا تھی۔
اپنے آپ تھا۔ اس کے علاوہ وہاں تھا ہی کیا۔ **كَانَ اللَّهُ وَلَهُ يَكُونُ مَعَهُ**

يَلْبَسُهُ (حدیث) تھا اللہ ہی اللہ اور نہ تھی اس کے ساتھ کوئی شے اس کی
ہی ناظر وہی منظور۔ وہی عاشق، وہی معشوق۔ وہی حامد وہی محمود۔

آپ محبوب۔ خود شاماد خود شامائی۔

حسن جمال حقیقی کنت کنزاً مخفیاً۔ اس نے چاہا کہ پہچانا جاؤں
خود اس کے اندر جو چاہ یا محبت یا عشق کی صفت ابھری اور اس کی خواہش
اپنے حسن و جمال کو بہ نظر قدردان یا بہ نگاہ عاشق دیکھے (حسن کے اندر عشق پوشی
وہی بصورت "عاشق" نمودار ہوتا ہے۔ اور بالآخر "حسن" کا محبوب بن کر
بالعناط دیگر اس نے خود اپنی تفصیل حسین اور فعال صورتوں میں دیکھنا چاہا۔ چنانچہ
خود اپنے لئے اپنے آپ سے۔ اپنے آپ پر ایک امرطاری کیا یعنی کن کہا۔ یعنی
ہوں وہ ظاہر ہو جائے۔ یا میرے اندر جو صفت عشق پوشیدہ ہے وہ عا
حبیب کی صورت میں میرے سامنے نمودار ہو جائے۔ پس وہ بصورت محمد نمودار
یہ حبیب خود ذات کا حسن و جمال تھا جو خود اس کے سامنے حسن و جمال محمد
میں بمعہ جذبہ عشق نمودار ہوا۔ چشم عالم حسن محبوب خدا کے دیکھنے سے عاجز
کے حسن و جمال کی حقیقت و ماہیت کے سمجھنے سے قاصر ہے۔ چہرہ نبی انور پینے
حجابات ہیں۔

آپ نے فرمایا الشریعۃ اتوالی۔ والطریقۃ انعالی۔ والمحقیقۃ
والمعرفۃ اسرارۃ۔ یعنی شریعت میرے اتوال ہیں۔ طریقت میرے انعال ہیں۔
میرے اجوال ہیں۔ اور معرفت میرے بھید ہیں۔ (از تجلیات حقیقت محمدی)

نگاہ عشق دستی میں وہی اول وہی آخر
وہی قرآن وہی فرقاں وہی لیس وہی طہ
وہ داناے نبل ختم الرسل مولاے کل جس نے
غبارِ راہ کو بخشا فروغِ وادی سینا (اقبال)

محمد مظهر کامل ہے حق کی شان عزت کا

نظر آتا ہے اس کثرت میں کچھ اندازہ وحدت کا

یہی ہے اصل عالم مادہ ایجاب خلقت کا

یہاں وحدت میں برپا ہے ہنگامہ کثرت کا

(۱) قُلِ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ (۲) مَا آتُوهَا إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلَنَا -

(۳) يَا كَلْبُونَ الطَّعَامُ وَيُمَشُّونَ فِي الْأَسْوَاقِ -

بشر

نہیں ہو تم لیکن ہماری مثل ایک بشر۔ ہماری طرح کھانا کھاتے ہو۔ اور ہماری

طرح بازاروں میں چلتے پھرتے ہو۔ اِنَّ هَذَا اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ سَاُصْلِيْهِ سَعُوْرٌ یعنی کافروں

نے کہا یہ قرآن نہیں ہے لیکن بشر کا کلام۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے بشر کہنے والوں کو حوالہ دوزخ

کر دیا (بشر سمجھنے اور کہنے والے اللہ کا فیصلہ بغور سن سمجھ لیں) اپنی مثل وصورت و جسم

رکھنے اور کھانے پینے سے دھوکا کھا کر انہیں اپنا ہی جیسا "بشر" "شاعر" "عباد و گروہ"

وغیرہ سمجھ لیا تھا۔ اور اسی کے باعث وہ کافر مردود اور جہنمی بنے۔

تفسیر نور العرفان میں قُلِ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ میں ہے کہ بشر مثلم کہنے والا یا

اللہ تعالیٰ ہے یا خود نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ یا شیطان و کفار ہیں۔ اب انہیں

"بشر" کہہ کر پکارنے والا خود سوچ لے کہ وہ کون ہے۔

کفار مکہ چاہتے تھے کہ بشر نہ ہوں اسی لئے کہتے تھے کہ یہ کیسے بشر ہیں جو ہماری

طرح کھاتے ہیں پیتے ہیں بازاروں پھرتے ہیں اپنی مثل کہہ کر ان کا تذلیل کرتے تھے اللہ تعالیٰ

نے انہیں کافر قرار دیا۔

حضور علیہ السلام خود اپنے کو بشر فرمائیں تو یہ آپ کا کمال ہے۔ اگر ہم برابری کے دعوتے

سے بشر کہیں تو کافر ہو جائیں۔ اِنْبِيَا كُرَامٌ نے اپنے کو اِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِيْنَ يَا رَبَّنَا

ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا فَوَمَا يَأْتِيْهِ يَ تَوَانُ كِي كَسْرٍ نَفْسِيْ هِيَ۔ ہم کو یہ حق نہیں کہ ان کے حق میں

یہ الفاظ استعمال کریں۔ معلوم ہوا کہ انبیاء کی بشریت پر نظر رکھنا ایمان سے روک دینا ہے

جنہوں نے محمد ابن عبداللہ (یعنی حضور کی بشریت) کو دیکھا وہ کافر ہی رہے۔ جیسے
ابو جہل جنہوں نے محمد رسول اللہ کو دیکھا یعنی انہیں داخل بحق سمجھ کر دیکھا وہ صحابی ہو گئے۔
جسے صدیق اکبرؓ۔ قتل فرما کر اشارہ کیا گیا ہے اسے میرے حبیب اپنے آپ کو تواضعاً
بشر صرف تم ہی کہہ سکتے ہو۔ دوسرے کو یہ کہہ کر پکارنے کی اجازت نہیں۔ رب فرماتا ہے
لَا تَجْعَلُوْا دُعَاءَ الرَّسُوْلِ الْخَبِيْثِ اَشْرَافًا اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اِيْمَانَكُمْ وَلَا تُبْغِزُوْا اَنْفُسَكُمْ اِنَّكُمْ كُنْتُمْ عِنْدَ رَبِّكُمْ
مُبْصِرِيْنَ۔ مگر دوسرا کہے تو سزا پائیں گے۔ (بادشاہ کی یہ عالی ظرفی بھی ہے اور رعایا کی کم ظرفی)
جیسے جبرائیل علیہ السلام جب شکل بشری میں آتے تھے تو کپڑے سفید اور بال سیاہ رکھتے تھے۔
اس کے باوجود وہ نور تھے حضرت جبرائیل وجہہ کلبیؓ صحابی کی شکل میں بھی آتے تھے۔
حالانکہ وہ نور تھے اسی طرح حضور علیہ السلام ظاہری چہرے مہرے میں بشر حقیقت میں
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام آئینہ جمال کبریا ہیں۔ آئینہ ایک طرف شفاف ہوتا ہے۔ لیکن دوسری
جانب مصلح ہوتا ہے تاکہ عکس پورا نظر آئے۔ حضور علیہ السلام ایک طرف نور ہیں دوسری طرف
بشریت کا "غلاف" ہے تاکہ مکمل آئینہ ہوں۔ قَدْ جَاكُمْ مِنَ اللّٰهِ نُوْرٌ۔ تحقیق اللہ تعالیٰ
کی طرف سے نور آیا۔ جید اکابر دین۔ علماء حق اور اولیاء اللہ میں سے کسی کا بھی یہ مذہب
نہیں ہے کہ آپ جنس بشریت سے تھے۔

بَشَرٌ مُّشْكَمٌ كَمَا يَصِحُّ مَفْهُومٌ يَهْءُ كَهٗ فِي مَطْلَقِ عَظَمٰتٍ اَوْ رَفْعَتٍ وَّ اِلَّا مَا فُوِّدَ الشَّرْحُ

امتیازی عظمتوں والا انسان نوری۔ یا انسان کامل ہوں

غزوه تبوک پر حضرت عباس رضی نے عرض کیا رسول اللہ میں آپ کی حمد میں عیبہ لکھو
آپ نے دعاء دی اللہ تمہاری زبان کو سالم رکھے ضرور لکھو۔ اس کا ایک شعر یہ ہے۔

هٗ ثُمَّ هَبَّتْ الْبِلَادُ وَلَا بَشَرٌ

اَنْتَ لَا مَفْغَةَ وَلَا عَلَقٌ

یعنی آپ نے بلاد کی طرف نزل فرمایا اور جلوہ گر ہوئے تو آپ نہ بشر تھے نہ مفعہ اور نہ علق۔
(مفعہ گوشت کا لوتھرا۔ علق جما ہوا خون)

حضور علیہ السلام نے اس کی تردید نہیں فرمائی۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو صوم وصال رکھنے سے منع فرمایا۔ صحابہ کرام نے عرض کیا آپ خود تو رکھتے ہیں فرمایا میں تمہاری طرح نہیں ہوں مجھے خدا کی طرف سے کھانا پینا روحانی طور پر مل جاتا ہے (موظا) میں تمہاری مثل نہیں ہوں۔

- لَسْتُ مِثْلِكُمْ
 - لَسْتُ كَمِثْلِكُمْ
 - لَسْتُ كَأَحَدِكُمْ
 - أَيْكُمْ مِثْلِي
 - أَنَا مِنْ نُورِ اللَّهِ وَالْمَخْلُوقِ كُلِّهِمْ مِنْ نُورِي
- یہاں اللہ کے نور سے ہیں اور مخلوق
یہاں نور سے ہیں۔

● مَنْ مَرَّ بِي فَقَدَرَأَى الْحَقَّ - جس نے مجھے دیکھا پس تحقیق اس نے اللہ کو دیکھا۔

● أَنَا أَحْمَدُ بِلَاهِمِي

یہاں احمد بے میم ہوں۔

علامہ اقبالؒ عبدہ کی تعریف میں فرماتے ہیں کہ۔

کس زبیر عبدہ آگاہ نیست
عبدہ جز زبیر الا اللہ نیست
کوئی شخص عبدہ کے صحیح راز سے آگاہ نہیں ہے
عبدہ کلمہ توحید کے سوا کچھ نہیں ہے۔

لَا إِلَهَ يَتَّبِعُ وَدَمِ أَدْعِبِدُ

فأش ترخواہی بگو ہو عبدہ

لا الہ یتبع ہے اور اس کی دھار عبدہ ہے۔

ترجمہ:-

اور اگر تو اسے اور وانج کرنا۔ (از تجلیات حقیقت محمدی)

چاہتا ہے تو کہہ "ہو عبدہ"

فتویٰ

مفتیوں کے استادا امام خیر الدین رملی ^{رضی اللہ عنہ} فتاویٰ خیر یہ میں فرماتے ہیں کہ جو شخص حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہے کہ نخرج بوں (یعنی

شرم گاہ سے پیدا ہوئے یا بشر کہے تو اس کو قتل کیا جائے گا۔ اس کلمات قدسیہ "شرح" "الہامات غوثیہ" کے صفحہ ۴۶ پر ہے کہ نزدیک عشاق اور عرفاء کے یہ امر ثابت ہے کہ جو شخص رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر کہے یا مخلوق جانے وہ کافر ہے۔

(تجلیات حقیقت محمدی شاہ عبدالغنی ص ۱۲۸)

خلافت

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فضل و شرف کے سورج اور حسن و خوبی کے

چاند ہیں۔ تمام انبیاء کرام اسی فضل کے سورج سے نور لیکر چمکے

اور آپ ہی کے جو دو سخا و بھر و علم سے علم و معرفت کے خزینے حاصل کیے۔ خلیفہ خدا کا نائب اور اس کی قدرت کا نمونہ ہوتا ہے۔ شہنشاہ نعیم و اکرام کی تقسیم نائبوں سے کراتے ہیں۔ کیونکہ آپ اللہ کے نائب اکبر ہیں۔ آپ نے فرمایا اِنَّمَا اَنَا دَاسِمٌ وَاللّٰهُ يُعْطِيْ۔

خدا دیتا ہے تقسیم میں فرماتا ہوں

ہر نعمت کی تقسیم آپ کے مقدس ہاتھوں میں ہے جو ملے گا اُن کے در سے۔ انہیں کے

وسیلہ اور واسطہ سے ملے گا۔ اُن کے وسیلہ کے بغیر اگر خدا سے طلب کیا جائے گا تو

برگزنہ ملے گا۔ حضور علیہ السلام قاسم کائنات ہیں فتح و نصرت۔ علم و معرفت۔ رحمت و مغفرت

نعمت و برکت۔ غرضیکہ کارخانہ الیہ کی باگ ڈور حضور علیہ السلام ہی کے مقدس ہاتھوں

میں ہے۔

(از جامع الصفات حضرت علامہ محمود احمد رضوی)

خلیفہ خدا کی قدرتوں اور صفوں کا مظہر ہوتا ہے۔ خلیفہ کی صفات خدا کی صفات علیا

کی مظہر و نمونہ ہوتی ہیں۔ اللہ عز و جل خلیفہ میں آسمانی رُوح پھونکتا ہے جس کے سبب

خلیفہ زمین و آسمان کی چیزوں افلاک کے رہنے والوں چاند سورج اور کواکب کے ٹوکلوں

پر حکومت کرتا ہے۔ اور تمام اشیاء کے اسباب و علل اس کے تحت تصرف ہوتے ہیں۔

رَبُّ الْعِزَّتِ سَهْتَاہِ حَقِیْقِیْ ہِے . انبیائے کرام اس کے نائب اور خلیفہ ہیں حضرت آدم علیہ السلام
 و دیگر انبیائے کرام خدا کی صفات کے مظہر، اس کی قدرتوں کے نمونہ اور اس کے نائب و خلیفہ
 ضرور تھے . مگر حضور سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام خدا کی ذات اور صفات دونوں کے
 مظہر اتم ہیں ھُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلًا بِالْھُدٰی کی آیت میں خلافت کبریٰ دنیا بت
 عظمیٰ کا مفہوم ایک عجیب انداز میں فرمایا گیا ہے . اے انسان ! تو میری ذات و صفات کو
 کیا جان سکتا ہے . اور میری حقیقت اور میری کنہہ تک کیا پہنچ سکتا ہے . اگر میری
 ذات میری صفات میری ہیبت میری سلطنت میرا جبروت میری سطوت میری کریمی و
 رحیمی میری سخاوت میرا علم غرضیکہ میری تمام علیاء کا نظارہ کرنا چاہتا ہے . تو میرے
 محبوب محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھ لے . وہ میری ذات و صفات کے مظہر اتم اور میری تمام
 قدرتوں کے نمونہ اور نائب اکبر و خلیفہ اعظم ہیں . (از جامع الصفات و تفسیر شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی)

حضرت آدم علیہ السلام مسجود ملائک ہوئے . حضور علیہ السلام

مسجود ملائک

نے سجدہ کو حرام قرار دیا ہے لہذا آپ کو سر سے نہیں دل
 سے سجدہ ہوا . حضرت آدم علیہ السلام کیلئے ملکوتیوں کی پیشانیاں جھک گئیں اور محبوب خدا
 کیلئے بنی نوع انسان کے قلب جھک گئے . وہ مسجود ملائک بنے . یہ محبوب خلائق ہوئے
 انہیں سروں نے سجدہ کیا . انہیں دلوں نے سجدہ کیا . ظاہر ہے کہ دل کا سجدہ سر کے سجدے
 سے افضل ہے .

امام ابو نعیم ثعلبہ بن مالکؒ سے راوی ہیں کہ ایک اونٹ نے بارگاہ نبویؐ میں سجدہ کیا .
 تو صحابہ کرام نے بارگاہ نبوتؐ میں عرض کیا . مَنْ اَحَقُّ اَنْ یَسْجُدَ لِلنَّبِیِّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ (خصائص لوج ۵۲)
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جب جانور سجدہ کرتے ہیں تو ہم زیادہ حقدار ہیں کہ آپ کو سجدہ
 کریں . اس حدیث سے صاف روشن ہے کہ صحابہ کرام حکم نبویؐ کی تعمیل میں پیشانیاں تو نہ جھکا
 سکے . مگر قلوب حضورؐ کیلئے جھکے ہوئے تھے . بلکہ جس طرح تمام مسلمان کعبہ کی طرف سجدہ

کرتے ہیں۔ کعبہ جہت سجدہ ہوتا ہے۔ اور سجدہ خدا کو ہوتا ہے۔ اس طرح عرفائے کرام حقیقتِ حسیہ کو سجدہ کرتے ہیں۔ جہت سجدہ آپ ہوتے ہیں اور سجدہ خدا کو ہوتا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ ایک اعرابی نے عرض کی یا رسول اللہ مجھے اجازت فرمائیے کہ میں آپ کے سر اقدس اور پاٹے مبارک کو بوسہ دوں آپ نے اجازت فرمائی تو اس نے سر اقدس اور قدم پاک چوم لئے۔ (ثابت ہوا کہ بزرگانِ دین کے ہاتھ پاؤں چومنا جائز ہیں) امام احمد ابو نعیم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام ایک باغ میں داخل ہوئے۔ اتنے میں ایک اونٹ آیا اس نے آپ کو سجدہ کیا۔ امام ابو نعیم حضرت ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ ایک انصاری کے باغ میں تشریف لائے اس باغ میں بھڑکیں تھیں سب نے آپ کو دیکھ کر سجدہ کیا۔ (از جامع الصفات)

امام طبرانی معجم صغیر میں حضرت ابو ہریرہ سے

دیدارِ خداوندی

راوی ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تجلی فرمائی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اندھیری رات میں صاف پتھر پر دس فرسخ کے فاصلے چوٹی کو دیکھ لیتے تھے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تجلی طور سے حضرت موسیٰ کی آنکھیں ایسی روشن و منور ہو گئیں کہ اندھیری رات میں دس فرسخ کے فاصلے سے چوٹی جیسی باریک چیز آپ کو نظر آنے لگی۔ اور رات کی ظلمت زمین کی مسافت آپ کی آنکھوں کیلئے حجاب نہ بنی۔ علماء فرماتے ہیں کہ وہ طور کی تجلی سوئی کے ناکے سے کم تجلی تھی جس کے باعث موسیٰ کلیم اللہ کی آنکھوں کی یہ کیفیت ہے جن کی مقدس آنکھوں نے بچشم سراقاب تو سین اور ادنیٰ کا شرف حاصل کیا۔ اُن کی نگاہ کا کیا حال ہوگا۔ اُن کی نگاہ سے زمین و آسمان عرش و کرسی کوئی ذرہ کیا چھپ سکتا ہے۔ **هَاتِرَاغِ الْبَصْرِ وَمَا طَغَىٰ** دیکھنے میں پلک بھی تو نہ جھپکی۔ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے

امام غزالی نے رازی تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں کہ آدم کو سجدہ اس لئے ہوا کہ کان فی حیثیتہ نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان کی پیشانی میں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور تھا۔

عین ذات کو دیکھا۔ چشم نبی نے جو کچھ دیکھا دل نے اُس کی تصدیق کی۔ مَا كَذَابُ الْفُؤَادِ
 هَامِلًا - میرے محبوب نے جو کچھ دیکھا دل نے اُسے نہ جھٹلایا۔ اللہ اکبر! وہ موسیٰ تھے
 جو آسمان سے تجلی کی تاب نہ لاسکے۔ بے ہوش ہو کر زمین پر آ رہے ہیں۔ یہ محبوب خدا ہیں جو
 ذات کو دیکھ رہے ہیں۔ قلب اقدس مطمئن اور چہرہ مبارک مبسم ہے۔

مشکوٰۃ شریف میں حضرت عبدالرحمن سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے
 فرمایا میں نے اپنے رب کو حسین صورت میں دیکھا۔ پھر اس نے میرے دونوں کاندھوں کے
 درمیان یہ قدرت رکھا اس سے میں نے اپنے سینے میں ٹھنڈک پائی اور زمین و آسمان کی ہر
 چیز کو جان لیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے صرف تجلی دیکھی اور اس کے مشاہدے سے ایسے
 بے ہوش ہو گئے کہ آپ اندھیری رات میں دس فرسخ کے فاصلے سے بیٹھ کر دیکھ لیتے تھے۔ حضور نے
 عین ذات کو دیکھا۔ آپ کی بھارت و رویت کس درجہ کی ہوگی اور کتنی مسافت سے اشیاء
 کا ادراک فرماتے ہونگے۔ رب تعالیٰ کے مشاہدے اور دیدار کے بعد کائنات کا کوئی ذرہ کیسے
 پوشیدہ رہ سکتا ہے۔ بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چشمان حق بین نے سارے عالم کا احاطہ
 کر لیا۔ امام بیہقی حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت کرتے ہیں۔ وہ فرماتی ہیں کہ حضور علیہ السلام
 اندھیرے اور اُجالے میں یکساں دیکھتے تھے۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی مدارج النبوۃ
 میں نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے شب معراج میں حضور علیہ السلام کو تین طرح کے علوم عطا
 فرمائے۔ ایک علم وہ تھا جس کے متعلق یہ ارشاد تھا کہ یہ آپ کھیلنے خاص ہے۔ آپ کے علاوہ
 کوئی اس کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ دوسرا علم ایسا عطا فرمایا جس کے متعلق اختیار دیا گیا۔
 جسے مستحق سمجھیں جتنا چاہیں عطا کریں۔ تیسرا علم وہ ہے جس کو کائنات کھیلنے عام فرمایا۔
 کنز العمال اور مواہب لہ نیہ میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا

ان اللہ قد رزقني في الدنيا ذائبا انظر اليها الى ما هو كائن فيها الى يوم القيمة

کانما انظر الى كفى هذه ۞ . تحقیق ظاہر فرمایا اللہ تعالیٰ نے میرے لئے دنیا کو

تو اُسے میں اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے۔ اس طرح دیکھ رہا ہوں جس طرح اپنے ہاتھ کی ہتھیلی۔ حقیقت محمدیہ سے کائنات کا کوئی ذرہ خالی نہیں۔ جمیع ذرات کائنات اور افراد مملکت حقیقہ محمدیہ کی جسلوہ گاہ ہیں۔

عرفانِ ربی کی ناطق دلیل | کائنات کا ذرہ ذرہ خدا کی قدرت کا نشان چاند سورج

دن رات کی گردش۔ ہوائیں۔ سمندر۔ پہاڑ۔ نباتات جمادات۔ موالید عناصر معانی۔ امراض جواہر۔ آگ پانی اور جملہ کائنات کا ایک ایک ذرہ خدا کی قدرت و معرفت کا نشان ہے۔ ہر مصنوع سے صنایع کا پتہ چلتا ہے۔ لیکن یہ وہ نشان اور وہ دلیلیں ہیں جو خاموش ہیں یہاں تک کہ لوگوں نے ان دلیلوں کو دعویٰ بنا دیا ہے۔ تب بھی یہ دلیلیں خاموش ہیں چاند سورج۔ بتوں نے کبھی نہیں کہا کہ بے وقوفو! ہمیں کیوں پوجتے ہو۔ ہم تو دلیلیں ہیں یہ سب خاموش دلیلیں تھیں لوگ پوجتے رہے اور یہ خاموش رہیں۔

ناطق دلیل تو صرف حضور پر نور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ ہے اور یقین کیجئے کہ ہمارے آقا وہ ناطق دلیل ہیں کہ جو خاموش دلیل ان کے دامن میں آئی وہ بھی ناطق ہو گئی۔ ابو جہل پتھر اپنے ہاتھ میں لایا ناطق ہوئے۔ چاند نے ناطق ہو کر بتا دیا کہ اگر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سچے رسول نہ ہوتے تو میں کیسے دو ٹوکے ہوتا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز قضا کیلئے ہمارے آقا حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج کو اشارہ فرمایا تو ڈوبا ہوا سورج واپس آگیا۔

انسان کی فطرت کا جوہر ہی خدا کی محبت ہے۔ خدا کا انس ہے۔ انسان کی فطرت میں تو خدا کی محبت تھی۔ اس پوجنا چاہئے تھا۔ مگر پوج رہا ہے۔ مظاہر کو چاند سورج کو گائے کو۔ پتھر کو۔ درخت کو۔ تلاش کا ذریعہ جس نے عقل کو بنایا وہ دہر رہے ہو گئے۔ جس نے حواس کو ذریعہ بنایا وہ مظاہر پرست ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم عقل

سے اور حواس سے میری معرفت کیلئے مدد لے سکتے ہو۔ مگر ان پر بھروسہ نہیں کر سکتے۔ کیونکہ یہ ناقص ہیں۔ میں کامل ہوں۔ تم متناہی ہو میں لا متناہی ہوں۔ تم محدود ہو میں لا محدود ہوں۔ مظاہر کائنات تو دیکھو ان سے کام لو۔ غلط ذریعوں پر اعتماد نہ کرو۔ میں حواس اور عقل کے دائرے میں نہیں سما سکتا۔ اگر مجھے پانا ہے تو نہ میں حواس کی دنیا میں ملوں گا۔ اور نہ میں عقل کی دنیا میں ملوں گا۔ اگر ملوں گا تو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے ملوں گا۔ خدا کی قسم! جس نے محمد مصطفیٰ کو چھوڑ دیا اس نے خدا کو بھی نہ پایا۔ خدا تعالیٰ کو تلاش کرنے کا کامیاب ذریعہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک ہے اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچنے کا ذریعہ اولیاء اللہ کی ذات ہے۔ اولیاء اللہ سے ہٹ کر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچنا محال ہے۔ اور محمد مصطفیٰ سے ہٹ کر خدا تعالیٰ تک پہنچنا محال ہے۔

الْحَمْدُ میں الف لام استغراق کیلئے ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ حمد کی تمام ممکنہ اقسام صرف خدا ہی کیلئے ہیں۔ کوئی حمد غیر خدا کا طرفت تجاویز نہیں کر سکتی۔ اسم محمد اسل الحمد للہ کی روح۔ اسم الہی ہے۔ کیونکہ جسکی حمد کی جاتی ہے وہی محمود ہوتا ہے اور جسکی بہت زیادہ حمد کی جاتی ہے وہی محمد ہوتا ہے۔ اور جب کوئی حمد غیر اللہ کی طرف رجوع ہی نہیں کرتی تو غیر اللہ کا نام محمود یا محمد ہو ہی نہیں سکتا۔ قرآن مجید میں بار بار آپ کا اسم گرامی محمد آیا ہے۔ تو کیا یہ شرک فی الحمد ہے؟ یا کیا شرک فی الاسم ہے؟ ہرگز نہیں بلکہ عین توحید ثابت ہے۔ (از تفسیر قرآن علو الذی ارسل رسولہ بالہدیٰ۔ حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ)

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ سے زیادہ محبت ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ۔ آپ نے فرمایا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ زیادہ محبت ہے کیونکہ آپ کی بغیت سے پہلے ہم بھی یہیں تھے اور اللہ بھی یہیں تھا۔ نہ اس نے ہم کو پوچھا اور نہ ہم

عشق و محبت

نے اُس کو پہچانا۔ اب جو اللہ کا رسول آیا۔ ہم نے اللہ کو پہچان لیا۔ اور اللہ نے بھی ہم کو اپنی رحمتوں سے نوازا۔ یہ واقعہ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے ایک محفل میں سنایا۔ ظاہری طور پر یہ بات بڑی عجیب نظر آتی ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہما حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے زیادہ محبت کا اظہار کریں۔ قرآن نے تو یہ کہا ہے کہ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدَّ حُبًّا لِلَّهِ۔ یعنی اہل ایمان سب سے زیادہ اللہ سے محبت کرتے ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قول قرآن حکیم کے ارشاد کی تفسیر ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ سے محبت کا تقاضا یہی ہے کہ انسان رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ عقیدت و محبت رکھے۔ قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي۔ اللہ اور اس کے رسول کی محبت لازم و ملزوم ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت کا راستہ منزل رسالت سے ہو کر گزرتا ہے۔ اس لئے محبت کا اولین مرجع رسالتِ مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف نہ لاتے تو اہل دنیا بدستور جہالت کی تاریکیوں میں بھٹکتے پھرتے انہیں خدا کی ہستی اور اس کی توحید کا علم نہ ہوتا اور وہ ایمان و یقین کی اس لذت سے محروم رہتے۔ جو ان کی حیاتِ اخروی کو کامرائیوں کی عنایتوں سے ہمکنار کرنے والی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ربکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن نے عظیم الشان احسانِ خداوندی قرار دیا ہے لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا۔ جسکی بنا پر آپ کو محض خدا پیغمبر ماننا ہی کافی نہیں بلکہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی سے انتہائی عشق و محبت بھی لازم ہے۔ اگر کوئی شخص آپ کو نبی تو مانتا ہے مگر اس کا دل غایت درجے کی محبت و عشق سے محروم ہے تو اس کا ایمان مشتبہ و مشکوک ہے۔ اسکی ظاہری شکل و صورت بھی معتبر نہیں ٹھہر سکتی عشق و محبت کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ اگر دل میں آپ سے عشق و محبت نہیں تو اطاعت و فرمانبرداری کی منزل بھی طے نہیں ہو سکتی۔ ایمان اس وقت تک کامل نہیں ہو سکتا جب تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی اولاد و الین اور تمام مخلوق سے زیادہ محبوب قرار نہ دے لے۔ اور ایمان تشنہ تکمیل ہوگا تو منہ از جو مؤمن کی معراج ہے محض حجاب بن کر رہ جاتی ہے۔

بقول علامہ اقبالؒ

شوق تیرا اگر نہ ہو میری نماز نہ کا امام

میرا قیام بھی حجاب میرا سجود بھی حجاب

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوبیت کی شان کا تقاضا یہ تھا کہ کائنات کے ذرے سمندر کی موجیں اور ہواؤں کے جھونکے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمتوں کے ترانے گائے۔ اور انسان آپؐ کی رفعتوں کے نغمے الاپتے۔ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کا مدعا ٹے حقیقی یہی ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ وَهٰٓؤُلَاٰئِكَ يُصٰوِنُ عَلٰی النَّبِیِّ كِی روشنی میں اہل ایمان پر۔ اہل عشق و محبت پر۔ حضور رسالت مآب پر۔ اؤۃ سلام کے نذرانے بھیجنے کا اہتمام کرے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا کے عظیم شاعروں اور ادیبوں نے ہر دور میں اور ہر زبان میں عشق و محبت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسے لازوال گیت تخلیق کئے اور مدح و نعت کے (مولود۔ نعت۔ کافی۔ غزل۔ تواریخ۔ صلوات و سلام) ایسے ایسے جوہر تراشے جن کی چمک دمک سے قلوب انسانی اور عشق و محبت کی محفلیں ہمیشہ ہمیشہ منور رہیں گی۔

حضرت حسانؒ۔ حضرت عباسؒ۔ حضرت امام زین العابدینؒ۔ حضرت امام اعظمؒ۔ حضرت سیدنا غوث الاعظمؒ۔ حضرت خواجہ غریب نوازؒ۔ امام بوصیریؒ۔ مولانا رومؒ۔ مولانا تاج امیرؒ۔ شیخ عطارؒ۔ شیخ سعدیؒ۔ شیخ عبدالمقصدؒ۔ مولانا۔ حضرت نیاز بریلویؒ۔ مولانا احمد رضا خان بریلویؒ۔ مولانا احسانؒ۔ علامہ اقبالؒ۔ مولانا فخر علی خانؒ۔ داغ دہلویؒ۔ حضرت خواجہ سید اکرام حسین چشتی بکری ایسی بلند پایہ ہستیوں نے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں عقیدت و محبت کے ایسے نذرانے پیش کئے اور ارادت کے ایسے گلدستے پیش کئے ہیں جن کی تاثیر سے شیدا یا ان رسول عاشقان رسول صلی اللہ علیہ وسلم قیامت تک لطف اندوز ہوتے رہیں گے۔

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بنرم ہدایت پہ لاکھوں سلام

وعدت الوجود - حضرت الوجود - اتحاد اور حلول۔

از کتاب قانون عشق حصہ اول دہم بابا بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ

ایہہ پڑھنا علم ضرور ہویا پر دینا نا منظور ہویا
جس دسیا ادہ منصور ہویا اس سولی پکڑ چڑھایا اسے
ٹنک بوجھ کون چھپ آیا ہے

اس بات کو سوچ کہ عالم میں کون چھپ آیا ہے۔ یہ علم حقیقت اور سبق
محبت پڑھنا تو ضرور ہو، مگر اس معشوق حقیقی کو یہ منظور نہیں ہے کہ اس کو ظاہر
کیا جاوے۔ اور عوام کو پتہ دیا جاوے۔ جس نے یہ راز کی بات زبان سے نکالی
وہ منصور ہوا۔ اور معشوق حقیقی نے اس کو سولی چڑھایا۔ وہ ایسا غیور ہے کہ اس
کو منظور نہیں ہے۔

جسے ظاہر کراں اسرار تائیں سب بھل جاوین تکرار تائیں
پھر مارن بلھے یار تائیں ایسے مخفی گل سوہندی اے
منہ آئی بات نہ رہندی اے

ہن میں لکھیا سوہنایار جس دے حسن دا گرم بازار
پیارا پہن پوشاکاں آیا آدم اپنا نام رکھایا
احد تے بن احمد آیا بنیاں دا سردار
کن کہیا فیکون کہایا بے چونی سے چون بنایا
احد دے دتھ میم رلایا تاں کیتا ایڈ پیار
چونکہ روح طالب صادق کی جان روح محمدی صلی اللہ علیہ وسلم تھی۔

یہی وجہ تھی کہ طالب صادق کی روح میں سے نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہور کیا۔ اور باطن طالب صادق کو اس نور نے پُر کیا۔ اور طالب صادق فنا فی الرسول ہوا۔ اور یہ بطغیل مرشد کامل کے حصول ہوا۔

بے حد رَمزاں ویدائی ڈھولن ماہی

میم دی اوٹ و جح و سدائی ڈھولن ماہی

اولیاء منصور کہاوی رمزا انا الحق آپ سناوی

آپے آپ توں سولی چڑھاوی تے کول کھلوکے ہسدائی ڈھولن ماہی

یہ ظاہر ہے کہ احمد کا امتیاز احد سے صرف میم سے ہے۔ اور میم وہ نقیبن ہے۔ جو ظاہر ہوا ہے۔ پس احد کا منظر حقیقت احمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور باقی مراتب موجودات کے منظر حقیقت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور نیز میم احمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ جیسا کہ جسامی نے فرمایا۔

۱۔ ز احمد تا احد یک میم فرق است جہلنے اندر آن یک میم غرق است

بایا بلھے شاہ فرماتے ہیں

۲۔ احد احمد و چہ فرق نہ بلھیا رتی اک بھیت مروڑھی دا

پس اول سے آخر تک وہی ایک نورِ حق ہے جس نے ہر مرتبہ میں ایک نئی صورت سے ظہور کیا ہے۔ اگر عرش ہے تو وہی نور ہے۔ اگر فرش ہے تو وہی نور ہے۔ اگر بصورت لطیف ہے یا بصورت کثیف ہے تو وہی ایک نور ہے وہی نورِ حق ہے۔

مخلوقی چیزوں میں ایک شے دوسرے کے اندر سما جاتی ہے۔ وہ دوسری

طرف اور پہلی منظروف کہلاتی ہے۔ کیونکہ اس میں حلول ثابت ہوتا ہے۔ اور ذات

مقدس باری تعالیٰ حضرت وجود مطلق کی ہستی طرف کے حلول اور اتحاد اور کھلی طبعی

تینوں باتوں سے منزه ہے۔ سمانا اسی وقت صادق آتا ہے جبکہ دونوں چیزیں

ہر ہر دے وچ سما یوئی

یعنی ایک نور علم دوسرے نور علم سے کہتا ہے۔ اسے سیتو اب میں نے سا جن کو یعنی نور وجود کو پایا ہے۔ جو حق اور معشوق حقیقی ہے۔ اور ہر نور علم یعنی ہر تجلی علمی میں وہی سمار ہا ہے۔ اور اس نے اس کے احکام اور آثار کا لباس پہن رکھا ہے۔ اور وہی ہے جس نے پردے میں ایک میم کو ملایا ہے اور نام رسول دھرایا ہے۔

فَنَضُّوتُ نَيْبِ مَن دُوْحِي سُنَيَا ہے۔ بیت رہ کہاں ہے پردہ کدھر ہے۔ مخفی کب اس کا مکمل نقاب میں ہے۔

قصور اپنی نگاہ کا ہے وگرنہ کہا وہ حجاب میں ہے۔

یعنی وہ اپنے رخ پر نور جہاں افروز سے، حکم کل یومرھو فی شان اپنے جلوے اور تجلیاں دکھا رہا ہے۔ جو ہمیں نظر نہیں آتیں کہ ہمارے دل کی آنکھوں پر خواہشات نفسانی کے پردے پڑے ہوئے ہیں اگر یہ دود ہو جائیں تو ظاہر ہو جائے کہ کوئی شے ایسی نہیں جس میں اس کا جلوہ نہیں۔ ہر شے اس کی جلوہ نمائی کا ایک آئینہ ہے۔ تیرا ہی منہ نظر آتا ہے۔ اس لئے تیرا ہی نور وجود ان میں بھرا ہوا ہے۔ پس ہر میں تیرا ہی ظہور ہے۔ اور خصوصاً انسان کی تو کیا تعریف ہو کہ اس میں تو الْاِنْسَانُ سِتْرِي وَاَنَا مِرَّةٌ تیرا ہی مذکور ہے اور تو نے اپنے سر کو انسان میں ہی چھپایا ہے۔ یعنی اگرچہ عالم کی اور چیزیں بھی تیرے جمال جہاں آرا کا آئینہ ہیں۔ مگر انسان کامل میں تو تو خود ہی جلوہ نما ہے۔ یعنی عالم کی اور چیزیں مظاہر تیری صفات کی ہیں۔ اور انسان کامل تیری ذات اور صفات دونوں کا منظر ہے جس کو چاہتا ہے انسان کے آئینہ میں منہ دکھاتا ہے۔ یعنی عالم کی اور چیزوں میں تو اپنا منہ پردہ صفات سے دکھاتا ہے اور انسان میں پردہ اٹھا کر جلوہ فرماتا ہے۔

اشعلة اللغات اور سلسلۃ الذہب مولانا جامیؒ فرماتے ہیں کہ تمام عالم

مختلف حقیقت کی ہوں۔ پانی محل اور نمک حال ہے۔ اور نمک کا سمانا حلول ہے۔ اور ایسے ہی اتحاد بھی یعنی وصلی کے دو پہرتوں کی طرح مل جانا بھی دو چیزوں میں صادق آتا ہے۔ صوفیاء کرام کے نزدیک دوئی حقیقت میں نہیں ہے وحدت ہے۔ اس لئے حلول اور اتحاد کے وہ قابل نہیں ہے۔ جیسے مادہ بگشتہ ناز فرماتے ہیں۔

عہ حلول و اتحاد از غیر خرد و لے وحدت ہم از سیر خیرد
یعنی جب دو چیزیں مانو گے تب حلول اور اتحاد ثابت ہوگا۔ جب حلول یا اتحاد کے معنی اور ظرفیت اور منظوفیت کی مراد نکلے تو وہ ان کی مراد نہیں ہے۔ بلکہ سمجھنے کی خرابی و غلطی ہے۔ اس ذات مقدس کی راہ میں نہ جزو کو راہ ہے نہ کل کو۔ نہ ظرف نہ منظوف۔ یہ نسبتیں جو مخلوق اشیاء میں صادق آتی ہیں۔ وہاں معدوم ہیں۔

ہر ہر دے و تر سمائی سے

مراد یہ ہے کہ ہر ایک اُسی کا نور ہے۔ اور اس نور میں اس کے نور ہستی کا ظہور ہے۔ یعنی ہر ایک شے کی ماہیت حق سبحانہ کا وہ نور عالم ہے جس کو عین تائید کہتے ہیں اور تجلی دوم میں ظاہر ہوتی ہے۔ ہر صورت علمیہ الہیہ اور نور وجود ہستی صرف وجود مطلق کا ضمیمہ ہیں۔ جیسے عاشق کا ضمیمہ اور معشوق ہیں۔ پس نور علم عاشق ہے جس کو دوسرے نفظوں میں واجب کہتے ہیں۔ یا یوں سمجھو کہ نور وجود عاشق ہے۔ اور نور علم معشوق کہ نور وجود اس سے معتبرن اور منقسم ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ اسی احکام اور آثار کے لباس میں ظاہر ہوتا ہے۔ اور نور علی نور کے معنی ظاہر کرتا ہے۔ اور باوجود اس کے پھر ان دونوں کی حقیقت وجود مطلق ہستی صرف ہے۔

سیوہن میں سا جن پائیوئی

بقیہ مضمون صفحہ ۱۶۲ پر ملاحظہ ہو

اقتسابات رسالہ "فقرنامہ"

سیدنا غوث الاعظم حضرت شیخ عبد الفتاح در حیلانی فقر
خرقہ

آراستہ کرنا بدن سنت کے مطابق	نماز خرقہ	ذات باری تعالیٰ کا جاننا اپنے کو ناپا چیز سمجھنا	قنا ہے	اول فقر
اتباع شیخ کا عمل	قبلہ خرقہ	اتباع شیخ کا عمل	بقا ہے	آخر فقر
شہری لباس پہننا	ایمان خرقہ	شہری لباس پہننا	رحمت ہے	خانہ فقر کا
ترک تعلقات نفسانی	غسل خرقہ	ترک تعلقات نفسانی	علم ہے	اسل فقر کا
اتباع سنت	باہر خرقہ	اتباع سنت	صبر ہے	لقمہ فقر کا
شوق و درد محبت الہی	اند خرقہ	شوق و درد محبت الہی	توکل ہے	تاج فقر کا
خدمت خلق	دین خرقہ	خدمت خلق	قناعت ہے	گنج فقر کا
خون اور فکر ذکر الہی	فرض خرقہ	خون اور فکر ذکر الہی	خدمت ہے	کمر بند فقر کا
خلق محمدی صلی اللہ علیہ وسلم	واجب خرقہ	خلق محمدی صلی اللہ علیہ وسلم	بیکسی ہے	دین فقر کا
ہمیشہ یاد ضرور ہونا	سنت خرقہ	ہمیشہ یاد ضرور ہونا	بیداری در عبادت	کنج فقر کی
شب بیداری - ذکر مراقبہ	مستحب خرقہ	شب بیداری - ذکر مراقبہ	عشو ہے	مرکب فقر کا
جو درد لیش خرقہ پوشی کرے مندرجہ ذیل چیزوں		جو درد لیش خرقہ پوشی کرے مندرجہ ذیل چیزوں	شکر بزمصیبت ہے	راہ فقر کا
کی پابندی کرے تو خرقہ پوشی حلال ہے		کی پابندی کرے تو خرقہ پوشی حلال ہے	توافق درویشاں راہ حق ہے	میوہ فقر کا
اول - صدق - حضرت ابوبکر صدیق رضی		اول - صدق - حضرت ابوبکر صدیق رضی		
دوم - عدل - حضرت عمر خطاب رضی		دوم - عدل - حضرت عمر خطاب رضی		
سوم - سخاوت - حضرت عثمان غنی رضی		سوم - سخاوت - حضرت عثمان غنی رضی		
چہارم - علم و پرہیزگاری - حضرت علی رضی		چہارم - علم و پرہیزگاری - حضرت علی رضی		
پنجم - شرم و حیا از کار بد		پنجم - شرم و حیا از کار بد		
ششم - ہر چیز گاری		ششم - ہر چیز گاری		
ہفتم - صبر و نفس کشی		ہفتم - صبر و نفس کشی		
ہشتم - اطاعت شرعی امر و نہی		ہشتم - اطاعت شرعی امر و نہی		
نہم - عمل ظاہری - نماز روزہ، حج، زکوٰۃ بجالانا		نہم - عمل ظاہری - نماز روزہ، حج، زکوٰۃ بجالانا		
دہم - ریاضت کرنا - حلال کھانا - سوال نہ کرنا بلکہ ذلت سمجھنا		دہم - ریاضت کرنا - حلال کھانا - سوال نہ کرنا بلکہ ذلت سمجھنا		

چھ ہیں ۱۔ عمل ۲۔ علم ۳۔ صبر ۴۔ رضا ۵۔ اخلاص
۶۔ اخلاق۔

ارکان طریقت

چھ ہیں ۱۔ خلقِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ۲۔ احسان برعاجزان
۳۔ ترکِ خواب ۴۔ ترکِ دنیا ۵۔ شوق ۶۔ ذوق۔

واجبات طریقت

علماء نے کہا ہے کہ یہ مسئلہ اگر نہ جانے تو مرید پر مقرض چلانا حجاباً نہیں ہے۔

یہ چار کلمے اور چار مقام جاننا نہایت ضروری ہے۔
درویشی میں یہ چار چیزیں اول مقام جبروت دم ملکوت

درویش کلمے

سوم ناسوت چہارم لاہوت ہے۔

کس کس کے ہیں اول مقام جبروت حضرت جبرائیل علیہ السلام
کا ہے دوسرا مقام ملکوت حضرت میکائیل علیہ السلام کا ہے۔

چار مقام

تیسرا مقام ناسوت حضرت اسرافیل علیہ السلام کا ہے۔ چوتھا مقام لاہوت حضرت عزرائیل علیہ السلام کا ہے۔

اول کلمہ شریعت کا جو حضرت جبرائیل علیہ السلام کی زبان
سے ظاہر ہوا وہ یہ ہے۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ

چار کلمہ کیا ہیں

دوسرا کلمہ طریقت کا حضرت میکائیل علیہ السلام نے کہا وہ یہ ہے

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ عَظَمَتْهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ خَلِيفَتُهُ

تیسرا کلمہ حقیقت کا حضرت اسرافیل علیہ السلام نے کہا وہ یہ ہے۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ بِيَدِ قُدْرَتِهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَرِسَالَتُهُ

چوتھا کلمہ معرفت حضرت عزرائیل علیہ السلام نے کہا وہ یہ ہے۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ حَقًّا حَقًّا مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ تَمَقًّا صَفَاءً

فقروں کو یہ چار مقام اور چار کلمے جاننا نہایت ضروری ہیں۔

کون کون سی جگہ ہیں جبرائیل علیہ السلام زبان
میکائیل علیہ السلام دم - اسرافیل علیہ السلام

تیرے وجود میں یہ فرشتے

عقل - اور عزرائیل علیہ السلام چشم ہیں۔ کہ ہر چیز کو دیکھ رہا ہے اور پہچان رہا ہے۔

سوال

پیر جسم میں تیرا کون ہے ؟

مُرید تیرا کون ہے ؟

مُرشد تیرا کون ہے ؟

طالب تیرا کون ہے ؟

اور تو کون ہے ؟

جواب

رُوح میرا پیر ہے۔

عقل مُرید ہے۔

اعتقاد میرا مُرشد ہے۔

طالب میرا فہم ہے۔

وجود میرا خاک ہے۔

جواب

سر آدمی کا مصحف ہے۔

دل مومن ہے

زبان مسلمان ہے۔

پاؤں مسافر ہیں۔

نفس امارہ کافر ہے۔

سوال

تیرے وجود میں کون مصحف ہے ؟

کونسی جگہ مومن ہے ؟

کونسی جگہ مسلمان ہے ؟

کونسی جگہ مسافر ہے ؟

اور کونسی جگہ کافر ہے ؟

انسان کے جسم میں تین بادشاہ تین وزیر ہیں

وزیر عقل ہے۔

وزیر زبان ہے۔

وزیر شیطان ہے۔

اول بادشاہ رُوح

دوم۔ بادشاہ دل

سوم۔ بادشاہ نفس

معانی	الفاظ	معانی	الفاظ
تنبہائی اپنے آپ سے باہر آنے کو	تجرید	ہم شکل	تشبیہ
یکتائی ہر چیز سے باہر آنے کو	تفرید	پاک یا بے مثل	تنزیہ
بروق۔ بجلی کے سے انوار	برق	گواہی کھیلنے	بہر شہو
لامعہ۔ چمک	توامع	ظاہر	مشہود
لائمہ۔ شمع	تواشح	مخلوق	خلق
طالع۔ طلوع کرنیوالا یعنی روشنی	طوابع	پیدا کرنیوالے کی صورت	صورتِ خلاق
	بطون	زمانے یا صفتوں کی کثرت	کثرتِ آفاق
پاکیزگی	تنزکیہ	بالیدگی بڑھنا	نمو
صفا	تصفیہ	صورت بنانا	خلق تصویر
جلا۔ روشنی	تجلیہ	جزا درکل کا سمجھنے والا	مدرب جزو کل
		ذات کی وحدت	وحدت ذات
		خدا	ذات واجب
		پیدا ہوتا	نشو
		نہیں	معدوم
		آرام	راح
		وہی	ہو
		محرکے۔ عرفانی میدان	معارک
		بھیدوں کے ظاہر سوزہ کی جگہ	منظر اسرار
		بے صورت	منزہ

يَا حَيُّ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ يَا قَيُّوْمُ



اصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ

اے خداوند تو ذاتِ کبریا کے واسطے
میں ہوا ہوں سخت زار و بند محنت میں اسیر
خواجہ بھری حسن کا نام لایا ہوں شفیع
فضل کر مجھ پر طفیلِ خواجہ ابن عیاض
حضرت خواجہ حذیفہ کے لئے تو رحم کر
خواجہ ممشاد کا خاطر میرا دل شاد کر
خواجہ ابدال احمد بو محمد مقتدا
خواجہ مودودِ حق اور خواجہ حاجی شریف
والہی ہندوستان خواجہ معین الدین حسن
کام شیریں کر طفیلِ خواجہ گنج شکر
دل کو روشن کر طفیلِ شہ نصیر الدین چسراغ
دور کر ظلمت سراج الدین دنیا کے لئے
حضرت محمود راجن سرور دنیا دیں
شیخ حسن اور خواجہ شیخ محمد کے طفیل
فضل کر مجھ پر محمد مصطفیٰ کے واسطے
کھول دے مشکلِ علی مرتضیٰ کے واسطے
شیخ عبد الواحد اہل بقا کے واسطے
شاہ ابراہیم بلخی بادشاہ کے واسطے
بوہبیرہ بھری صاحبِ ہدایا کے واسطے
شیخ ابوالاسحاق قطبِ چشتیا کے واسطے
خواجہ بو یوسف صاحبِ ہدایا کے واسطے
خواجہ عثمان اہل اقتدا کے واسطے
خواجہ قطب الدین قطبِ اتقیا کے واسطے
اور نظام الدین محبوبِ خدا کے واسطے
اور کمال الدین کمالِ اتقیا کے واسطے
اور سلیم الدین و حق علمِ الہدیٰ کے واسطے
اور جمال الدین جمن صاحبِ ہدیٰ کے واسطے
حضرت یحییٰ مدنی با صفا کے واسطے

سہل کر مشکل طفیل شہ کلیم اللہ ولی
 پیر فخر الدین مولانا نیا زاہد مجھے
 یا الہی صاف کر دے دل میرا چوں آئینہ
 بادشاہ دین محمد حضرت شاہ ولی
 مشکلیں آسان کر دے اے خداوند جہاں
 دین و دنیا کے مقاصد میں مجھے کر کامیاب
 اپنے فضل خاص سے راہ ہدایت کر عطا
 اے خدا تو عاصی کو رکھو حفوظ میں
 اور نظام الدین مقبول خدا کے واسطے
 بخش دے یارب تو دونوں رہنما کے واسطے
 شاہ مسکین پیر و مرشد با صفا کے واسطے
 شہ کرامت متقی و پارسا کے واسطے
 شاہ اکبر پیر و مرشد با صفا کے واسطے
 حضرت سجاد مرد با صفا کے واسطے
 حضرت اکرام چشتی رہنما کے واسطے
 از طفیل بزرگان چشتیا کے واسطے

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَكُنْ لِي إِسْتِغْفَارًا إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ

نہ

کو ایک آئینہ فرض کر دو۔ اور اس میں جمالِ حق کا ہمیشہ دیکھتے رہو۔ اور اس کسب میں ایسے مقید ہو کہ ایک لحظہ اور لمحہ دل اور دیدہ سے یہ دور نہ ہو سکے۔ اور ہمیشہ اسی خیال میں رہے۔ جب یہ خیال نہایت کو پہنچ جائے گا تو کچھ چیزیں نمودار ہونگی اور لذتیں پائی جائیں گی۔ پھر اس سے ترقی کرے اور آگے بڑھ کر تمام عالم کو حق دیکھے۔ اور اس کا ایسا تصور کرے کہ یہ سب حق ہے۔ جو ان صورتوں اور شکلوں میں ظاہر ہے اس تصور کی ہر وقت مداومت اور موافقت کرے پھر اس سے بھی ترقی کرے اور اپنے تئیں بیچ میں سے اٹھالے اور اپنے وجودِ وہی کی نفی کرنے میں اور وجودِ حق کے اثبات میں کوشش کرے۔ یعنی آنکھیں بند کر کے ایسا تصور کرے کہ جس کو میں جانتا تھا وہ میں نہیں ہوں۔ حق ہے۔ کہ اس صورت میں ظاہر ہوا ہے۔ اپنے تئیں بھول جائے۔ اور اپنے تئیں اور تمام عالم کو حق دیکھے۔ اور حق جانے۔ جب یہ تصور غالب آجائے گا، یہاں تک کہ اپنے تئیں بھول جائے گا۔ تب دیکھنے والا اور جس کو دیکھا ایک ہو جائے گا۔ حجاب اٹھ جائے گا۔ و مہول حاصل ہو جائے گا۔

● - بقیہ صفحہ ۸۱ و حلقہ الوجود، وعدة الشہود

مولانا عبدالرحمن جامی نے جو مسئلہ وحدت الوجود کے زبردست عامی ہیں
اپنی کتاب "لوائٹج جامی" میں فرمایا ہے کہ اشیاء کائنات کا ذات باری تعالیٰ سے
جزو اور کل کا تعلق ہے نہ ظرف و منظوف کا بلکہ صفت و موصوف اور لازم و ملزوم
کا تعلق ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ نہ کائنات کی کوئی چیز زیر کے ہاتھ کی طرح حق
تعالیٰ کی جزو یا عفتو سراوی جا سکتی ہے۔ اور نہ ہندوؤں اور عیسائیوں کی
طرح ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ نلاں فلاں شخصیت کے اندر خدا کا سما جانا صحیح ہے۔
کیونکہ حق تعالیٰ کی حقیقت غیر منقسم ہے اور اجزاء و اعضاء سے پاک اور منزہ ہے۔
بلکہ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ کائنات اور اس کی ہر چیز حق تعالیٰ کی صفت تخلیق کا نتیجہ ہے۔
چونکہ صفت موصوف سے جدا نہیں ہو سکتی۔ اسی لئے کائنات کی کوئی چیز ذات باری
تعالیٰ سے جدا نہیں ہے بلکہ اس کی ذات میں شامل ہے۔ جس طرح بلبہ پانی سے جدا
نہیں ہے بلکہ پانی ہی ہے۔ یا مٹی کا پیالہ اور مراحی بظاہر الگ الگ وجود نظر
آتے ہیں۔ لیکن دراصل وہ مٹی ہی تو ہیں۔

پیراہن اور چپا در الگ الگ پارچات نظر آتے ہیں لیکن ہیں تو دراصل روٹی

● - بقیہ صفحہ ۸۲ بقیہ تشبیہ و تنزیہ

تشبیہ سے مراد عالم ناسوت اور مقام دوئی و کثرت ہے۔

تنزیہ سے مراد مرتبہ لائعین اور احدیت ہے۔ یعنی مقام فنا فی اللہ ہے۔

جہاں ذات حق کے سوا ہر چیز فنا ہے۔ یہ دونوں حالتیں سب الیکن اور کالمین پر

بدلتی رہتی ہیں تنزیہ کو مرتبہ عروج اور تشبیہ کو مرتبہ نزول کے نام سے بھی موسوم یا جاتا

ہے۔ تنزیہ میں محویت و استغراق اور تشبیہ میں محمود ہوشیار ہے۔ (مکتوبات قدوسیہ)

تفسیر و تجرید | اپنے آپ سے باہر آنے کو تصوف کی اصطلاح میں تفسیر اور ہر چیز سے باہر آنے کو تجرید کے نام سے

موسوم کیا جاتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ترک خودی کے ساتھ ترک دنیا بھی کرے لیکن اس ترک سے مراد ترک ظاہری جسمانی نہیں بلکہ قلبی اور روحانی ہے۔ یعنی گھر بار چھوڑ کر غاروں میں جا بیٹھنا ضروری نہیں۔ بلکہ قلب میں دنیا و مافیہا کو جگہ نہ دے اور ہاتھ دست بیکار، دل بہ یار پر عمل کرے۔

ابلیس | ابلیس کی ذات مذہبی طور پر بدی اور شر کا مجسمہ ہے۔ جس نے خدا کی نافرمانی کی۔ آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کیا۔ جس کی وجہ سے ہمیشہ کھلے مردود و ملعون قرار دیا گیا۔ ابلیس کو ایسی قوت بھی کہا گیا ہے جو انسان کے جسم میں خون کے ساتھ گردش کرتی ہے۔

۲۔ بعض صوفیاء نے اس کو بڑا موجد قرار دیا ہے۔

۳۔ منصور حلاج نے اپنی کتاب ”التوہین“ میں ابلیس لعین کو ایسا کردار دیکر پیش کیا ہے جو خدا کے ارادوں اور مشیت ایزدی کا وہ کارندہ ہے جس کے فرائض سب سے زیادہ تلخ، ناگوار، کڑے اور نازک ہیں یہ بات اس کے فرائض میں شامل ہے کہ وہ اہل ملامت میں شامل ہو کر ہر وقت لعن طعن کا نشانہ بنا رہے۔ منصور کے نزدیک ابلیس ایک ناگزیر کارندہ مشیت ایزدی ہے۔

● حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کی مراد خلقت کے پیدا کرنے میں کیا ہے۔ تو حضرت نے فرمایا یہی مراد حق ہے۔ جو خلق پر گزر رہا ہے۔ جو شخص جس کام میں ہے۔ اس کی وہی عبادت ہے۔

س :- تیرے وجود میں کتنے امام کتنے قبلے اور کتنے محراب ہیں ؟

ج :- پانچ امام ہیں۔ (۱) امام تن (۲) امام جان ہے (۳) امام دل ہے

(۴) امام عقل ہے (۵) امام فہم ہے۔

ب۔ پانچ قبلے ہیں۔ (۱) قبلہ محراب ہے (۲) قبلہ کعبہ ہے۔ (۳) قبلہ بیت المعمور ہے۔ (۴) قبلہ عرش ہے (۵) قبلہ کرسی ہے۔ یہ مسئلہ جاننا لازمی ہے۔

ج۔ ۱۔ تن کے اندر محراب ہے ۲۔ جیو کے اندر کعبہ ہے۔ ۳۔ عقل کے اندر عرش ہے ۴۔ فہم کے اندر کرسی ہے ۵۔ دل کے اندر بیت المعمور ہے۔

س۔ تیرے وجود میں منازکس نے پڑھی تکبیر اور قرأت کس نے پڑھی اور کس نے کہا؟

ج۔۔ دل میرے نے منازکس پڑھی۔ تن میرے نے تکبیر بولی۔ فہم میرے نے قرأت پڑھی، روح میری نے رکوع اور سجدہ کیا۔ اور عقل میری نے سلام پھرایا۔ اگر یہ نہ جانے تو امامت درست نہیں۔

س۔۔ تیرے وجود میں مسجد محراب اور چراغ کسے بولتے ہیں؟

ج۔۔ پیشانی میری مسجد ہے۔ سینہ میرا محراب ہے۔ سر میرا منبر ہے اور آنکھیں میری چراغ ہیں۔

س۔۔ سر قرآن مجید، دل قرآن مجید، عرش قرآن مجید، جی قرآن مجید،

ایمان قرآن مجید، اور یار قرآن مجید کا کیا ہے؟

ج۔۔ سر قرآن مجید کا بسم اللہ ہے۔ دل قرآن مجید کا ادب ہے۔ عرش

قرآن مجید کا سورۃ البقرہ ہے۔ چراغ قرآن مجید کا سورۃ ملک ہے۔ تاج قرآن

مجید کا سورۃ الرحمن ہے۔ دل قرآن مجید کا سورۃ یس ہے۔

ایمان قرآن کا..... یار قرآن کا.....

فرض اسلام | چھ ہیں۔ ۱۔ توبہ کرنا ۲۔ تسلیم کرنا ۳۔ عبادت کرنا ۴۔ پرہیز کرنا ۵۔ قناعت کرنا ۶۔ معرفت دل کا قریب ہونا۔

چھ ہیں ۱۔ معرفت سے سو یوں ۲۔ سوار ۳۔ اسماوت
احکام اسلام | کرنی ۴۔ حق الیقین ہونا ۵۔ تقدیر پر ثابت ہونا۔
 ۶۔ توکل کرنا۔ ۷۔ دنیا سے پھرنا۔

چھ ہیں ۱۔ پیٹ میں علم ہونا ۲۔ دنیا کو ترک کرنا۔
ارکان اسلام | ۳۔ ہر ایک مصیبت پر صبر کرنا ۴۔ ہر ایک نعمت پر
 شکر کرنا ۵۔ خدا تعالیٰ کی قدرت پر صادق الیقین ہو کر جاننا ۶۔ امید اور خوف
 کے درمیان رہنا۔ پیر فقیر کو یہ مسئلہ جاننا ضروری ہے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سرکار
جوامع الکلم | دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا

- عرفان میرا سرمایہ ہے۔ † عقل میرے دین کی اصل ہے۔
 محبت میری بنیاد ہے † شوق میری سوار ہے
 ذکر الہی میرا مولنس ہے † اعتماد میرا خزانہ ہے۔
 حزن میرا رفیق ہے † علم میرا ہتھیار ہے
 صبر میرا لباس ہے † رضائے الہی میری غنیمت ہے
 عجز میرا فخر ہے † زہد میرا روزگار ہے
 یقین میری قوت ہے † صدق میری سفارش ہے
 جہاد میرا کردار ہے † طاعت میری پناہ ہے
 نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے

رسالہ

اکرام المسلمین

مرتبہ

مولانا عبد الممالک چشتی

مسئول بک ڈپوٹرڈہ محمد پناہ
تخصیص الیافیت پورہ ضلع جھیر خان

ناشر